صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

---

22 اگست 1981ء

(21 ۔ شوال 1401ھ)

جلد 3 ۔ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

مندرجات

(ہفتہ ۔ 22 اگست 1981ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	1
فہرست ارکان کونسل	2
گورنر پنجاب کا صوبائی کونسل کے اراکین سے افتتاحی خطاب	17

دوتھ پرنٹرز ۔ لاہور

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا تیسرا اجلاس

ہفتہ - 22 اگست 1981ء

(شنبہ - 21 شوال 1401ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں منعقد ہوا - جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

اناؤنسر: بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - خواتین و حضرات السلام علیکم ! صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کی کارروائی فاضل چیئرمین و گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل جناب غلام جیلانی خان صاحب کی اجازت سے تلاوت قرآن پاک سے شروع کی جاتی ہے - قاری علی حسین صدیقی صاحب تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(س رعدؑ آیت ۱۱ - س نساءؑ آیت ۵۹ - س شوریٰؑ آیت ۳۸)

بلاشبہ اللہ کسی قوم کی حالت کو اُس وقت تک ہرگز نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ (اپنی صلاحیت کے مطابق) خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے اور جب اللہ کسی قوم کی پاداش عمل کے مطابق بُرائی تجویز کر لیتا ہے تو وہ ٹل نہیں سکتی اور اللہ کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا -

اے ایمان والو ! اللہ اور اُسکے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور تم میں جو صاحب حکومت ہیں انکی بھی اور اگر کسی بات میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اللہ اور اسکے رسولؐ کے احکام کی طرف رجوع کرو - اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے -

(ایمان والے تو) ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے سارے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو دولت ہم نے ان کو دی ہے وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

فہرست ارکان کونسل

صوبائی کونسل پنجاب

چیئرمین

لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

گورنر | مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون "اے" پنجاب

معتمد صوبائی کونسل پنجاب

جناب غلام محمد درانی

فہرست وزراء صوبائی حکومت پنجاب

نمبر شمار	نام	محکمہ / محکمہ جات
1	چوہدری عبدالغفور	قانون
2	ملک اللہ یار خان	مال ۔ ریلیف ۔ صنعت و ترقی معدنیات اور محنت
3	بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان	زراعت ۔ امداد باہمی ۔ جنگلات ماہی پروری ۔ شکاریات ۔ افزائش حیوانات ۔ ترقی شیر خانہ جات و آبپاشی و ٹرانسپورٹ
4	میاں غلام محمد احمد خان مانیکا	مقامی حکومت و دیہی ترقی
5	چوہدری حامد ناصر چٹھہ	تعلیم و صحت
6	جناب محمد نواز شریف	مالیات ۔ آبکاری و محصولات
7	سردار رفیق حیدر خان لغاری	خوراک

نوٹ :- وزراء نے 25 اپریل 1981ء کو حلف وفاداری اٹھایا ۔

نمبر شمار	نام	محکمہ / محکمہ جات
8 ـ	میاں صلاح الدین	مواصلات و تعمیرات ، تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی
9 ـ	میاں محمد ذاکر قریشی	اوقاف ، معاشرتی بہبود و زکواۃ ، نو آباد یات ، اشتمال اراضی اور بحالیات و آباد کاری

فہرست ارکان صوبائی کونسل پنجاب

(22 ـ اگست 1981ء تک ترمیم شدہ)

منتخب شدہ ممبران

نمبر شمار	نام	عہدہ
	(ضلع لاہور)	
1 ـ	میاں شجاع الرحمن	میئر لاہور میونسپل کارپوریشن لاہور
2 ـ	جناب اشفاق شاہد	ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن لاہور
3 ـ	ملک شاہ محمد اعوان	چیئرمین ضلع کونسل ، لاہور
4 ـ	ملک محمد یوسف اعوان	وائس چیئرمین ضلع کونسل ، لاہور
5 ـ	بیگم عارفہ طوسی	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ، لاہور
	(ضلع قصور)	
6 ـ	راؤ خضر حیات خان	چیئرمین ضلع کونسل قصور
7 ـ	سردار محمد عارف خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور
8 ـ	ملک محمد عاشق	چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور

(ضلع گوجرانوالہ)

9 ۔ حاجی محمد اسلم بٹ	میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ
10 ۔ چوہدری محمد غوث ورک	چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ
11 ۔ رانا نذیر احمد خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ

(ضلع شیخوپورہ)

12 ۔ چوہدری نثار احمد خان	چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
13 ۔ چوہدری رستم کافرڈ	وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
14 ۔ چوہدری محمد اقبال ڈار	چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ

(ضلع سیالکوٹ)

15 ۔ ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں	میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ
16 ۔ چوہدری اختر علی	چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
17 ۔ چوہدری محمد اکبر کاہلوں	وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
18 ۔ سیدہ ماجدہ نیر عابدی	خاتون ممبر ضلع کونسل سیالکوٹ

(ضلع راولپنڈی)

19 ۔ شیخ غلام حسین	میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
20 ۔ راجہ فضل کریم	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
21 ۔ جناب محمد بشارت راجہ	چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی
22 ۔ کرنل (ریٹائرڈ) اے ایچ مغل	وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی

23 ۔ بیگم نجمہ حمید	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
24 ۔ کیپٹن (ریٹائرڈ) ثناء اللہ	عیسائی ممبر راولپنڈی میونسپل کارپوریشن

(ضلع اٹک)

25 ۔ میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان	چیئرمین ضلع کونسل اٹک
26 ۔ جناب محمد واثق خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک
27 ۔ الحاج شیخ عاص الہی	چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک

(ضلع جہلم)

28 ۔ ملک حبیب خان	چیئرمین ضلع کونسل جہلم
29 ۔ جناب نواب خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم
30 ۔ راجہ محمد افضل	چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم
31 ۔ ڈاکٹر بیگم گلشن حقیق مرزا	خاتون ممبر میونسپل کمیٹی جہلم

(ضلع گجرات)

32 ۔ نواب زادہ مظفر علی خان	چیئرمین ضلع کونسل گجرات
33 ۔ راجہ شوکت حسین	وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات
34 ۔ میاں محمد اکبر فاروق	چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات

(ضلع سرگودھا)

35 ۔ حافظ محمد یونس	میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا
36 ۔ ملک خدا بخش ٹوانہ	چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا
37 ۔ چوہدری انور علی چیمہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا

(ضلع فیصل آباد)

38 ۔ جناب محمد ریاض شاہد	میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
39 ۔ چوہدری محمد صدیق سالار	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
40 ۔	چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
41 ۔ سردار محمد مراد خان گادھی	وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
42 ۔ بیگم کرنل نصرت مقبول الہی	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

(ضلع جھنگ)

43 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین	چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
44 ۔	وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
45 ۔ شیخ محمد اقبال	چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ

(ضلع میانوالی)

46 ۔ ملک امان اللہ	چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
47 ۔ جناب عبداللہ خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
48 ۔ میاں غلام حیدر	چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی
49 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ	خاتون ممبر ضلع کونسل میانوالی

(ضلع ملتان)

50 ۔ نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی	میئر میونسپل کارپوریشن ملتان
51 ۔ جناب نفیس احمد انصاری	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان

52 ۔ سید فخر امام (وفاقی وزیر حکومت پاکستان)	چیئرمین ضلع کونسل ملتان
53 ۔ نواب لیاقت علی خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان
54 ۔ بیگم زبیدہ جعفری	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ملتان

(ضلع ساہیوال)

55 ۔ میاں غلام محمد احمد خان مانیکا (صوبائی وزیر حکومت پنجاب)	چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
56 ۔ سردار سلطان احمد	وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
57 ۔ چوہدری تاج محمد	چیئرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال
58 ۔ محترمہ بلقیس خانم	خاتون ممبر ضلع کونسل ساہیوال

(ضلع وہاڑی)

59 ۔ میاں محمد زاہد دولتانہ	چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
60 ۔ محمد ممتاز خان کھچی	وائس چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
61 ۔ حافظ اختر علی خان	چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی

(ضلع مظفر گڑھ)

62 ۔ ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر	چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ
63 ۔ چوہدری جلال دین	وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ
64 ۔ جناب لیاقت علی ملک	چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ

(ضلع ڈیرہ غازی خان)

65 ۔	سردار مقصود احمد خان لغاری	چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
66 ۔	سردار انعام اللہ خان کھوسہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
67 ۔	جناب محمد بلال طور	چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان

(ضلع بہاول پور)

68 ۔	سردار فضل احمد خان لنگاہ	چیئرمین ضلع کونسل بہاول پور
69 ۔	چوہدری عبدالرشید	وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
70 ۔	سیٹھ محمد عبیدالرحمان	چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول پور

(ضلع رحیم یار خان)

71 ۔	جناب رفیق حیدر خان لغاری (صوبائی وزیر حکومت پنجاب)	چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان
72 ۔	ملک عظیم بخش ناتچ	وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان
73 ۔	میاں عبدالخالق	چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان

(ضلع بہاول نگر)

74 ۔	چوہدری عبدالغفور (صوبائی وزیر حکومت پنجاب)	چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
75 ۔	میاں غلام محمد ماموںکا	وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
76 ۔	جناب جاوید اقبال رانا	چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر
77 ۔	بیگم نسیم عبدالماجد میاں	خاتون ممبر ضلع کونسل بہاولنگر

نامزد ممبران

78 ۔ جناب ڈاکٹر محمد سعید	سابق صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) راولپنڈی
79 ۔ جناب حکیم آفتاب احمد قرشی	صدر قومی طبی ایسوسی ایشن پنجاب پنجاب برانچ ۔ لاہور
80 ۔ میاں محمد حیات بخش	نائب صدر پنجاب سوشل ویلفیئر کونسل پنجاب
81 ۔ بیگم مسعودہ حامد	چیئرمین اپوا پنجاب برانچ ۔ لاہور
82 ۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین	چیئرمین انجمن خانہ دار خواتین پاکستان ۔ لاہور
83 ۔ بیگم نزہت مسعود صادق	چیئرمین پاکستان ریڈ کریسنٹ لاہور
84 ۔ شیخ محمد اقبال سدانہ	سابق صدر لاہور چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز ، لاہور
85 ۔ میاں تجمل حسین	صدر لاہور سٹاک ایکسچینج لاہور
86 ۔ جناب سراج قریشی	صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور
87 ۔ جناب رشید صدیقی	صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جنرلسٹ معرفت روزنامہ ”مشرق“ لاہور
88 ۔ سید منور علی شاہ	صدر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرز لاہور
89 ۔ جناب خورشید احمد	سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز (لاہور)

90 ۔ جناب صالح محمد نیازی	صدر لیبر یونین سرگودھا
91 ۔ چوہدری ظہیر احمد تاج	صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین ملتان
92 ۔ جناب خورشید احمد کانجو	(نائب چیئرمین پنجاب کسان بورڈ) ممبر پاکستان کاٹن کمیٹی
93 ۔ چوہدری محمد شفیع گل	سیکرٹری جنرل پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن فیصل آباد
94 ۔ چوہدری ہارون رشید تھہیم	چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
95 ۔ چوہدری غلام حیدر سجاد	صدر کسان بورڈ پنجاب سرگودھا
96 ۔ سردار محمد عظیم خان سدوزئی	صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ، ملتان
97 ۔ ملک اللہ یار خان کھنڈا (صوبائی وزیر حکومت پنجاب)	ترقی پسند کاشتکار ۔ بارانی ایریا پنڈی گھیب ، اٹک
98 ۔ الحاج چوہدری محمد حیات	نائب چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن
99 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی	نائب چیئرمین پنجاب رورل کواپریٹیو کارپوریشن ، لاہور
100 ۔ شیخ محمد لطیف	سینئر نائب صدر انجمن حمایت اسلام لاہور
101 ۔ جناب خاقان بابر	صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن ، لاہور
102 ۔ چوہدری سلطان علی	صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب ، لاہور

(22 اگست 1981ء تک ترمیم شدہ)

سبجیکٹ کمیٹیوں کے کنوینرز اور ارکان کی فہرست

محکمہ زراعت

نمبر شمار	نام	عہدہ
1 ۔	ملک عظیم بخش نانچ	کنوینر
2 ۔	سردار فضل احمد لنگاہ	ممبر
3 ۔	سید فخر امام	"
4 ۔	چوہدری سلطان علی	"
5 ۔	بیگم ساجدہ نیر عابدی	"
6 ۔	جناب ہارون رشید تہیم	"
7 ۔	سردار محمد عارف خان	"
8 ۔	چوہدری غلام حیدر سجاد	"
9 ۔	ملک خدا بخش ٹوانہ	"

محکمہ اوقاف

نمبر شمار	نام	عہدہ
1 ۔	میاں شجاع الرحمٰن	کنوینر
2 ۔	جناب حافظ محمد یونس	ممبر
3 ۔	نوابزادہ مظفر علی خان	"
4 ۔	بیگم سلمیٰ تصدق حسین	"
5 ۔	شیخ محمد لطیف	"

محکمہ مواصلات و تعمیرات

1 ۔ میاں غلام محمد احمد خان مانیکا	کنوینر
2 ۔ ملک شاہ محمد اعوان	ممبر
3 ۔ شیخ عاصر الہی	،،
4 ۔ چوہدری اختر علی	،،
5 ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) جناب عبدالحق مغل	،،
6 ۔ راجہ شوکت حسین	،،

محکمہ امداد باھمی

1 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی	کنوینر
2 ۔ خان غلام حیدر خان کھچی	ممبر
3 ۔ جناب نواب خان	،،
4 ۔ جناب عبداللہ خان	،،

محکمہ تعلیم اور کھیلیں

1 ۔ چوہدری عبدالغفور	کنوینر/منسٹر
2 ۔ میاں غلام حیدر	ممبر
3 ۔ راجہ فضل کریم	،،
4 ۔ راجہ محمد افضل	،،
5 ۔ کیپٹن ثناءاللہ	،،
6 ۔ بیگم زبیدہ خاتون جعفری	،،
7 ۔ جناب جاوید اقبال رانا	،،
8 ۔ بیگم نزہت مسعود صادق	،،

9 ۔ مسز عارفہ طوسی	ممبر
10 ۔ بیگم مسعودہ حامد	"
11 ۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین	"
12 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ	"
13 ۔ سردار محمد مراد خان گادھی	"

محکمہ آبکاری و محصولات

1 ۔ رانا نذیر احمد خان	کنوینر
2 ۔ ملک محمد یوسف اعوان	ممبر
3 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ	"
4 ۔ چوہدری جلال دین	"

محکمہ خوراک

1 ۔ شیخ غلام حسین	کنوینر
2 ۔ ملک محمد عاشق	ممبر
3 ۔ سردار محمد انعام اللہ خان کھوسہ	"
4 ۔ چوہدری محمد صدیق سالار	"
5 ۔ میاں مجید اکبر فاروق	"

محکمہ جنگلات و شکار

1 ۔ ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر	کنوینر
2 ۔ ملک حبیب خان	ممبر

محکمہ صحت

1 ۔ ڈاکٹر مسز گلشن حقیق مرزا	کنوینر
2 ۔ جناب اشفاق شاہد	ممبر

3 ـ حاجی محمد اسلم بٹ	ممبر
4 ـ بیگم نزہت مسعود صادق	،،
5 ـ ڈاکٹر ایم سعید احمد	،،
6 ـ حکیم آفتاب احمد قریشی	،،

محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (شہری ترقی)

1 ـ جناب محمد بلال طور	کنوینر
2 ـ سیٹھ محمد عبیدالرحمٰن	ممبر
3 ـ میاں عبدالخالق	،،
4 ـ بیگم عارفہ طوسی	،،

محکمہ صنعت ، تجارت و معدنی ترقی

1 ـ شیخ محمد اقبال میدانہ	کنوینر
2 ـ میاں تجمل حسین	ممبر
3 ـ جناب سراج قریشی	،،
4 ـ جناب نفیس احمد انصاری	،،

محکمہ آبپاشی و قوت برقی

1 ـ چوہدری نثار احمد خان	کنوینر
2 ـ چوہدری محمد غوث ورک	ممبر
3 ـ جناب محمد شفیع گل	،،
4 ـ سید منور علی	،،

محکمہ محنت

1 ـ جنا یازی	کنوینر
2 ـ ک اشرف ارائیں	ممبر

3 ۔ جناب خورشید احمد	ممبر
4 ۔ چوہدری ظہیر احمد تاج	"

محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ

1 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین	کنوینر
2 ۔ ملک امان اللہ	ممبر
3 ۔ سردار مقصود احمد خان لغاری	"
4 ۔ سردار محمد عظیم خان سدوزئی	"
5 ۔ چوہدری عبدالرشید	"

محکمہ دیہی ترقی و مقامی حکومت

1 ۔ نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی	کنوینر
2 ۔ راو خضر حیات خان	ممبر
3 ۔ جناب رفیق حیدر خان لغاری	ممبر/منسٹر
4 ۔ محترمہ بلقیس خانم	ممبر
5 ۔ چوہدری انور علی چیمہ	"
6 ۔ چوہدری تاج محمد	"
7 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین	"
8 ۔ بیگم نصرت مقبول الٰہی	"

محکمہ مال

1 ۔ ملک اللہ یار خان کھنڈا	کنوینر/منسٹر
2 ۔ جناب محمد واثق خان	ممبر
3 ۔ سردار سلطان احمد	"
4 ۔ میاں غلام محمد مانیکا	"

5 ـ جناب خورشید احمد کانجو	ممبر
6 ـ میاں محمد زاہد دولتانہ	"
7 ـ چوہدری محمد اکبر کاہلوں	"

محکمہ سماجی بہبود و زکواۃ

1 ـ بیگم نصرت مقبول الٰہی	کنوینر
2 ـ میاں محمد حیات بخش	ممبر
3 ـ جناب رستم کافرڈ	"
4 ـ بیگم نجمہ حمید	"
5 ـ بیگم مسعودہ حامد	"
6 ـ ڈاکٹر مسز گلشن حقیق مرزا	"

محکمہ اطلاعات ، سیر و سیاحت و ثقافت

1 ـ جناب لیاقت علی ملک	کنوینر
2 ـ بیگم نسیم عبدالماجد میاں	ممبر
3 ـ جناب ...ید صدیقی	"
4 ـ مسز ر ... ہ جعفری	"
5 ـ سیدہ ... نیر عابدی	"

محکمہ ٹرانسپورٹ

1 ـ شیخ	کنوینر
2 ـ حافظ	ممبر
3 ـ الحا ... ہد حیات	"

محکمہ نظم و نسق

1 - جناب محمد ریاض شاہد .... کنوینر

2 - نواب لیاقت علی خان .... ممبر

3 - جناب خاقان بابر .... "

4 - میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان .... "

5 - چوہدری محمد اقبال ڈار .... "

6 - جناب محمد بشارت راجہ .... "

گورنر پنجاب کا صوبائی کونسل پنجاب کے اراکین سے افتتاحی خطاب

اناؤنسر: اب گورنر پنجاب و مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" جناب غلام جیلانی خان صوبائی کونسل پنجاب کے فاضل اراکین سے خطاب فرمائیں گے ۔ جناب گورنر صاحب سے افتتاحی خطاب فرمانے کی درخواست کی جاتی ہے ۔

گورنر پنجاب: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ معزز خواتین و حضرات السلام علیکم ۔ سب سے پہلے میں آپ کا اس اجلاس میں خیر مقدم کرتا ہوں ۔ اور آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔

پچھلے اجلاس سے لے کر اب تک کئی اہم واقعات رونما ہوئے ہیں ۔ اور ہم نے کئی اہم اقدامات کئے ہیں ۔ جن کا ذکر میں مختصر طور پر یہاں کرنا چاہتا ہوں ۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ آج ہماری ملاقات ماہ رمضان ، عیدالفطر اور یوم آزادی کے فوراً بعد ہو رہی ہے ۔ کئی سال کے بعد قوم نے پہلی مرتبہ تحریک آزادی کی روح کو دوبارہ بیدار کیا اور آزاد ، زندہ اور باوقار قوموں کے شایان شان طریقہ پر یوم آزادی منایا ۔ پاکستان کا قیام ایک طویل اور کٹھن جد و جہد کے بعد عمل میں آیا ۔ اس کے لیے لاکھوں

افراد نے جان و مال کی قربانیاں دیں - یہ امر ہمارے لیے بے پایاں خوشی کا باعث ہے اور مقام شکر ہے کہ بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کی بے لوث ، جرأت مندانہ اور ولولہ انگیز قیادت کی بدولت پاکستان وجود میں آیا - اور ہمیں دوہری غلامی سے نجات ملی - آزادی ایک عظیم نعمت ہے - جسے حاصل کرنے کے لیے تو صدیوں کی کاوش درکار ہوتی ہے - مگر جسے ایک دن میں کھویا جا سکتا ہے - خدا کے فضل سے آج ہم ایک آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں - ہم انفرادی طور پر اور بہ حیثیت قوم معاشی طور پر پہلے سے کئی گنا زیادہ خوشحال ہیں - اس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیے - اور اس کے احسان کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے - بہر صورت ہمیں تحریک پاکستان کے اصل مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ابھی بہت سے عملی کام کرنے ہیں اور قائد اعظم کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے - ہمیں اپنے وطن عزیز کو مضبوط سے مضبوط تر اور خوشحال سے خوشحال تر بنانا ہے - یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم تاریخی حقائق اور شواہد پر نظر رکھتے ہوئے اپنے وجود کے اصل مقصد کو سامنے رکھیں - ہمارا کوئی قدم بھی قوم اور ملک کے مفاد کے منافی نہیں ہونا چاہیے - ورنہ ہمیں تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی - ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے -

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے - ہم نے غربت ، افلاس ، جہالت اور بیماری کے خلاف جہاد کرنا ہے - ہمیں اپنے عوام کی ترقی ، خوشحالی اور بھلائی کے لئے سخت جد و جہد کرنی ہے - اس کے لئے عزم صمیم ، جرأت مندی ، دیانتداری ، خلوص ، حوصلہ ، صبر ، بردباری اور تحمل کی ضرورت ہے - ہمیں پہلے اپنے فرائض پورے کرنے چاہئیں اور پھر اپنے حقوق کی بات کرنی چاہئے - معاشرے میں ایک فرد کے حقوق ، دوسرے فرد کے فرائض میں شامل ہوتے ہیں ، اگر ہم اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے تو ہمیں اپنے حقوق طلب کرنے کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا - اپنے فرائض اور

حقوق کو جاننا اور انہیں پورا کرنے کا نام ہی دراصل شعور ہے ۔ بہ حیثیت ایک آزاد اور باعزت قوم کے ہمیں اپنے اندر یہ شعور پیدا کرنا ہوگا ۔ ہمیں وقت کے ساتھ آگے بڑھنا ہے ۔ ہمیں پختگی اور بالغ نظری حاصل کرنا ہے ۔ زمانہ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے ۔ اور دنیا کی دوسری قومیں ہر میدان میں نہایت تیزی سے ترقی کر رہی ہیں ۔ اگر ہم دنیا میں کوئی نام پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں عملی طور پر محنت اور لگن سے کام کرنے ہوں گے ۔

عوام کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے آپ پر اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے ، آپ کا رابطہ براہ راست عوام سے ہے ۔ آپ ان کے مسائل ، معاملات اور مشکلات سے بخوبی آگاہ ہیں ۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں نے بہت دورے کئے ہیں اور آپ لوگوں کے علاوہ ، یونین کونسلوں کے نمائندوں سے بھی ملاقاتیں کی ہیں ۔ کچھ مسائل کا ذکر پچھلے اجلاس میں بھی ہوا تھا ۔ جس میں کمیٹیوں نے اور محکموں نے غور کیا اور مجھے امید ہے کہ ان میں سے بہت سے مسائل حل ہوئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں ، ان پر مزید غور ہو رہا ہے اور ان پر یہاں بھی بحث ہو گی ۔ یہاں میں ایک چیز کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ دوروں کے دوران یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ نچلی سطح کے اداروں اور دیگر بلدیاتی اداروں میں وہ باہمی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی جو ہونی چاہئے ۔ لہذا اس مسئلہ کا جائزہ لینے کے لئے بڑے غور و خوض کے بعد یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کی ایک کانفرنس بلائی گئی ' جس کا مقصد یہی تھا کہ گاؤں کی سطح کے مسائل سے پوری طرح آگاہی حاصل کی جائے اور ان پر بات چیت کی جائے ۔ یونین کونسلوں اور دیگر بلدیاتی اداروں کے درمیان افہام و تفہیم کے ذریعہ بہتر رابطہ پیدا کیا جائے ۔ اس کانفرنس میں جو مسائل حکومت کے علم میں آئے ۔ ان پر غور و خوض کرنے کے لئے اور پورے بلدیاتی نظام کے تجزیے کے لئے پنجاب کے سیکرٹری بلدیات کے زیر قیادت 40 رکنی کمیٹی قائم کی گئی ۔ جس میں بلدیاتی

اداروں کے نمائندگان اور ڈویژنل کمشنر اور ڈپٹی کمشنر شامل تھے ۔ اس کمیٹی نے بڑی محنت کی ۔ اور اپنی سفارشات پیش کیں ۔ ان پر مزید رائے لینے کے لئے ان کا خلاصہ* آج کے اجلاس میں آپ میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ امید ہے کہ اب آپ ہماری مزید راہنمائی کریں گے ۔

لوکل گورنمنٹ کا نظام ، دس پندرہ سال کے بعد دوبارہ رائج ہوا ہے ۔ ظاہر ہے کہ ان اداروں کو جڑ پکڑنے میں وقت لگے گا ۔ آہستہ آہستہ اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں استحکام ، توازن اور ہم آہنگی پیدا ہو گی ۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ جوں جوں کونسلرز کے تجربہ اور علم میں اضافہ ہوتا جائے توں توں انہیں مزید زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جائیں ۔ اسی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے پچھلے کچھ ماہ کے دوران کونسلرز کو مزید اختیارات دیئے ہیں ۔ اسی طرح بلدیاتی اداروں کو مزید فعال اور مؤثر بنانے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں :۔

سابقہ قوانین کے برعکس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء کے ذریعہ اور اس میں اہم ترامیم کر کے اور نئے قواعد (رولز) نافذ کر کے لوکل کونسلوں کو حتی الامکان خود مختار بنا دیا گیا ہے ۔ اب لوکل کونسلیں خود ہی اپنے بجٹ تیار کرنے اور منظور کرنے کی مجاز ہیں ۔ خود ہی مختلف ٹیکس تجویز کرنے اور انہیں نافذ کرنے کے لئے بااختیار ہیں ۔ اپنے سالانہ ترقیاتی منصوبے خود ہی مرتب کرتی ہیں اور خود ہی ان کی منظوری دیتی ہیں ۔ ٹھیکہ جات کی حتمی منظوری مطابق کنٹریکٹ رولز (Contract Rules) دینے کا اختیار لوکل کونسلوں کو دے دیا گیا ہے ۔ اسی طرح جائیداد کو پٹہ پر دینے کا اختیار بھی دیا گیا ہے ۔ ورکس رولز (Works Rules) کے تحت تعمیراتی کام کی انتظامی منظوری (-Administra tive Approval) دینے کا بھی پورا اختیار لوکل کونسلوں کو حاصل ہے جبکہ متذکرہ بالا تمام امور میں بعض حالات میں پہلے منظوری کنٹرولنگ

---

* سفارشات کا خلاصہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں ۔

اتھارٹی کی لیتی پڑتی تھی جو کہ کمشنر ، ڈپٹی کمشنر یا محکمہ بلدیات ہوتے تھے۔

چیئرمین حضرات کے اختیارات بھی بہت حد تک بڑھا دئیے گئے ہیں۔ سابقہ سسٹم کے تحت چیئرمین بہت معمولی درجہ کے ملازمین کی بھرتی کے مجاز تھے ۔ جیسا کہ کارپوریشن میں وہ صرف ایسے ملازمین کی بھرتی کرنے کے مجاز تھے جن کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ 350 روپیہ ماہوار ہوتی تھی۔ اب میونسپل کارپوریشن کے میئر گریڈ 12 تک کے ملازمین رکھنے کے مجاز ہیں ۔ اسی طرح چیئرمین ضلع کونسل اور دیگر کونسلوں کے چیئرمینوں کے ملازم بھرتی کرنے کے اختیارات بہت بڑھا دئیے گئے ہیں۔ پہلے میئر کارپوریشن کو کسی ایک مد میں خرچ کرنے کا اختیار محض پچیس ہزار روپیہ تک تھا ۔ دیگر کونسلوں کے لئے یہ اختیار اس سے بہت کم تھا ۔ اب میئر کارپوریشن اور چیئرمین ضلع کونسل دو لاکھ روپیہ تک ، میونسپل کمیٹیوں کے چیئرمین تیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ تک از خود خرچ کر سکتے ہیں ۔ ٹاؤن کمیٹیوں اور یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کے اختیارات میں بھی اضافہ کر کے کسی ایک مد پر پانچ ہزار اور ایک ہزار تک خرچ کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے ۔

سابقہ ورکس رولز کے تحت چیئرمین صاحبان تعمیراتی کام کی منظوری کے لئے بہت ہی محدود اختیار رکھتے تھے ۔ نئے قواعد کے تحت میونسپل کارپوریشنوں کے میئر اور ضلع کونسلوں کے چیئرمین تین لاکھ روپیہ تک منظوری دینے کے مجاز ہیں ۔ میونسپل کمیٹیوں کے چیئرمین تیس ہزار سے پچاس ہزار تک اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین دس ہزار روپے جبکہ یونین کونسلوں کے چیئرمین دو ہزار روپیہ تک کے کاموں کی از خود منظوری دے سکتے ہیں ۔

سابقہ قواعد کے مطابق کونسلر حضرات صرف چھ روپیہ سے لے کر نو روپیہ تک بطور (Daily Allowance) اور سیکنڈ گریڈ سرکاری ملازم کے برابر سفری الاؤنس کے حقدار تھے نئے قواعد کے تحت (Daily Allowance)

بیس روپیہ سے لے کر بیتالیس روپیہ تک روزانہ اور سفری الاؤنس فرسٹ گریڈ کے سرکاری ملازم کی حد تک کردیا گیا ہے ۔ سابقہ سسٹم کے تحت سارے یونین کونسل کے تمام چیئرمین سرکاری ملازم ہوتے تھے ۔ یونین کونسل کے چیئرمین حضرات کو محض پانچ سو روپیہ سالانہ اعزازیہ دیا جاتا تھا جب کہ اب ان کو دو سو پچاس روپیہ ماہوار تک اعزازیہ دیا جا سکتا ہے ۔ ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین پانچ سو روپیہ ماہوار تک ، میونسپل کمیٹیوں کے چیئرمین ایک ہزار سے پندرہ سو روپیہ ماہوار تک ، ضلع کونسلوں کے چیئرمین دو ہزار سے اڑھائی ہزار روپیہ ماہوار تک اور میونسپل کارپوریشنوں کے میئر دو ہزار سے لے کر تین ہزار روپیہ ماہوار تک اعزازیہ لے سکتے ہیں ، اعزازیہ کے علاوہ بڑی لوکل کونسلوں کے چیئرمین حضرات کو رہائش ، ٹرانسپورٹ اور گھریلو ٹیلیفون کی سہولتیں بھی حاصل ہیں ۔

قانون میں ترمیم کر کے ہم نے چیئرمین حضرات کو دل جمعی سے کام کرنے کے لیے تحفظ دے دیا ہے ، ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد اب صرف چھ چھ ماہ کے وقفہ کے بعد ہی ہو سکے گی ۔ جب کہ پہلے صرف ابتدائی چھ ماہ گزر جانے کے بعد ایسی تحریک کسی وقت بھی پیش کی جا سکتی تھی ۔ ایک اور ترمیم کے تحت ایسے کاروباری حضرات جو سرکاری ٹھیکیدار یا ڈپو ہولڈر ہیں ۔ کو بھی بلدیاتی اداروں کا ممبر ہونے کا اہل بنا دیا گیا ہے ۔ نیز سابقہ سرکاری ملازمین اور خود مختار اداروں کے ریٹائرڈ ملازمین جو انضباطی کارروائیوں کے تحت نہ نکالے گئے ہوں کو بھی انتخاب کا اہل بنا دیا گیا ہے ۔ جب کہ سابقہ قانون میں وہ ریٹائر منٹ کے بعد دو سال تک اس کے اہل نہ تھے ، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید اختیارات بھی دیے جائیں گے ۔ مثلاً ہم نے سفارش کی ہے کہ مصالحتی عدالتوں کے اختیارات آپ کو دے دیے جائیں ۔

ہم دوسرے صوبوں میں لوکل کونسلرز کے اختیارات کا بغور جائزہ لیتے رہے ہیں ۔ بہر صورت یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ ہر صوبہ کے حالات ،

تجربات اور مزاج مختلف ہیں - اسی لیے ہر صوبہ میں اس معاملے میں مکمل یکسانیت یا برابری نہیں ہو سکتی - تھوڑا بہت فرق ضرور رہے گا -

میری کابینہ کے نو وزراء کرام جنھوں نے مئی میں حلف اٹھایا ، موجودہ اجلاس میں شریک ہیں ہم نے آن کو پروگرام پیش کر دیے ہیں - صوبائی کابینہ کی تشکیل کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ حکومت اور عوام کے درمیان رابطہ بڑھے -

مجھے امید ہے کہ وزراء کرام زیادہ سے زیادہ وقت ، دفتر سے باہر عوام سے رابطہ استوار کرنے میں گزاریں گے اور روزمرہ کے کام اپنے سیکرٹری صاحبان کے سپرد کریں گے - وزراء کا کام ہے کہ وہ نبض پر انگلی رکھیں اور عوام کے مسائل کو سنیں اور آن کا حل ڈھونڈیں - اہم پالیسی بنائیں اور اپنے اپنے دفتر کے سپرد کریں اور دیکھیں کہ آن کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں - آپ کو بھی چاہیے کہ آپ ان سے زیادہ سے زیادہ رابطہ رکھیں -

صوبائی کونسل ، بے حد اہمیت اور افادیت کی حامل ہے - اس کونسل کے اجلاس میں جن خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے یا جو تجاویز پیش کی جاتی ہیں - حکومت پوری سنجیدگی سے آن پر غور کرتی ہے - صوبائی کونسل کے پچھلے اجلاس میں معزز ممبران نے جو مشورے دیئے تھے اور سبجیکٹ کمیٹیوں نے وقتاً فوقتاً سرکاری محکموں کے بارے میں جو سفارشات کی ہیں - آن میں بیشتر پر عملدرآمد ہو چکا ہے - اس بارے میں وزیر بلدیات اور دیگر وزراء آپ کے سامنے ایک جائزہ رپورٹ پیش کریں گے -

چند ماہ پیشتر ، صوبہ سرحد کی طرف سے بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں پر مشتمل ایک ڈیلیگیشن نے بین الصوبائی دورہ کیا تھا - پنجاب کی حکومت نے بھی منتخب اراکین پر مشتمل 3 ڈیلیگیشن مرتب کیے ہیں - جو علیحدہ علیحدہ صوبہ سندھ ، صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کا دورہ کریں گے - اس کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھیجے جانے والے وفود میں بھی پنجاب کے کونسلروں کو مناسب نمائندگی دی گئی ہے - لاہور - پنڈی اور فیصل آباد کے میئر ، پنجاب کے وزیر بلدیات و وزیر قانون اور ضلع کونسل

راولپنڈی ، وہاڑی اور جھنگ وغیرہ کے چیئرمین اہم بیرونی ممالک کا دورہ کر چکے ہیں ۔ کچھ اور وفد بھی باہر بھیجے جا رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں آپ کا نام بھی ہو ۔

ہمارے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ بلوچستان کے کچھ صحافیوں نے پنجاب کا دورہ کیا ۔ ہم دوسرے صوبوں کے صحافیوں کو بھی دل و جان سے خوش آمدید کہیں گے ۔ اسی طرح ہم بھی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دوسرے صوبوں کے دورے پر بھیجنا چاہیں گے ۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کے تجربات ، خیالات اور تجاویز سے استفادہ کر سکیں ۔

ہم نے پنجاب کی منتخب شدہ خواتین کا کنونشن بلانے کا بھی فیصلہ کیا ہے ۔ جس میں صوبہ بھر کی منتخب شدہ تقریباً اڑھائی سو خواتین شرکت کریں گی اور دوسرے صوبوں سے بھی نمائندہ خواتین کو مدعو کیا جائے گا ۔ اس کی تاریخ بھی اس اجلاس میں متعین کی جا سکتی ہے ۔

پچھلے دنوں شدید بارشیں ہوئیں ۔ پنجاب میں بارشوں سے زیادہ متاثر ہونے والے اضلاع میں لاہور ۔ فیصل آباد ۔ ساہیوال اور سیالکوٹ قابل ذکر ہیں ۔ بارشوں اور سیلاب سے پیدا شدہ نقصانات کا ازالہ کرنے کے لیے مختلف امدادی کارروائیاں کی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ سیلاب کے خطرات کے پیش نظر کئی حفاظتی اقدامات بھی کیے گئے ہیں ۔ جن میں حفاظتی بندوں کو مزید مضبوط بنانا ، اور نشیبی علاقوں سے آبادی کو محفوظ مقامات پر پہنچانا شامل ہے ۔ انتظامیہ سیلاب کی صورت حال پر گہری نظر رکھ رہی ہے ۔ حکومت بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا سروے بھی کر رہی ہے ۔ اور مناسب اور واجب رعائتیں اور مدد دے گی ۔ اللہ کا شکر ہے کہ سوائے ایک دو جگہوں کے ابھی تک صوبے میں سیلاب کی وجہ سے ایسی کوئی ہنگامی صورت حال پیدا نہیں ہوئی ۔ جو باعث تشویش ہو ۔ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ہمارے منتخب شدہ ممبروں نے بڑھ چڑھ کر لوگوں کی مدد کی اور متاثرہ افراد کی حوصلہ افزائی کی ۔ کئی مقامات پر ، انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت شگافوں کو پر کیا ، سڑکوں کو تعمیر کیا اور نکاسی آب

کے لیے بھرپور مدد کی اور حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ میرا مشورہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ایسے حالات میں لوگوں کو ہمت سے کام کرنا چاہیے ۔ اپنی مدد آپ اور ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے ۔ ہر وقت حکومت کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے ۔

موجودہ حکومت صوبے میں ترقیاتی کاموں کو خاص ترجیح دے رہی ہے اور دیہی ترقی حکومت کی خصوصی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے ۔ جس میں بجلی ، سڑکیں ۔ واٹر سپلائی ۔ صحت کے بنیادی یونٹ ۔ سکول اور کالجوں کے منصوبے اور دیہی عوام کو روزگار مہیا کرنے کے منصوبے خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان منصوبوں کی تیاری اور تکمیل میں عوامی نمائندوں کی براہ راست شرکت کا اہتمام کیا گیا ہے ۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 81-1980ء کے نظرثانی شدہ تخمینہ کے مطابق دو ارب 66 کروڑ روپے کی مختص شدہ رقم کا 95 فیصد سال کے آخر تک خرچ ہوگیا ۔ اس طرح مجموعی کارکردگی سابقہ دو سالوں سے نسبتاً بہتر رہی ہے ۔ پچھلے سالوں کی بہتر کارکردگی کے پیش نظر رواں مالی سال میں صوبائی ترقیاتی پروگرام کے لیے تین ارب 35 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 20 فیصد زیادہ ہے ۔

سال 81-1980ء کے دوران ہونے والے بڑے بڑے کام یہ ہیں :-

زراعت کے شعبہ میں 1100 ٹیوب ویل لگائے گئے ۔ 2500 ہیڈ سپیلرز کسانوں میں تقسیم کیے گئے ۔ تقریباً دو سو میل دیہی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور 6 ہزار ہینڈ پمپ نصب کیے گئے ۔ تقریباً دو کروڑ جانوروں کا علاج معالجہ کیا گیا اور تین کروڑ تیس لاکھ جانوروں کو مختلف امراض کے سد باب کے لیے ٹیکے لگائے گئے ۔ شعبہ مواصلات میں ایک سو تیس میل لمبی نئی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ایک سو میل سڑکوں کو کشادہ اور ان کی تعمیر و تجدید کی گئی ۔ جبکہ تعلیمی شعبہ میں 926 نئے پرائمری سکول کھولے گئے ۔ 6 سو پرائمری اور 229 ثانوی سکولوں کی تشکیل نو کی گئی ۔

یہ تعمیری کام جاری رہا ۔ صحت کے شعبہ میں 252 بنیادی صحت یونٹوں ، 23 دیہی صحت مراکز اور 14 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں پر تعمیراتی کام جاری رہا ۔ اسی طرح 4 ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کا درجہ بڑھانے کے سلسلے میں اور کئی دوسری سکیموں پر کام جاری رہا صوبہ میں 5,000 رہائشی پلاٹ بنائے گئے ۔ دیہات میں آب رسانی کی 53 اور نکاسی آب کی 5 سکیمیں مکمل ہوئیں ۔ شہروں میں آب رسانی کی 9 اور نکاسی آب کی پانچ سکیمیں مکمل کی گئیں ۔

یہ امر بے حد خوشی آئند ہے کہ گزشتہ مالی سال میں 12000 پانی کے کھال اپنی مدد آپ کے تحت بنائے گئے اس سے پانی کے ضیاع کو روکنے میں بے حد مدد ملی اور 15 فیصد تک پانی میں بچت ہوئی ۔ کوئی شک نہیں کہ اس میں ہمارے کاشتکاروں نے بے حد شوق ، محنت اور لگن کا مظاہرہ کیا میں انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ سال بھی وہ اسی جوش و خروش سے اس کام کو جاری رکھیں گے ۔ ہمیں امید ہم یہ کام اور علاقوں میں بھی پھیلائیں گے ۔

ہمارا اپنی مدد آپ کا یہ تجربہ نہایت کامیاب رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ ہم اسی طرح کے کئی اور کام کریں گے ۔ مثلاً سیم نالوں کی صفائی اور تعمیر وغیرہ ۔

سال رواں کے ترقیاتی پروگرام کی اہم خصوصیات یہ ہیں :-

کھیتوں سے منڈیوں تک سڑکوں کی تعمیر کے لیے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس پروگرام کے تحت 3 سالوں میں 100 میل لمبی یا اس سے زائد سڑکیں ہر ضلع میں یعنی کل 2500 میل لمبی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی ۔ یہ 30 کروڑ کی رقم 8 کروڑ 4 لاکھ روپے کی اس رقم کے علاوہ ہے جو دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت رابطہ سڑکوں کی تعمیر کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ مزید براں محکمہ ہائی وے صوبہ میں 115 میل لمبی نئی اور 70 میل موجودہ سڑکوں کی تعمیر و تجدید پر تقریباً 27 کروڑ روپے خرچ کرے گا ۔ اس طرح صوبے میں 1981-82ء کے دوران مواصلات کی

تعمیر و توسیع کے لیے 65 کروڑ روپے کی جو مجموعی رقم مختص کی گئی ہے وہ اس مقصد کے لیے اب تک سب سے زیادہ ہے۔

مجھے امید ہے کہ جب دو تین سالوں میں 2600 میل امبی سڑکیں بن جائیں گی تو ہماری دیہی زندگی میں ایک نمایاں اور خوشگوار انقلاب رونما ہوگا۔ کاش ہمارے پاس اور وسائل ہوتے تاکہ ہم اور سڑکیں بنا سکتے اور زیادہ سے زیادہ علاقوں کو کھول سکتے اور ذرائع رسل و رسائل کو پھیلا سکتے۔ سڑکیں کسی علاقے کے لیے ترقی اور خوشحالی کی راہیں کھول دیتی ہیں۔

اس سلسلے میں دوسرا اہم قدم جو ہم نے اٹھایا ہے وہ بجلی کی فراہمی سے تعلق رکھتا ہے۔ سال رواں میں تقریباً 340 دیہات کو بجلی مہیا کی جائے گی جس کے لیے 15 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ پروگرام مرکزی حکومت کے بجلی کے دیہی پروگرام کے علاوہ ہے۔ پچھلے سال بجلی کی فراہمی کے لیے صرف 3 کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے۔ ہمارا مقصد صرف بجلی کے بلب روشن کرنا نہیں۔ بجلی توانائی کا اہم ذریعہ ہے اور ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ اس میں حکومت آپ کی راہنمائی کر سکے گی میں نے متعلقہ محکموں کو اور محکمہ منصوبہ بندی کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکمل دریافت کریں اور ہمیں بتائیں کہ بجلی کی توانائی سے کیا کیا کام دیہاتوں میں ہو سکتے ہیں اور وہ کون سی گھریلو صنعتیں یا ایسی چھوٹی اور درمیانی صنعتیں جو زراعت پر مبنی ہوں لگا سکتے ہیں۔ اور ان پر کیا اخراجات اٹھیں گے۔ مجھے امید ہے کہ متعلقہ محکمے اس بات کو بھول نہیں گئے۔ کیونکہ یہ کام تقریباً ایک سال سے ان کے سپرد ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ انھوں نے اس پر خاصہ کام کر لیا ہوگا اور مجھے یہ تمام کوائف ایک کتابچہ کی شکل میں اکتوبر ، نومبر کے آخر تک پیش کر دیں گے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ ہم بجلی مہیا کرنے میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور ہمیں اس میں خاصی کوشش کرنی ہوگی اور زیادہ سے

زیادہ فنڈ اس مقصد کے لیے مختص کرنے ہوں گے - موجودہ قواعد کے تحت ہم صرف ایسے دیہاتوں کو بجلی فراہم کرتے ہیں جو 11.KV لائن سے نصف میل کے اندر واقع ہوں - ہم نے بجلی کی وسیع تر فراہمی کے لیے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 11.KV لائن سے نصف میل کے باہر کے علاقے میں بھی بجلی فراہم کی جائے بشرطیکہ وہاں کے لوگ کل اخراجات کا ایک تہائی حصہ دینے کے لیے رضا مند ہوں - اس سلسلے میں ہمیں بہت سی درخواستیں پہنچی ہیں -

میں دو اہم Thrusts کا ذکر کر چکا ہوں یعنی سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی فراہمی - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب کام بے سود ہوں گے - جب تک کہ ہم تعلیم اور صحت پر توجہ نہ دیں - یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ہماری تعلیم کا نظام اور درس گاہیں تسلی بخش نہیں - ایک قوم کے لیے جسمانی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے - اسی طرح ذہنی اور روحانی صحت کے لیے تعلیم کا ہونا از حد ضروری ہے - ایک قوم جس کے بیشتر لوگ ان پڑھ ہوں وہ قوم جذبے اور لگن سے سرشار نہیں ہو سکتی جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ہاں خواندگی کا تناسب صرف 21.22 فیصد ہے یعنی 80 فیصد لوگ ان پڑھ ہیں - اس سے ہر کسی کو تشویش ہونی چاہیے - میں یہاں موجودہ تعلیمی معیار کا ذکر نہیں کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ مناسب جگہ نہیں ہے - جہاں تک خواندگی کا تعلق ہے ہمیں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ ہم خواندگی کے تناسب کو کم از کم 80 فیصد تک بڑھا دیں - ہمیں یہ کامیابی اسی وقت حاصل ہوگی جب ہم پرائمری تعلیم اور تعلیم بالغاں کی طرف پوری توجہ دیں گے - اور ایسے اقدامات کریں کہ ہر پڑھا لکھا شخص مرد اور عورت حکومت کا ہاتھ بٹائے اور مشینری جوش و خروش سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے - اگر ہر پڑھا لکھا شخص صرف ایک شخص کو پڑھا دے تو ایک دو سال میں خواندگی کی شرح 40 فیصد تک پہنچ سکتی ہے - آسودہ اور پڑھے لکھے لوگوں کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سکولوں اور کالجوں کے طالب علموں کو چھٹیوں کے دوران گاؤں گاؤں جا کر تعلیم کو پھیلانا چاہیے - جہاں تک اعلیٰ تعلیم کا

تعلق ہے ہم عنقریب کئی ایک سیمینار کرنے والے ہیں اور انشاء اللہ اس سطح پر بھی سنبھلنے کی کوشش کریں گے ۔ مجھے امید ہے کہ ہمیں تعلیم یافتہ حضرات اور میڈیا کا پورا پورا تعاون حاصل ہوگا ۔ سوچیئے کہ اگر ہم نے اپنی قوم کو نہ پڑھایا لکھایا تو کیا بنے گا ۔ اور ہم پندرھویں صدی ہجری یا اکیسویں صدی عیسوی کے چیلنج کو کیوں کر قبول کر پائیں گے ؟ تعلیم کا مقصد صرف ڈگریاں اور وہ بھی تھرڈ کلاس ڈگریاں حاصل کرنا نہیں ۔ ہمیں زیادہ توجہ بنیادی تعلیم ، سائنس ٹیکنالوجی اور ہنر وغیرہ کی طرف دینی چاہیے ۔ اس بنیاد کے بغیر صحیح معنوں میں ترقی ممکن نہیں ۔ ہمارا مقولہ ''پڑھیے اور پڑھائیے'' ہونا چاہیے ۔

1981-82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے ''کلیدی مقامات (Focal Points) کے انتخابات کا تصور'' شامل کیا گیا ہے جس کے تحت منتخبہ دیہات او نیم شہری آبادیوں میں بجلی ۔ پانی ۔ سڑکوں ، صحت کے مراکز اور سکولوں جیسی بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں گی ۔ ایسے کلیدی مقامات (Focal Points) کی ترقی کے لئے رواں مالی سال میں 7 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ آبپاشی کے منصوبوں کے تحت 200 میل لمبے نئے نالے تعمیر کئے جائیں گے اور 270 میل لمبے نالے مرمت کئے جائیں گے ۔ اس پروگرام کے لئے تقریباً 13 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس سال ''اپنی مدد آپ'' کے تحت 15,000 پانی کے کھال بنائے جائیں گے ۔ تعلیمی شعبہ میں 1350 نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے اور ایک ہزار پرائمری سکولوں کی تشکیل نو کی جائے گی جبکہ 152 پرائمری سکولوں کا درجہ مڈل تک اور 80 مڈل سکولوں کا درجہ ہائی تک بڑھا دیا جائے گا ۔

میں نے جن پروگراموں کا ذکر کیا ہے ان کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ ہمارے دیہات صدیوں سے پس ماندگی ، جہالت اور افلاس کی گہری تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں ۔ تاریکی کے اس طلسم کو توڑنے کے لئے ان پروگراموں پر بھر پور اور جلد از جلد عمل درآمد ضروری ہے ۔ ہماری حکمت عملی یہ

ہے کہ اپنی قوت اور وسائل چاروں طرف ضائع کرنے کی بجائے ، ہم اپنی تمام تر کوششیں ، اور سرگرمیاں چند ایک اہم اور چیدہ چیدہ مسائل پر مرکوز کریں تاکہ ہم پیش رفت میں کامیاب ہوں -

بلدیاتی اداروں کو قائم ہوئے اب دو سال ہونے کو آئے ہیں - اس دوران بہت سے اداروں کی کارکردگی کافی حد تک تسلی بخش رہی - میں ان اداروں کے ممبران اور چیئرمین حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی کارکردگی مزید بہتر بنائیں گے -

در اصل بلدیاتی اداروں کے قیام کا مقصد سیاست کا ایک اور محاذ کھولنا نہیں اور نہ ہی بلدیاتی انتخاب سیاسی بنیادوں پر لڑے جاتے ہیں - بلدیاتی اداروں کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے مقامی مسائل ، اپنے مقامی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے خود اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ حل کریں - عوام براہ راست گاؤں کی سطح سے نہ صرف تعمیری کاموں کی تجاویز بنائیں ، سکیمیں وضع کریں ، بلکہ ان سکیموں کی منظوری کے بعد اپنی زیر نگرانی ان پر عملدرآمد بھی کرائیں - اگر کسی سکیم پر کام سست ہو یا بند ہو - یا کام غیر معیاری ہو ، یا اس میں کوئی نقائص ہوں ، تو خاموش تماشائی بنے رہنے کی بجائے ، فوری طور پر حکومت کے متعلقہ اداروں کی توجہ ادھر دلائی جائے - اس طرح ترقیاتی کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے تاکہ عوام کا گاڑھے خون پسینے سے کمایا ہوا روپیہ ضائع نہ ہونے پائے - اور عوام کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ ہو - منتخب شدہ ممبروں پر اس طرح ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے - انہیں ایسے تعمیری کام کرنے چاہئیں جن سے لوگوں کا ان پر اعتماد قائم رہے اور وہ آئندہ بھی ان کو منتخب کریں - اگر آپ دیکھیں تو دیہی بلدیاتی ادارے تقریباً 100 کروڑ روپے ترقیاتی سکیموں پر یا خود خرچ کرتے ہیں یا ان کے ذریعے خرچ ہوتے ہیں یا ان کے مشورے سے ان کے علاقے میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کئے جاتے ہیں - یہاں تک کہ سڑکیں - بجلی اور پانی - سکولوں وغیرہ کی سکیمیں ان کے مشورے سے

ہی تشکیل دی جاتی ہیں ۔ اور آپ کو یاد ہو گا کہ ایک وقت پاکستان کا کل بجٹ ایک سو کروڑ روپے کا ہوا کرتا تھا ۔

بلدیاتی ادارے ایسی تربیت گاہیں ہیں جہاں سے آئندہ ہمیں ملک کے لیے قیادت میسر آئے گی ۔ یہاں مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہے کہ چند ایک بلدیاتی ممبروں نے عوام کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے ۔ بعض جگہوں پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ چند ممبران مالی بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں میں ملوث ہوئے ۔ ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ۔ میرا مشورہ ہے کہ منتخب نمائندوں کو ایسی حرکتوں سے گریز کرنا چاہیئے ۔ انہیں اپنی شہرت کا زیادہ فکر ہونا چاہیئے ۔ اگر کسی کی شہرت ایک دفعہ خراب ہو جائے ۔ تو اسے درست کرنا ناممکن ہو جاتا ہے ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے شیشہ میں بال کا آنا ۔ اسی طرح بعض ممبران کے درمیان اختلاف رائے کو اس حد تک بڑھا لیا گیا کہ باہمی چپقلش کی وجہ سے اس بلدیاتی ادارے کو توڑنے کی نوبت آ پہنچی مگر چونکہ حکومت ان اداروں کو مضبوط اور فعال دیکھنا چاہتی ہے ۔ اس لیے ایسا انتہائی قدم اٹھانے کی بجائے ، ممبران کے درمیان صاف صفائی اور افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی اور وہاں جا کر تصفیہ کرا دیا گیا ۔

اختلاف رائے رکھنا کوئی بری بات نہیں ۔ مگر یہ اختلاف برائے اختلاف نہیں ہونا چاہئے ۔ اسی طرح دوسرے فریق کے لیے تعمیری تنقید کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے ۔ جمہوریت میں حزب اختلاف بھی اتنی ہی لازمی ہے جتنی حزب اقتدار ۔ حزب اختلاف کو جمہوریت کا لازمی حصہ اور گاڑی کا دوسرا پہیہ سمجھ کر انہیں تعمیری کاموں میں برابر کا شریک کرنا چاہئے اور ان کے علاقہ کے لیے بھی ترقیاتی فنڈ مخصوص کرنے چاہئیں ۔ ہمیں ایک دوسرے کا نکتہ نظر سمجھنے اور برداشت کرنے کا جذبہ اور قوت پیدا کرنی چاہئیے ۔ تحمل اور بردباری جمہوریت کی بنیاد ہے ۔ جمہوریت میں ایک دوسرے کے نکتہ نظر کا احترام کیا جاتا ہے ۔ حیرت ہے کہ ایک طرف تو ہم جمہوریت کا نعرہ

لگاتے ہیں اور دوسری طرف ہم اختلاف رائے کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ بلدیاتی ادارے جمہوریت کی درس گاہیں ہیں ۔ یہاں نچلی سطح سے ہم عوام کے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں ۔ مقامی ذمہ داریاں سونپتے ہیں ۔ یہاں انہیں عوام کی خدمت کا موقعہ ملتا ہے ۔ ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرنے اور تحمل و بردباری کا سبق ملتا ہے ۔ اسی طرح میں ایک اور افسوسناک پہلو کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ یہ جانتے ہوئے کہ ملک کے دشمن اندر اور باہر سرگرم ہیں ۔ ہمارے دو چار کونسلر حضرات نے اپنے اصل مقصد کو پس پشت ڈال کر ، تخریب کاروں کی مدد اور اعانت کی ۔ ان کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے ۔ کیونکہ انہوں نے اپنے اداروں کے نام کو بٹہ لگایا ہے ۔ ایسے تخریب پسند عناصر ملک و قوم کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی نشاندہی کرنا جو ملک میں بدامنی اور انتشار پھیلانا چاہتے ہیں ۔ ہر محب وطن شہری کا فرض ہے ۔ ان پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے ۔ ہم میں آپس میں اختلاف ہو سکتے ہیں ۔ سیانے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ صحت مندانہ رجحان ہے ۔ تاہم اپنے گھر کے اختلافات کو گھر سے باہر نہیں اچھالنا چاہئیے ۔ ایسے لوگ جو چند ٹکو کی خاطر ، کسی کی شہ پر اندرون ملک اور بیرون ملک ایسا کرتے ہیں ۔ لوگوں کی نظروں سے گر جاتے ہیں اور یہاں بھی اور باہر بھی اپنے وطن عزیز کی عزت اور وقار کو ٹھیس پہنچاتے ہیں ۔ کیا کسی اور آزاد ملک کے لوگ بھی ایسا کرتے ہیں کہ اپنے ہی ملک کی سالمیت اور استحکام کو کسی اور کے ہاتھوں نقصان پہنچائیں ؟ ہم کسی کی حب الوطنی پر شک کرنے والوں میں سے نہیں لیکن جہاں تک وطن عزیز کی سالمیت اور استحکام ، عزت اور وقار کا سوال ہے اس پر کبھی سودا نہیں ہو سکتا ۔ ان معاملوں میں ہمیں پوری ذمہ داری اور ذہنی پختگی سے کام لینا چاہئیے ۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہم بچپنے میں اپنے آپ کو نیست و نابود کر بیٹھیں ۔

مجھے یقین ہے کہ وطن عزیز کی سالمیت بقا اور استحکام کے لیے ہم میں سے کوئی بھی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا ۔ میں چند

ابتدائی باتیں تھیں ، جن کا میں ذکر کرنا چاہتا تھا ۔ مجھے امید ہے کہ وزرا اور دیگر سیکرٹری صاحبان اپنے اپنے محکمہ کے مسائل سے آپ کو مزید آگاہ کریں گے ۔

سوالات ہوں گے اور ان کے یہاں بیٹھ کر ان چار دنوں میں حل تلاش کئے جائیں ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس اجلاس کی کارروائی میں پوری دلچسپی لیں گے ۔ ہم نے اس اجلاس کو ایک دن کے لیے بڑھا دیا ہے اور امید ہے کہ آپ سب کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملے گا ۔

اجلاس کے اختتام سے پہلے ، ہم آپ کے مشورے سے اگلے اجلاس کی تاریخ بھی متعین کریں گے ۔ تاکہ ہر کسی کو آگاہی ہو سکے اور اجلاس میں تاخیر نہ ہونے پائے ۔

(پاکستان زندہ باد)

اناؤنسر : گورنر پنجاب کے خطبہ افتتاحیہ کے بعد صوبائی بلدیات کے وزیر میاں غلام محمد احمد خان مانیکا اپنے محکمہ کا جائزہ پیش کریں گے ۔ لیکن اس سے پہلے وہ اس اجلاس کے نظام اوقات اور طریق و ضوابط کی تفصیلات پیش کریں گے ۔ میاں غلام محمد احمد خان مانیکا ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار : پوائنٹ آف آرڈر جناب ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں پچھلے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ اجلاس کے لیے تمام کارروائی اور رپورٹ اجلاس شروع ہونے سے پندرہ دن قبل جملہ ممبران تک پہنچا دی جائے گی ۔ تاکہ ممبران ان کا بغور جائزہ لے سکیں اور پوری تیاری کے ساتھ اجلاس میں حاضر ہو سکیں ۔ لیکن ہمیں بہت افسوس ہے کہ اس بار بھی ہمیں صرف سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹیں دو دن پہلے ملی ہیں اور کسی دیگر محکمہ کی کوئی کارروائی ، بجٹ اور دوسری رپورٹ ۔ اے ڈی ۔ پی ہمیں ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہیں ۔ جس کی وجہ سے میں اور میرے دیگر معزز اراکین پوری تیاری کے ساتھ اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے ہیں ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ

آپ متعلقہ محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ آئندہ کے لیے اجلاس شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے ہمیں ضروری رپورٹیں بھیج دیا کریں ۔

چوہدری ہارون الرشید تھیم : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سابقہ روایات یہ ہیں کہ گزشتہ اجلاس کی کارروائی تصدیق کے لیے پہلے یہاں آتی ہے تاکہ اگر اس میں کوئی لفظ رہ گیا ہو ۔ تو اس کی تصحیح کر دی جائے ۔ اس کے لیے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس پنجاب گورنمنٹ کی رپورٹ ہے ۔ اس کا آپ صفحہ نمبر 109 نکالیں جس میں یہ لکھا ہوا ہے ۔ میں زبانی بھی عرض کرتا ہوں ۔ یہ تحریر ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب سے سابقہ ، کھر صاحب کا دور حکومت بہتر تھا ۔ تو اس دن جب پچھلے اجلاس میں ذکر ہوا تھا ۔ تو اس وقت ہر طرف سے shame, shame کی آوازیں آئی تھیں اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ الفاظ واپس لے لیے جائیں ۔ اور یہ کارروائی بھی حذف کر دی جائے گی ۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ صفحہ 109 پر سطر نمبر 13 سے یہ کارروائی نمایاں طور پر ظاہر ہے ۔ جناب والا ! جب ہماری آئندہ نسلیں اس کارروائی کو پڑھیں گی ۔ تو یہ الفاظ پڑھ کر وہ ہمارے متعلق کیا رائے قائم کریں گی ۔ میں آج بھی یہ عرض کروں گا کہ سطر 13 سے جہاں تک یہ الفاظ درج ہیں ان کو حذف کر دیا جائے ۔ جہاں تک کھر صاحب اور پنجاب کے نظم نسق کا ذکر ہے حذف کر دیں ۔ اس میں پنجاب گورنمنٹ میں ہم بھی آ جاتے ہیں جو کہ نامزد ممبران ہیں ۔ ہم بھی کارندے ہیں ۔ اور اگر پنجاب گورنمنٹ کسی طرح سے کسی معاملے میں فیل ہو اور کھر کا مقام اونچا ہو تو ہمیں بھی خود داری اور غیرت آتی ہے ۔ میری گزارش آج بھی یہی ہے کہ ان الفاظ کو اب بھی حذف کرنے کا حکم دیا جائے ۔ جناب والا ! جیلانی گورنمنٹ اور کھر گورنمنٹ کا کیا موازنہ یہ تو زمین و آسمان کا فرق ہے اور مقابلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

جناب گورنر : اسمبلی کا جو ریکارڈ رکھا جائے ۔ وہ میرے خیال میں honestly accurately اور faithfully رکھا جائے ۔ باقی جہاں تک آپ

کا سوال ہے میں آپ سے متفق ہوں کہ یہ جتنا بھی نوٹس دیا جائے ۔ اتنے دن پہلے ایجنڈا پہنچنا چاہیے ۔ آج یا کل ملا ۔ یہ بات درست نہیں ہے ۔ مجھے تو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ یہ سب کاغذات پہنچ گئے ہیں ۔ اس کو میں بہر حال دیکھوں گا ۔ اس لیے میں نے آج بھی بھی کہا ہے کہ آخر میں ہم سب بیٹھ کر آئندہ اجلاس کے لیے تاریخ کا تعین کریں گے ۔ خواہ میں یہاں ہوں خواہ میں یہاں نہ ہوں ۔ وزیر بلدیات موجود ہوں گے ۔ ہم تاریخ طے کر لیں گے ۔ ہمیں تصفیہ کر لینا چاہیے ۔ دو تین چار ماہ بعد کی تاریخ آپ دیں گے اور فیصلہ ہم کریں گے ۔ اس میں آپ کو نوٹس بھی قبل از وقت ملے گا اور آئندہ اجلاس کے لیے ایجنڈا بھی بروقت آپ کو ارسال کیا جا سکے گا ۔ لیکن آپ کو جو چیز تاخیر سے ملی ہے ۔ وہ میں معافی چاہتا ہوں ۔ اب ہم اجلاس کی کارروائی شروع کرتے ہیں سوالات کے لیے ہم نے چار دن رکھے ہوئے ہیں ۔ اگر آپ چاہیں گے تو اس کے لیے پانچواں دن بھی ہم دے دیں گے ۔

اب وزیر بلدیات تشریف لائیں گے ۔

چوہدری ہارون الرشید تھہیم : جناب والا ! سابق گورنر غلام مصطفیٰ کھر اور موجودہ گورنر جناب غلام جیلانی کا زمین آسمان کا فرق ہے ۔ ہماری آنے والی نسلیں کیا یاد کریں گی ۔

جناب گورنر : میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسمبلی کا جو ریکارڈ ہے اسے ایمان داری سے محفوظ کیا جائے ۔

چوہدری ہارون الرشید تھہیم : میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کارروائی حذف کر دی جائے ۔

جناب گورنر : اس سے پہلے ایک معزز ممبر نے یہاں فرمایا تھا کہ کچھ چیزیں انہیں ایوان میں نہیں ملیں ۔ میں اس کو دیکھوں گا ۔ مجھے یہ تاثر دیا گیا تھا کہ تمام ممبران کو چیزیں پہنچ گئی ہیں ۔ اسی لیے تو میں نے کہا ہے کہ ہم اجلاس کے آخر میں بیٹھیں گے ۔ اور تاریخ طے کریں گے ۔ میں یہاں پر موجود ہوں یا نہ ہوں وزیر بلدیات یہاں پر

موجود ہوں گے ۔ آپ ہمیں تاریخ بتائیں اور پھر یہ اجلاس اس کے مطابق ضرور ہونا چاہیے ۔ اس کا آپ کو نوٹس بھی ملے گا وہ جو آپ کو چیزیں نہیں ملیں میں اس کی معذرت چاہتا ہوں ۔

وزیر بلدیات کا خطاب

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) : جناب گورنر پنجاب ، وزراء کرام اور ممبران صوبائی کونسل ، میں سب سے پہلے جناب کی وساطت سے پنجاب کے عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 14 اگست کو شایان شان طریقہ سے منایا اور آزادی منانے پر ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صدر پاکستان کی اپیل پر لبیک کہا اور پنجاب کے ہر طبقہ کے لوگوں نے جشن آزادی منانے کی بھرپور کوشش کی اور حصہ لیا ۔ شہروں ، قصبوں ، دیہاتوں کو سجانے اور چراغاں کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی اور ثابت کر دیا کہ وطن کی آزادی کا جذبہ ہمارے دلوں میں بدستور موجود ہے ۔ ہم صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق کے ممنون ہیں کہ انہوں نے جشن آزادی کو منانے کے لیے قوم کو صحیح راہ دکھائی ۔ میں جنرل صاحب کو شاندار اور منفرد انداز میں جشن آزادی منانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ جشن آزادی منانے کی جس رسم کا آغاز کیا گیا ہے ۔ آئندہ اسے ہم بہتر انداز میں منائیں گے ۔ اور جشن آزادی کو عید کا مقام حاصل ہوگا ہندوستان کے جن لاکھوں مسلمانوں نے 1947ء میں جانوں کی قربانی دی ان کے جذبہ کو زندہ اور آزادی کی مشعل کو ہمیشہ روشن رکھا جائے گا ۔

وزیر بلدیات کا اجلاس کے پروگرام کے بارے میں اعلان

وزیر بلدیات : معزز حضرات اس سے قبل کہ میں اپنے محکمہ کی رپورٹ پیش کروں چار دن کے اجلاس کے طریقہ کار کی وضاحت کر دوں ۔ آج وزراء صاحبان کی پیش کردہ رپورٹوں پر چائے کے وقفہ کے بعد عام بحث شروع کی جائے گی ۔ اراکین کونسل ان رپورٹوں کے متعلق جو وضاحت

مطلب کریں گے اس کا جواب وزراء صاحبان عام بحث کے اختتام پر باری باری پیش کریں گے ۔ نماز اور دوپہر کے کھانے کے بعد ٹھیک تین بجے اجلاس دوبارہ شروع ہوگا ۔ اس کے بعد چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ 80-1981ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جائزہ پیش کریں گے ۔ اس کے بعد اراکین کونسل ترقیاتی پروگرام پر عام بحث کریں گے ۔ شام کو چھ بجے گورنر صاحب عصرانہ دیں گے ۔ گورنر ہاؤس پہنچنے کے لیے فلیٹیز ہوٹل سے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے گا ۔ عصرانہ کے بعد ساڑھے سات بجے شام پاکستان آرٹس کونسل میں تفریحی پروگرام مرتب کیا گیا ہے ۔ امید ہے آپ اس میں شرکت کریں گے ۔

کل سے تمام اجلاس ٹھیک 8 بجے شروع ہوں گے ۔ کل کے اجلاس کے پہلے دو گھنٹے وقفہ سوالات و جوابات ہوگا ۔ اس کے بعد زراعت کے وزیر اپنے محکمہ کی کارکردگی پر روشنی ڈالیں گے ۔ چائے کے وقفہ کے بعد وزیر موصوف اپنے دوسرے محکمہ کی رپورٹ پیش کریں گے ۔ بعد میں دونوں محکموں پر عام بحث ہوگی اور پھر وزیر موصوف عام بحث کی وضاحت کریں گے ۔ ساڑھے تین بجے کے بعد سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوگی ۔ اور جناب گورنر اراکین کونسل سے ملاقات کریں گے ۔ وفود کی لسٹ محکمہ بلدیات نے مرتب کی ہے جو سیکرٹری اسمبلی کے پاس موجود ہے ۔ اگر آپ اس میں کوئی تبدیلی چاہتے ہوں تو مطلع کریں ۔

24 اور 25 اگست کو میٹنگ کا آغاز وقفہ سوالات سے ہوگا ۔ اس کے بعد وزیر مال اپنے محکمے کی رپورٹ پیش کریں گے ۔ اس پر بحث کے لیے ممبران کو ایک گھنٹہ دیا جائے گا ۔ بعد میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے ۔ اڑھائی بجے کھانے کے وقفہ کے بعد وزیر خوراک اپنے محکمہ کی رپورٹ پیش کریں گے اور اراکین کو اس پر بحث کرنے کے لیے وقت دیا جائے گا اس کے بعد وزیر موصوف اہم نکات کی وضاحت کریں گے ۔

25 تاریخ کو اجلاس کا آخری دن ہوگا ۔ صبح 8 بجے سے ساڑھے 9 بجے تک سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوگی ۔ ساڑھے نو بجے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی

شروع کی جائے گی ۔ اس دن لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ممبران کو بحث کے لیے وقت دیا جائے گا ۔ اس کے بعد اجلاس کی کارروائی کو ختم کیا جائے گا ۔ آخر میں جناب گورنر صاحب اختتامی تقریر فرمائیں گے اور اجلاس کا اختتام دعائیہ کلمات پر ہو گا ۔

اب میں اپنے محکمہ کی کارگزاری کے متعلق رپورٹ پیش کروں گا ۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی

جناب گورنر نے اپنے خطاب کے دوران محکمہ بلدیات کی کارکردگی اور ان محکموں کو فعال بنانے کے لیے چیدہ چیدہ باتوں کا ذکر فرمایا ہے میں چند ایک اقدامات کا ذکر کروں گا جو پچھلے اور موجودہ اجلاس کی درمیانی مدت میں اٹھائے گئے ۔

جناب والا ! ماہ مئی میں یونین کونسل کے چیئرمین حضرات کی کانفرنس بلائی گئی ۔ یہ کانفرنس جناب گورنر پنجاب کی صدارت میں منعقد ہوئی ۔ تمام صوبائی سربراہوں اور ضلع کونسل کے ممبران اور دیگر کونسلر حضرات نے شرکت کی ، مندوبین نے اپنی آزادانہ رائے کا اظہار کیا ۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر میں اشارہ فرمایا ہے کہ اس کانفرنس کے انعقاد سے یونین کونسلوں ، ضلع کونسلوں اور صوبائی سطح پر ایک جگہ پر جمع ہونے سے حکومت اور بلدیاتی اداروں کے اراکین کا نہ صرف نقطہ نظر سامنے آیا بلکہ افہام و تفہیم کی ایک نئی فضا بھی پیدا ہوئی ۔ چونکہ کانفرنس میں کیے گئے مطالبات اور تجاویز کا گہری نظر سے مطالعہ اور جائزہ لیا جانا ضروری تھا اس لیے گورنر صاحب نے ایک چالیس رکنی کمیٹی تشکیل دی جو منتخب نمائندوں اور سرکاری ملازمین پر مشتمل تھی اس کے بعد 18 مئی 1981ء کو لاہور میں اجلاس ہوا جس میں اراکین نے

سیر حاصل بحث کی اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا۔ اسی کمیٹی کے اراکین پر مشتمل ڈویژنل سطح پر 5 ذیلی کمیٹیاں بنائی گئیں تاکہ وہ اپنے اپنے ڈویژن میں اپنے باقاعدہ اجلاس کریں۔ اور پانچ اہم امور یعنی بلدیاتی ڈھانچے۔ محصولات، بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں کے اختیارات۔ دیہی علاقوں کی کی ترقی کے موجودہ قواعد و ضوابط کے بارے میں سفارشات مرتب کریں اور 40 رکنی کمیٹی اپنی حتمی سفارشات حکومت کی منظوری کے لیے مرتب کرے۔ اسی فیصلے کے پیش نظر پانچوں ذیلی کمیٹیوں کی سفارشات پر بھر پور جائزہ لینے کے بعد 40 رکنی کمیٹی نے حتمی سفارشات کے لیے اپنی رپورٹ پیش کر دی جس میں دیگر سفارشات کے علاوہ تحصیل کی سطح پر رابطہ قائم کرنے، ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کی از سر نو تشکیل جس میں دیگر سفارشات کے علاوہ تحصیل کی سطح پر رابطہ کمیٹی قائم کرنے، ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کی آبادی کے لحاظ سے ازسرنو تشکیل، ضلعی کونسلوں اور یونین کونسلوں کے درمیان محصولات کی مناسب تقسیم، بلدیاتی اداروں کے باہمی تناسب کے حل کے لیے ڈویژنل اور ضلعی افسروں کو اختیارات دینے اور یونین کونسلوں کے لیے matching grant میں موجودہ پالیسی میں تبدیلی کی سفارشات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کمیٹی کی سفارشات کا خلاصہ* اس ایوان کے معزز ارکان کو مہیا کر دیا گیا ہے۔ میں معزز ارکان کو دعوت دیتا ہوں کہ اس وہ کا بغور مطالعہ کریں تاکہ موجودہ سیشن کے آخری روز یعنی 25 اگست کو اس پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد اس سلسلے میں ٹھوس تجاویز مرتب کی جا سکیں۔

جناب والا! پاکستان کی کل آبادی کا تقریباً نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لے کر اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس مقصد کے تحت حکومت پاکستان کی رورل ڈویژن نے

---

* سفارشات کا خلاصہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں

صوبائی حکومت کی رائے کے لیے چند تجاویز ارسال کی تھیں جن پر حکومت پنجاب نے اپنا نقطہ نظر مرکزی حکومت کو بھجوایا ہے ۔ ان میں سے چند اہم تجاویز حسب ذیل ہیں :-

(الف) تمام بلدیاتی اداروں میں خواتین کو پندرہ فیصد نمائندگی دی جائے اور ہر ادارے میں خواتین کے لیے کم از کم دو نشستیں ہوں ۔ دو نشستوں پر خواتین کا انتخاب بذریعہ ووٹ براہ راست ہونا چاہیئے ۔ خاص طور پر یہ تجویز دیہی علاقوں میں رائج کی جائے۔

(ب) خواتین کونسلروں کو ڈویژن اور ضلع کی سطح پر رابطہ کمیٹی کا ممبر بنایا جائے ۔

(ج) خواتین کونسلروں کو عورتوں اور بچوں کی جیلوں کے لیے افسر معائنہ کے اختیارات دیئے جائیں ۔

(د) خواتین کونسلوں کو صوبائی اور وفاقی وزارتوں میں پندرہ فیصد حصہ ملنا چاہیئے ۔

(ہ) عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے خواتین کونسلروں کو شامل کیا جائے ۔ خاص طور پر معاملات خلع ، وراثت اور گارڈین شپ جیسے اہم معاملات میں خواتین کی رائے لی جائے ۔

(و) خواتین کی معاشرے میں اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ عنقریب پنجاب میں خواتین کونسلروں کا کنونشن بلانے کا اہتمام کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں تمام ضروری اقدام مکمل کر لیے گئے ہیں اور تاریخ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا ۔

خواتین و حضرات ! اب میں لوکل گورنمنٹ کی سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر کئے گئے فیصلوں اور کونسل کے فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

لوکل گورنمنٹ کو عدالتی اختیارات دینے کے سلسلے میں صوبائی حکومت نے ایک مسودہ بنا کر مرکزی حکومت کو بھیج دیا ہوا ہے ۔

مرکزی حکومت کو یاد دھانی بھی کرائی گئی ہے جیسا کہ گورنر صاحب نے اپنے خطاب میں بھی فرمایا تھا ۔

خسرہ گرداوری کی درستی اور پیداواو کے دعوی جات کے اختیارات یونین کونسلوں کو دینے کے سلسلہ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس قسم کے اختیارات دینے میں بہت سی مشکلات پیدا ہوں گی لیکن یہ لازمی قرار دے دیا گیا کہ یونین کونسل کی سطح کے تمام سرکاری ملازمین ہفتہ میں ایک دفعہ یونین کونسل کے دفتر میں حاضری دیں گے تاکہ ضرورت مند مال کے ریکارڈ کی نقول آسانی سے حاصل کر سکیں ۔ نیز یہ بھی لازم قرار دے دیا گیا ہے کہ یونین کونسل کی سطح کے سرکاری ملازمین اپنے دوروں کا پروگرام یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو بھیجیں گے ۔ یہ جو تجاویز میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں یہ حکومت کی طرف سے ہدایات ہیں مگر ان پر کسی حد تک عملدرآمد نہیں ہوا ۔

اراضی نزول کی ملکیت اور غیر مسلم اوقاف کی جائیداد کے انتظام کی منتقلی کے سلسلہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جہاں تک غیر مسلم اوقاف کا تعلق ہے یہ مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے اور صوبائی حکومت اس جائیداد کے انتظام میں مخل نہیں ہو سکتی ۔ نزول اراضی کی منتقلی کے بارے میں اب فیصلہ کے مطابق لوکل کونسلیں اپنی تجاویز بذریعہ ڈپٹی کمشنر ، بورڈ آف ریونیو کو بھیج رہی ہیں جن پر حتمی فیصلہ چھ ماہ کے اندر کرنا پڑتا ہے ۔

لوکل کونسلوں کے ٹیکس نافذ کرنے کی تجاویز پر اشاعت نہ کرنے کے متعلق فیصلہ ہوا تھا کہ ایسا کرنا غیر جمہوری عمل ہوگا ۔

راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ و معطلی اور منسوخی کے لیے لوکل کونسلوں کے چیئرمینوں کے تحت بورڈ بنا دیئے گئے ہیں ۔

غیر منقولہ جائداد کی منتقلی کے ٹیکس کی شرح حسب سفارش اڑھائی فیصد کر دی گئی ہے ۔

محصول کی شرح میں سالانہ 10 فیصد سے 20 فیصد تک سفارش پر عمل ہو رہا ہے ۔

مارشل لاء کی ہدایات کے مطابق تہ بازاری پر فی الحال پابندی نہیں ہٹائی جا سکتی ۔ البتہ اس مسئلے کا جائزہ چالیس رکنی کمیٹی میں لیا گیا ہے جس پر اس ایوان میں مزید بحث ہو سکتی ہے اور آپ اس پر اپنی رائے دے سکتے ہیں ۔

تجارتی جگہوں کو نیلامی کے ذریعہ ہی کرایہ پر دیا جا سکے گا ۔ کرایہ میں ہر سال دس فیصد اضافے کے فیصلہ پر عمل ہو رہا ہے ۔

بلدیاتی ملازمین پر صنعتی تعلقات کے آرڈیننس کے اطلاق نہ ہونے کے سلسلہ میں صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو تجویز بھیج دی ہے ۔

لوکل کونسلوں کی سب کمیٹیوں میں ہر ممبر کی کسی نہ کسی سبجیکٹ کمیٹی میں شمولیت کے سلسلے میں رولز مرتب کر دئیے گئے ہیں ۔

ترقیاتی اداروں میں لوکل کونسل کے ممبران کو مناسب نمائندگی دے دی گئی ہے ۔

لوکل کونسلوں کے برآمدگی ٹیکس کے دوبارہ نفاذ کی تجویز مرکزی حکومت کی ہدایات کے مطابق قابل منظور نہیں ہے ۔

ضلع کونسلوں کو کاٹن کنٹرول اور چینی پر cess کی آمدنی یا حصہ ملنے کے سلسلہ میں یہ فیصلہ ہوگیا تھا کہ فی الحال شوگر کین cess کمیٹی میں لوکل کونسلروں کو شامل کیا جائے تاکہ آمدنی کے خرچ کرنے میں ان کے مشوروں کو مد نظر رکھا جائے ۔

مرکز کے چیئرمین کو اعزازی مجسٹریٹ مقرر کرنے کی کسی تجویز وجہ سے منظور نہیں کی گئی ۔ بہرحال میں اس سے اتفاق نہیں کرتا اس کے متعلق بعد میں بتاؤنگا ۔

چیئرمین حضرات کے خلاف عدم اعتماد کی اچانک تحریکیں پیش کرنے کے سلسلہ میں تحفظ دینے کی غرض سے قانون میں ترمیم کر دی گئی ہے ۔ اب تحریکیں چھ چھ ماہ کے وقفہ کے بعد ہی پیش ہو سکیں گی ۔

- ممبران کو ، ٹی - اے ، ڈی - اے - ملنے کے متعلق قواعد نافذ کر دیئے گئے ہیں نیز انہیں علاج - معالجہ رہائشی ٹیلیفون اور گاڑی کے استعمال کی سہولتوں کے بارہ میں بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں -

موجودہ مالی سال سے ضلع کونسلیں - یونین کونسلوں کو لوکل ریٹ کی آمدنی سے 20 فیصد حصہ دیں گی - اس طرح میلہ منڈی مویشیاں کی آمدنی سے بھی 20 فیصد حصہ یونین کونسلوں کو ملے گا -

لوکل گورنمنٹ میں دیہی ترقیات اور مربوط دیہی پروگرام کے ملازمین کو ایک ہی کیڈر میں مدغم کر دیا گیا ہے - مرکز کو فی‌الحال قانونی حیثیت نہیں دی جائے گی البتہ اس میں موثر کردار ادا کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کے لیے اقدامات کئے گئے ہیں - یونین کونسلوں اور ضلع کونسلوں کے درمیان علیحدہ علیحدہ ٹیکسوں کی تشخیص کے مسئلہ پر چالیس رکنی کمیٹی نے واضح تجاویز پیش کر دی ہیں - یہ آپ ذرا پڑھ لیں - اس کے متعلق آپ سوال کریں اور جو آپ کی رائے ہو اس سے آپ ہمیں مستفید فرمائیں -

کمیٹیوں نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ لوکل کونسلوں کے لیے ایڈووکیٹ جنرل اور سولیسٹر کی معرفت وکلاء مقرر کرنے کا طریقہ تبدیل کیا جائے اور اس کی بجائے ایڈووکیٹ جنرل صاحب وکلاء کا پینل منظور کرکے تمام لوکل کونسلوں کو ارسال کر دے جس میں سے لوکل کونسلیں ”وقتاً فوقتاً“ قانونی مشیر مقرر کر سکیں - جناب گورنر صاحب نے اس تجویز کو منظور فرمایا ہے -

ایسے بس سٹینڈ جو مقامی کونسلیں تعمیر کریں ان کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے جو مندجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہو :-

1 ۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ کا مقامی نمائندہ ۔

2 ۔ محکمہ ہائی ویز کا نمائندہ جس کا تجربہ ہائی ویز کا ہو ۔

3 ۔ سیکرٹری پروونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ۔

4 ۔ لاہور ۔ ملتان اور فیصل آباد میں متعلقہ ترقیاتی ادارے کا ایک نمائندہ ۔

5 ۔ ایک ایسا نمائندہ جسے کمیٹی نامزد کرے ۔

یہ کمیٹی ''وقتاً فوقتاً'' بس سٹینڈ کا معائنہ کرے گی اور اس کی بہتری کی تجاویز کے بارے میں اپنے فیصلے مرتب کرے گی ۔

تہ بازاری میں یہ جو روزمرہ کا ہمیں واسطہ پڑ رہا ہے کمیٹی کی یہ سفارشات بھی منظور کر لی گئی ہیں کہ تہ بازاری کے موجودہ نظام کے تحت ادارے کھلی جگہیں کرایہ پر نہ دیں اور اس کی بجائے اربن کونسلیں اپنے شاپنگ سنٹر اور مارکیٹیں سنٹر تعمیر کر کے اپنی آمدنی بڑھائیں ۔ یہ تجاویز کونسل کے اجلاسوں میں پیش کی گئی تھیں وہ آپ سن رہے ہیں ۔ ان پر رپورٹ حسب ذیل ہے :

علماء کو پنجاب کونسل میں نمائندگی دینے کا فیصلہ اصولی طور پر ہو چکا ہے اور اس پر اگلے سال یا اگلے اجلاس میں عمل درآمد کر کے نامزدگیاں بھی کر دی جائیں گی ۔ یہ گورنر پنجاب نے مہربانی فرمائی ہے ۔

مخصوص نشستوں کے چناؤ کا طریق کار بدلنا مشکل ہے لیکن تجویز کے مطابق ایک مخصوص نشست کے لیے کونسل کے حلقہ کے پورے ووٹروں کو ووٹ ڈالنے پڑیں گے اور یہ ایک پیچیدہ طریق کار ہے ۔ محکمہ قانون کی رائے کے مطابق نان ۔ ایل ۔ سی ۔ ایس سٹاف کو ایک کونسل سے دوسری کونسل میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا ۔

چیئرمین کی لمبی غیر حاضری کے عرصہ میں وائس چیئرمین بزنس رولز کے مطابق چیئرمین کے اختیارات استعمال کرنے کا مجاز ہے ۔ یا چیئرمین اپنے اختیارات لوکل کونسل کی منظوری سے وائس چیئرمین کو تفویض کر سکتا ہے ۔

45 متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

سرکاری محکمہ جات کے جو اختیارات لوکل کونسلوں یا کونسلر حضرات کو منتقل کئے گئے ہیں ان کے بارے میں متعلقہ محکمہ جات نے ہدایات جاری کر دی ہیں ان کی نقول عنقریب تمام چیئرمین حضرات کو بھجوادی جائیں گی ۔ سرکاری محکموں کے سیکرٹری حضرات یہاں موجود ہیں ۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ جب یہ کونسلیں معرض وجود میں آئی تھیں اس وقت بھی یہ بھیجی گئی تھیں لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ۔ آپ اس پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کریں ۔ خالی اطلاع ممبران کو نہ دیں کہ ہم نے یہ کر دیا ہے ۔ مسئلہ اس پر عمل درآمد کا ہے ۔ اس پر عمل درآمد کروانے کے لیے ہمارے پاس گورنمنٹ کی مشینری یعنی سیکرٹری صاحبان اور کمشنر صاحبان کے سوا اور کوئی مشینری نہیں ہے ۔ اس میں ہمیں مایوسی ہوئی ہے ۔

مراکز میں جملہ ممبران منتخب نہیں ۔ پراجیکٹ مینجروں کی جگہ لوکل باڈیز کے افسران کو تعیناتی کا مسئلہ 40 رکنی کمیٹی میں پیش ہوا اس نے اپنی سفارشات دے دی ہیں ۔

نگران کمیٹیوں میں بلدیات کے نمائندگان کو نمائندگی دے دی گئی ہے ۔ چونکہ اقلیتوں کو کونسل میں نمائندگی دی گئی ہے لہذا اقلیتوں کے لیے علیحدہ سبجیکٹ کمیٹی بنانے کا کوئی جواز نہیں ۔

نہروں کی پٹڑیوں پر پکی سڑکیں بنانا محکمہ انہار کی رائے میں مشکلات پیدا کرتا ہے اس لیے یہ تجویز منظور نہیں ہو سکی ۔

سبجیکٹ کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان اور محکمہ جات کے سربراہان اگر مناسب سمجھیں تو سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس طلب کر سکتے ہیں ۔

منڈی مویشیاں لگانے کے متعلق 40 رکنی کمیٹی میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جس کی سفارشات آپ کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں ۔

بلدیات کے لیے قانونی مشیروں کی خالی آسامیوں پر تعیناتی کا طریق کار ابھی نہیں بدلا جا سکتا کیونکہ ان کی تعیناتی مارشل لا کی ہدایات کے مطابق کی جاتی ہیں -

سرکاری سڑکوں پر جو ٹول ٹیکس لوکل کونسلیں وصول کرتی ہیں اب وہ ایسا نہیں کر سکتیں ۔

اوقاف کی جائداد جو لوکل کونسل کے قبضہ میں ہے کی مرمت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے -

یہ تھیں باتیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرنی تھیں - اُمید ہے ان پر آپ غور فرمائیں گے اور اس کے مطابق عمل در آمد کرتے رہیں گے - شکریہ

سبجیکٹ کمیٹی برائے مال

اناؤنسر : میاں غلام محمد احمد خان مانیکا صاحب کے بعد وزیر مال ملک اللہ یار خان صاحب اپنے محکمے کی جائزہ رپورٹ پیش کریں گے -

وزیر مال (ملک اللہ یار خان) : بسم اللہ الرحمن الرحیم ! صدر محترم - میں آپ کی اجازت سے محکمہ مال کی سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات اور ان پر عمل درآمد کے ضمن میں ایک رپورٹ ایوان کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں -

(الف) جناب والا ! مال کی سبجیکٹ کمیٹی نے چولستان میں ضابطہ الاٹمنٹ کی پڑتال کے لیے جو ایک کمیٹی تشکیل دی تھی اس نے اس ضمن میں یہ سفارش کی ہے کہ اس کمیٹی میں ضلع کونسل کے چیئرمین کو بطور رکن نامزد کیا جائے - چنانچہ ضلع کے افسران کو اس بارے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل درآمد کیا جا چکا ہے -

(ب) حکومت پنجاب محکمہ انہار کی رپورٹ پر سبجیکٹ کمیٹی نے بحث کی - چیف انجینیر نے مطلع کیا تھا کہ چولستان کی موجودہ نہروں میں 3000 تا 5000 مکعب فٹ پانی کا زائد مہیا کرنا ناممکن ہے - کیونکہ انہار کی موجودہ صلاحیت (گنجائش) زائد پانی کی

متحمل نہیں ہو سکتی ۔ مزید برآں تربیلا ڈیم سے پنجاب کو پانی کی حصہ رسدی کی تقسیم کی مسل حکومت پاکستان کے زیر غور ہے ۔ جب تک اس مسل پر فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک پنجاب کو تربیلا ڈیم سے اضافی پانی مہیا نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ وفاقی حکومت پر زور دیا جائے کہ وہ اس بارے میں جلدی فیصلہ کرے کیونکہ بہت سا فالتو پانی بغیر استعمال ہوئے سمندر میں جا گرتا ہے ۔

(ج) کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وفاقی حکومت سے التجا کی جائے کہ وہ دریاوں کے پانی کی حصہ رسدی تقسیم برائے صوبہ جات کا جلدی فیصلہ کرے ۔

(د) اس کمیٹی نے اس ضمن میں ترقی کی رفتار کا جائزہ لیا اور امید ظاہر کی کہ محکمہ انہار مطلوبہ رسمیات ترجیحی بنیاد پر مکمل کرے گا ۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت کو اس کے متعلق ایک مراسلہ بھیجا جائے ۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ انہار نے اطلاع دی ہے کہ تربیلا ڈیم کے پانی کی تقسیم کا معاملہ انڈس واٹر کمشن نے طے کرنا ہے ۔ کمشن کے صدر پاکستان کے چیف جسٹس ہیں اور باقی چار صوبوں کے چیف جسٹس اس کے ارکان ہیں ۔ انڈس واٹر کمشن نے ابھی تک محکمہ انہار کو کسی حتمی فیصلے سے مطلع نہیں کیا ہے ۔

(و) جناب والا ! اس کمیٹی کے ارکان نے متفقہ طور پر اس امر کی نشاندھی کی ہے کہ کاغذات مال کے خانہ ملکیت میں سڑکیں اور کچے راستے ملکیت سرکار ظاہر کئے گئے ہیں اور ان سڑکوں کی مرمت اور نگہداشت ضلع کونسل کر رہی ہے ۔ چونکہ ان سڑکوں کو ضلع کونسل کی ملکیت ظاہر نہیں کیا گیا ۔ اس لیے

ان اخراجات کو جو ضلع کونسل ان سڑکوں کی مرمت اور نگہداشت پر خرچ کر رہی ہے محکمہ محاسبہ نے اسے بے ضابطہ قرار دیا ہے۔ اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ نگران کمشن کے اعتراض کو رفع کرنے کے لیے محکمہ مال کے اندراجات درست کئے جائیں۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ محکمہ مال کے اہلکاروں کو ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ محکمہ مال کے کاغذات میں سڑکوں کے لیے خصوصاً خانہ ملکیت میں راستہ مقبوضہ عوام الناس کا اندراج کریں۔ اس بات کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ نگران کمشن کو بھی اس سلسلہ میں وضاحت کی جائے۔

کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں ضروری ہدایات ضلعی افسران کو جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ کاغذات مال میں ان سفارشات کی روشنی میں عمل درآمد کا حکم جاری کریں۔

مجلس مال کی آرا اور معتمد محکمہ مالیات حکومت پنجاب کے مشاہدات کی روشنی میں انتقال کے نرخوں کی تخفیف کے سوال پر غور کیا گیا۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد مجلس مال کی تجویز کہ فیس انتقال مطابق ''سلیب طریقہ'' وصول کی جاوے کو منظور کیا گیا تاہم یہ محسوس کیا گیا کہ مجلس مال کے تجویز کردہ نرخ اب بھی بہت زیادہ ہیں اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ فیس انتقال مندرجہ ذیل نرخوں پر وصول کی جاوے۔

(1) تمام اقسام کے انتقالات اراضی ایک ایکڑ تک پچاس روپے فی انتقال۔

(2) تمام اقسام کے انتقالات اراضی پانچ ایکڑ تک دو سو روپے فی انتقال۔

(3) تمام انتقالات اراضی ساڑھے بارہ ایکڑ تک چار سو روپے فی انتقال۔

(4) تمام اقسام کے انتقالات اراضی زائد از ساڑھے بارہ ایکڑ ساڑھے سات سو روپے فی انتقال۔

یہ تجویز بھی کی گئی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے زائد اراضی پر قانون جبری رجسٹریشن کے اطلاق کی رعایت برتی جائے (حالانکہ میں سمجھتا ہوں

کہ اس کی رعایت برتی گئی ہے) اور بجائے ایسے انتقالات میں ساڑھے سات روپیہ فی انتقال سپاٹ ہموار نرخ منظور کیا جائے۔

جناب والا ! اس بارے میں ضروری تجاویز محکمہ خزانہ کو بھیج دی گئی ہیں - اب انہوں نے معلومات حاصل کرنے کے لیے بورڈ آف ریونیو کو لکھا ہے - اس ضمن میں مطلوبہ معلومات حاصل کی جا رہی ہیں اور جونہی یہ معلومات حاصل کی گئیں ہم محکمہ خزانے سے رابطہ قائم کریں گے - مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ بہت جلد اس ضمن میں کوئی حتمی فیصلہ ہو سکے گا -

ایک تجویز برائے توسیع میعاد بے دخلی مزارعین زیر بحث لائی گئی - معتمد حکومت پنجاب محکمہ زراعت کی آراء پر بھی غور کیا گیا اور اراکین نے مجلس مال کی اس تجویز پر صاد کیا کہ قانون پنجاب مزارعین کی دفعہ 47 میں ترمیم کی جائے اور بے دخلی کی موجودہ میعاد / مدت کو 30 جون تک بڑھا دیا جائے۔ حسب سفارش قانون مزارعت میں ضروری ترمیم کرنے کے لیے گورنر پنجاب کی آخری منظوری حاصل کی جا رہی ہے۔

جناب والا ! مجلس مال نے مسودہ حق شفع حکم نامہ 1980ء پر غور کیا اور مجلس نے تجویز کیا کہ حکم نامہ کی دفعہ 6 میں تجویز کردہ "شفعی جار" کے نام کو حذف کیا جائے۔ حکومت پنجاب کی تدوین شدہ تجاویز پر غور کیا گیا جن پر مجلس نے صاد کیا اور منظور کیا۔

بورڈ آف ریونیو نے یہ سفارشات حکومت پاکستان کی تشکیل کردہ اسلامی نظریاتی کونسل کو ارسال کر دی ہیں - کیونکہ اس ضمن میں وہی ضروری کارروائی کرنے کی مجاز ہے۔

جناب والا ! مال کی مجلس نے عوام کی سہولت کے لیے جنہیں مطلوبہ ریکارڈ کی نقول درکار ہوں اس تجویز پر غور کیا اور رجسٹر حقداران زمین اور خسرہ گرداوری کی نقولات مرکز کی سطح پر مہیا ہونی چاہئیں - مجلس کا خیال تھا کہ مرکز کے دائرہ اختیارات میں چند یونین کونسلیں

ہیں اور بیشتر مواضعات مرکز سے کافی فاصلے پر واقع ہیں ۔ اس لیے عوام کو مرکز میں برائے حصولی نقول کاغذات مال آنے کے لیے کافی دشواریوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ مال کے ریکارڈ کے کام کو نمٹانے کے لیے تکنیکی علم کا ہونا ضروری ہے جس کا یونین کونسل کے معتمدان میں فقدان ہے ۔ بالفرض محال اگر یونین کونسل کے معتمدان کو ایسی دستاویزات کی نقول جاری کرنے کی اجازت دی جائے تو اس صورت میں ریکارڈ میں غلطیاں ہونے کا احتمال ہے ۔ مزید برآں مجلس مال کی ان ہدایات کو ، کہ پٹواریان ہر ہفتے کے روز یونین کونسل کے دفاتر میں موجود رہیں ۔ پٹواریان کا عوام کے ساتھ رابطہ کے سلسلے میں ایک مناسب تجویز سمجھی گئی ۔ اس ضمن میں بورڈ آف ریونیو نے سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر یہ فیصلہ کیا کہ پٹواری مقامی یونین کونسل کے دفاتر میں ہر ہفتہ کے روز حاضر رہیں گے ۔ ماسوائے اس ہفتہ کے اس روز کے جو گرداوری کے دوران یا ماہ کے پہلے ہفتے میں آئے ۔ جس روز انہیں تحصیل میں حاضر ہونا پڑتا ہے ۔

اس ضمن میں میں اراکین ایوان سے یہ گزارش کرونگا کہ اگر انہیں اس ضمن میں کوئی شکایات اب بھی ہوں اور اگر وہ سمجھیں کہ پٹواری صاحبان متعلقہ یونین کونسل میں حاضر نہیں ہوتے تو وہ اس ضمن میں اپنے ضلع کے سب ڈویژنل آفیسر ، اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو مطلع فرمائیں انہیں خاص طور پر یہ ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ ایسے پٹواری صاحبان اور مال کے افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کریں جو اس ضمن میں غفلت برتیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت و تجارت

وزیر صنعت و معدنی ترقی (ملک اللہ یار خان) : جناب والا ! اب میں آپ کی اجازت سے مجلس برائے صنعت و تجارت کے ارکان کی سفارشات اور ان پر عمل درآمد کے سلسلے میں رپورٹ پیش کر رہا ہوں ۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

51

اس مجلس نے دو اجلاس ، ستمبر 1980ء اور جنوری 1981ء میں منعقد کیے ۔

2 ۔ پنجاب میں صنعتی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے کمیٹی نے تجارتی بنکوں کے علاقائی سربراہوں کو قرضہ کی منظوری کے مزید اختیارات کی منتقلی ۔ صوبائی حکومت کو نجی صنعتی پراجیکٹ کی منظوری کے اضافی اختیارات دیئے جانے اور صوبائی سطح پر خام مال اور مشینری کے لائسنس کے لیے نقد زرمبادلہ مہیا کئے جانے کی تجاویز پیش کیں ۔ تجارتی بنکوں کے نمائندگان نے صوبائی معتمد خزانہ سے ایک حالیہ ملاقات میں بتایا ہے کہ علاقائی سربراہوں کو اگست 1980ء میں مزید اختیارات دیئے گئے تھے اور اس اقدام سے 90 سے 95 فیصد قرضہ کی درخواستیں مقامی سطح پر نپٹائی جا رہی ہیں ۔ تاہم معتمد خزانہ تمام بنکوں سے کوائف جمع کر رہے ہیں ۔ تاکہ یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ نئے نظام پر عملدرآمد کے بعد سرمایہ کاری کے سلسلے میں کس حد تک آسانی پیدا ہوئی ہے ۔ اور کن مزید اقدامات کی اب بھی ضرورت ہے ۔ صنعتی منظوری کے طریق کار کا جائزہ گزشتہ سال وفاقی حکومت میں معتمد پلاننگ ڈویژن کے زیر صدارت ایک کمیٹی نے لیا تھا ۔ طریق کار کو آسان بنانے کے لیے اس کمیٹی کی چند تجاویز وفاقی کابینہ کی منظوری کے بعد نافذالعمل ہیں ۔ مگر صوبائی حکومتوں کے اختیارات میں اضافے کو اس خیال سے مناسب نہیں سمجھا گیا ۔ کہ صنعت کاری کے بیشتر پہلو مثلاً درآمد ۔ زرمبادلہ کا استعمال وغیرہ کا حتمی تعلق وسیع تر اقتصادی منصوبہ بندی سے ہے ۔ جو کہ وفاقی حکومت کے اختیار میں ہے ۔ تاہم موجودہ نظام کے مطابق جو کہ دسمبر 1980ء میں وضع کیا گیا ہے ۔ 2 کروڑ روپے تک کی صنعتی سرمایہ کاری بشمول ایک کروڑ روپے تک کی درآمدی مشینری کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ماسوائے ان صنعتوں کے جو کہ حکومت کی شائع کردہ محدود فہرست (Restricted List) میں درج ہوں ۔ اندازہ ہے کہ اس اقدام سے تقریباً 70 سے 75 فیصد

صنعتی سرمایہ کاری کی ضرورت اور دشواریاں حل ہو جائیں گی ۔ اس کے علاوہ مشینری اور خام مال کی درآمد میں موجودہ سال کی درآمدی پالیسی میں خصوصی مراعات دی گئی ہیں ۔ جن میں فری اسٹ کے تحت درآمد ہونے والی اشیا میں 439 سے بڑھا کر 506 تک کی توسیع اور Balancing/Modernization and Replacement کے تحت مشینری کی درآمدی حد کا 25 لاکھ سے 50 لاکھ کا تعین شامل ہیں ۔

3 ۔ سبجیکٹ کمیٹی نے پنجاب کے پسماندہ اضلاع میں سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے لیے سرکاری طور پر مناسب اقدامات کرنے پر زور دیا ہے ۔ اس بارے میں صورت یہ ہے ۔ کہ وفاق حکومت نے 81-1980ء بجٹ میں ضلع ڈیرہ غازیخان ۔ میانوالی اور تحصیل خوشاب میں منظور شدہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں 1983 تک قائم کی جانے والی تمام صنعتوں کو 5 سال کے لیے انکم ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا تھا ۔ دسمبر 1980ء میں وفاق کابینہ کے فیصلہ کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خان میں انڈسٹریل اسٹیٹ کی شرط ختم کر کے تمام ضلع میں قائم ہونے والی صنعتوں کو ٹیکس سے چھوٹ دے دی گئی ہے ۔ حکومت پنجاب نے 9 ۔ اگست 1981ء کو ضلع میانوالی اور تحصیل خوشاب میں صنعتی علاقہ مختص کر کے اس کا باضابطہ اعلان کر دیا ہے ۔ تاکہ ان علاقوں میں قائم کی جانے والی صنعت وفاق حکومت کے اس اقدام سے مستفید ہو سکے ۔ ضلع ڈیرہ غازیخان میں بھی گورنر پنجاب کے حکم کے تحت ایک چھوٹی صنعتوں کی اسٹیٹ کا قیام زیر غور ہے ۔ اور اندازہ ہے کہ سال 83-1982ء کے دوران اس پر باقاعدہ کام شروع ہو جائے گا ۔ ان اضلاع میں مقامی قدرتی وسائل کی بنیاد پر مناسب صنعتی سرمایہ کاری کی تجاویز مرتب کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی صدر ایوان صنعت و تجارت لاہور کے تحت قائم کی گئی ہے ۔ جس میں ڈائرکٹر PCSIR ۔ ناظم صنعت و معدنی ترقی پنجاب اور منیجر پلاننگ پنجاب معدنی ترقیات کارپوریشن بھی شامل ہیں ۔

4 ۔ صوبہ کے دیہی علاقے میں چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی ترقی و فروغ کے لیے کمیٹی نے خاص توجہ طلب کی ہے ۔ اس سلسلہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن پہلے سے ہی ایک جامع منصوبہ پر عمل کر رہی ہے ۔ جس سے کہ ایسی صنعتوں کے قیام کی حوصلہ افزائی ہو ۔ اور دیہات سے شہر کی جانب لوگوں کی منتقلی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر موثر قابو پایا جا سکے ۔ اس منصوبے کے تحت مختص مقامات پر Mini Industrial Estate قائم کی جائیں گی ۔ جیسا کہ چکوال اور گوجر خان میں کیا جا رہا ہے ۔ ہر ضلع کے مقامی وسائل کے لحاظ سے مناسب صنعتی پراجیکٹ کی فہرست اور ان کی Feasibility تیار کی گئی ہے ۔ جس میں سرمایہ کاری کی تفصیل درج ہیں ۔ اور مزید یہ کہ دیہی علاقے میں مختلف طرز کی فنی تربیت مہیا کرنے کے لیے عرصہ 5 سال میں مرکز کی سطح پر کل 50 دیہی مزدور ورکشاپ صوبے بھر میں کھولی جائیں گی ۔ جن میں فارم مشینری ۔ ویلڈنگ ۔ بجلی اور لکڑی سازی وغیرہ میں تربیت دی جائے گی ۔ اور ایسے تربیت یافتہ افراد کو ان کے فن کے متعلق کام کاج ۔ دکان یا کاروبار قائم کرنے کی خاطر مناسب سہولت اور مشورہ فراہم کیا جائے گا ۔

5 ۔ کمیٹی نے درآمدی مال کی نقل و حرکت ۔ لاہور میں آزاد صنعتی علاقہ کے قیام اور لاہور ایئرپورٹ پر مال رکھنے کی گنجائش کا بھی ذکر کیا ہے ۔ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق P I A نے لاہور ایئرپورٹ پر ایک Mini Complex بنانا شروع کیا ہے ۔ جس سے یہاں مال رکھنے کی گنجائش بہت بہتر ہو جائے گی ۔ جب کہ ریلوے حکام نے نومبر 1980ء سے کراچی سے لاہور تک تیز رفتار مال گاڑیاں چلا دی ہیں ۔ اور ان میں Container's Service بھی شروع کر دی ہے ۔ جس سے مال کے آنے لے جانے میں کافی سہولت ہو گئی ہے ۔ لاہور میں آزاد صنعتی علاقہ کے بارے میں وفاقی حکومت کا فیصلہ یہ ہے کہ ذرائع محدود ہونے کی وجہ سے جب تک کراچی کا آزاد صنعتی علاقہ مکمل نہیں ہو جاتا اور اس کی

کارکردگی کے نتائج سامنے نہیں آئے کسی اور مقام پر ایسا علاقہ قائم کرنا ممکن نہیں ۔

6 ۔ ان امور کے علاوہ کمیٹی نے حکومت کی توجہ کرایہ داروں کی بے دخلی کے طریقہ کار میں ترمیم ۔ محصول چونگی کی شرح پر نظر ثانی اور صوبے بھر میں باڑہ مارکیٹ کی طرز پر کاروبار کے قیام کی طرف مبذول کرائی ہے ۔ کرایہ داروں کے بارے میں کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ بے دخلی کی صورت میں کرایہ دار کو 4 ماہ کی بجائے کم از کم ایک سال کی مہلت دی جائے اور مالک مکان سے جھگڑے کی صورت میں مقامی کونسلر کے تحت ایک مصالحتی کمیٹی قائم کی جائے ۔ جس میں متعلقہ فریقین اور افراد شامل ہوں ۔ یہ امور صوبائی محکمہ داخلہ کے متعلقہ ہیں ۔ اور ان سے دریافت پر معلوم ہوا ہے ۔ کہ حکومت نے بے دخلی کی مہلت میں اضافہ کرنے کو مناسب نہیں سمجھا جب کہ رینٹ کنٹرولر کو یہ پہلے ہی اختیار ہے کہ جہاں وہ ضروری سمجھے مصالحتی کمیٹی تشکیل کرے جو کہ رینٹ کنٹرولر ہی کو رپورٹ پیش کرے گی ۔ محصول چونگی کی شرح کو یکساں کرنے کے بارے میں محکمہ لوکل گورنمنٹ کو کمیٹی کی تجویز کے مطابق سفارش کی گئی ہے ۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ معاملہ پہلے سے ہی ان کے زیر غور ہے ۔ اور عنقریب محصول کے نظام کو مربوط شکل دے دی جائے گی ۔ جہاں تک باڑہ قسم کی مارکیٹ کے پھیلاؤ کا سوال ہے ۔ اس بارے میں وفاقی حکومت کے متعلقہ حکام کو پہلے سے ہی تشویش ہے اور مناسب کارروائی زیر عمل ہے ۔ بہر حال صوبائی سطح پر بھی محکمہ داخلہ اور متعلقہ کسٹم حکام سے تاکید کی گئی ہے کہ اس رجحان کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدام کیے جائیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے محنت

(اس رپورٹ کے بعد محکمہ محنت کی طبع شدہ رپورٹ جناب وزیر مال نے پیش کی ۔)

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) : محکمہ محنت کی سب جیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس ہائے منعقدہ 29 - ستمبر 1980ء اور 19 جنوری 1981ء میں محکمے کی کارکردگی کے بارے میں 35 سفارشات مرتب کیں اور ان پر غور و فکر کے بعد حکومت جن فیصلوں پر پہنچی ہے ان سے آپ کو آگاہ کرنا مقصود ہے - ان میں چند چیدہ چیدہ سفارشات اور حکومتی فیصلے مندرجہ ذیل ہیں -

سب جیکٹ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ کارکنوں کو رہائشی سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے وفاق حکومت کو چاہیے کہ صوبہ جات کو فنڈ مہیا کرے اور صوبے خود اپنے پروگرام و حالات کے تقاضوں کے مطابق رہائشی سہولتیں بہم پہنچائیں -

فیصلہ : حکومت پنجاب کو اس سفارش سے اتفاق ہے - اور مرکزی حکومت سے اس بارے میں رجوع کیا گیا ہے - اور اس ضمن میں ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ مناسب فنڈز مہیا کریں -

موجودہ لیبر قوانین کے مطابق چھوٹے اداروں کے کارکنوں کو وہ سہولتیں حاصل نہیں ہیں جو بڑے اداروں میں کام کرنے والے کارکنوں کو حاصل ہیں - کیونکہ لیبر قوانین کا اداروں میں کام کرنے والے کارکنوں کی تعداد کے مطابق لاگو کیے جاتے ہیں - چنانچہ یہ تجویز پیش کی گئی کہ کارکنوں کی تعداد کو معیار بنانے کی بجائے لیبر قوانین گھریلو چھوٹی اور بڑی صنعتوں کے لحاظ سے لاگو ہونے چاہئیں -

فیصلہ : لیبر قوانین کے اطلاق کے لیے کارکنوں کی تعداد کے علاوہ کوئی دیگر قسم کا معیار قابل عمل نہ ہوگا - اس ضمن میں محکمہ محنت نے کافی غور و فکر کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اگر اس پر عمل درآمد کریں گے تو پیچیدگیاں پیدا ہوں گی -

اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ چھوٹے اور مالی کمزوریوں میں مبتلا ادارے لیبر قوانین کے تحت عائد کردہ ٹیکس از قسم سوشل سیکورٹی

کا چندہ ، بڑھاپے میں کارکنوں کو پنشن کی ادائیگی اور ان کے بچوں کی تعلیم کے ٹیکس وغیرہ ادا نہیں کر سکتے اور تجویز کی گئی کہ اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ وضع ہونا چاہیے کہ ایسے اداروں کو ٹیکسوں کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا جا سکے ۔

فیصلہ : کسی ادارے کو اس وجہ سے ٹیکسوں کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دینا کہ وہ نقصان میں چل رہا ہے کوئی احسن مثال نہ ہوگی بلکہ اس سے مزید الجھنیں پیدا ہونے کا قوی امکان ہے ۔

—— کسی صنعتی یونٹ کو ''بیمار یونٹ'' قرار دینے کے لیے کوئی معیار مقرر ہونا چاہیے ۔

فیصلہ : حکومت کو اس سے اتفاق ہے اور معیار مقرر کرنے پر غور کیا جائے گا ۔

——سیالکوٹ میں پیشہ ورانہ تربیت کے لیے ایک مرکز کے قیام اور ایک لیبر کالونی بنانے کے فیصلے پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ۔

فیصلہ : سیالکوٹ میں تربیتی ادارے کے قیام کے لیے صوبائی حکومت فیڈرل حکومت سے پہلے ہی رابطہ کئے ہوئے ہے کہ وہ عالمی بنک سے فنڈ حاصل کرکے صوبائی حکومت کے سپرد کرے ۔ یہ مرکز عالمی بینک سے حاصل ہونے والے قرضے سے قائم کیا جانا مقصود ہے ۔ جہاں تک لیبر کالونی کا تعلق ہے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ مناسب قطعہ زمین جلد حاصل کرے ۔

جناب والا ! سب جیکٹ کمیٹی نے اس بات کی بھی سفارش کی ہے کہ سوشل سکیورٹی کارکنوں کے بچوں کی تعلیم اور کارکنوں کے بڑھاپے کی پنشن کے بارہ میں جو شرح ٹیکس لاگو ہے ۔ اس میں کمی کر دی جائے ۔

جناب والا ! بڑھاپے کی پنشن کا قانون مرکزی حکومت کے زیر تحت ہے اور جہاں تک سوشل سکیورٹی اور بچوں کی تعلیم کا تعلق ہے کہ ان میں تخفیف ہونی چاہیے یا ان کی موجودہ شرحوں میں کسی حد تک

کمی کر دینی چاہیے - ان تمام امور اور دوسرے عوامل کا ہم جائزہ لے رہے ہیں - اس ضمن میں حتمی طور پر کوئی فیصلہ کر لیا گیا تو ہم کمیٹی کو فیصلہ سے آگاہ کر دیں گے -

سبجیکٹ کمیٹی نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ایک سوشل سکیورٹی کا ہسپتال سیالکوٹ میں بھی قائم ہونا چاہیے - جناب والا ! گوجرانوالہ میں پندرہ ہزار کارکن سوشل سکیورٹی میں رجسٹرڈ ہیں اور سیالکوٹ میں کل سات ہزار - چونکہ وہاں ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کی ہوئی ہے اور ایک گاڑی ان کے پاس ہے - جس وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے تو وہ ایسے مریضوں کو جن کو ہسپتال داخل کرنا ہوتا ہے وہ گوجرانوالہ میں لے آتے ہیں اور ان کو ہسپتال میں داخل کر دیا جاتا ہے اس کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں فی الحال سیالکوٹ میں ہسپتال تعمیر کرنےکی ضرورت نہیں ہے -

سبجیکٹ کمیٹی کی ایک پہلی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ورکروں کا پروگرام انہی لائینوں پر ٹیلی ویژن پر بھی شروع کیا جائے جس طرح کہ ریڈیو پر کیا جاتا ہے - ٹیلیویژن سے اس بارہ میں رجوع کیا گیا تھا - لیکن انھوں نے فی الحال معذرت چاہی ہے - کمیٹی نے اس امر کی شکایت کی کہ ملتان ریڈیو سٹیشن سے نشر ہونے والا لیبر پروگرام اچھے پائے کا نہیں ہے - اسے بہتر بنانے کی ضرورت ہے - اس ضمن میں ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان نے ملتان سٹیشن کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ پروگرام کو بہتر بنائیں -

سبجیکٹ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی کہ سوشل ویلفئر ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ پاپولیشن پلاننگ کو اسی کمیٹی کے ساتھ منسلک کر دیا جائے - کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ سوشل ویلفئر ڈیپارٹمنٹ اور پاپولیشن پلاننگ کا محکمہ محنت سے کوئی تعلق نہیں - اس لیے ان سب کو ایک سبجیکٹ کمیٹی کے ساتھ منسلک نہیں کیا جا سکتا -

کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ محکمہ محنت اپنے ہیڈ کوارٹر اور ریجنل دفاتر کے لیے لی گئی بلڈنگوں کا بہت زیادہ کرایہ ادا کرتا ہے ۔ اس لیے محکمے کو اپنی بلڈنگیں بنانی چاہئیں ۔ جناب والا ! محکمہ کی بھی اپنی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے دفاتر کے لیے اپنی بلڈنگ تعمیر کرے ۔ اس کے لیے ہمیں فنڈز کی ضرورت ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں ۔ ہمیں جس قدر جلد فنڈ مہیا ہو سکے ہم ان دفاتر کی تعمیرات کا کام شروع کر دیں گے ۔

جناب والا ! کمیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ فیصل آباد میں لیبر ہال کے لیے متعین کردہ قطعہ زمین پر مارکیٹ کمیٹی نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے ۔ ان سے واپس حاصل کیا جائے ۔ جناب والا ! لیبر ہال کے لیے جو زمین بورڈ آف ریونیو نے دی تھی وہ فیصل آباد کے ترقیاتی ادارہ کو دے دی گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے ڈائریکٹر جنرل سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ متبادل جگہ لیبر ہال کے لیے دیں ۔ اس ضمن میں میں ایوان کی اطلاع کے لیے گزارش کروں گا کہ چند روز پیشتر میں خود فیصل آباد گیا تھا اور اس ضمن میں ڈائریکٹر صاحب اور وہاں کے مقامی محنت کے فیڈریشن کے جو صدر ہیں انہوں نے مختلف جگہوں کا معائنہ کیا جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب نے ان اراضی کے قطعات کے ضمن میں کاغذات مال کے سلسلے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کی مہلت مانگی ۔ اور مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ جلد ہی اس مقصد کے لیے کوئی قطعہ مختص کر دیں گے ۔

کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی کہ فیکٹری کے لیے جس میں پانچ سو کارکن کام کرتے ہیں ۔ لازم ہے کہ وہ مزدوروں کی بہبود کے لیے ایک ایسا افسر متعین کرے ۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ ایسے لیبر ویلفئر افسر محکمہ محنت سے لیے جائیں ۔ جناب والا ! اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ بات حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے کہ پرائیویٹ اداروں کو سرکاری ملازم مستعار دیے جائیں ۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات
59 پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

کمیٹی نے اس بات کی سفارش کی کہ فنی تربیت کے اداروں کے کام کی نگرانی کے لیے اور ایمپلائمنٹ ایکسچینجز سے معاونت حاصل کرنے کے لیے ایک مشترکہ مشاورتی بورڈ قائم کیا جائے۔ میں ایوان کی توجہ کے لیے گزارش کرونگا کہ صوبائی تکنیکی تربیتی بورڈ کا قیام پہلے ہی عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جس میں سیکرٹری لیبر، سیکرٹری تعلیم اور ڈائریکٹر فنی تعلیم اور ڈائریکٹر مین پاور شامل ہیں۔

کمیٹی نے سفارش کی کہ سبجیکٹ کمیٹی کی ایک اور میٹنگ ایجنڈے پر غور کرنے کے لیے لیبر ڈیپارٹمنٹ میں بلائی جانی چاہیے۔ حکومت کو اس سفارش سے اتفاق ہے۔ آئندہ جیسا کہ طے کیا گیا ہے جب کبھی کسی کمیٹی کے ارکان کوئی اجلاس منعقد کرنا چاہئیں تو وہ کسی بھی وقت سیکرٹری کونسل سے رابطہ قائم کرکے کمیٹی کا اجلاس منعقد کر سکتے ہیں۔

جناب گورنر: منسٹر صاحب! چھ چھ منٹ اوروں کے لیے بھی رہنے دیں کیونکہ گیارہ بجے اس بحث کو ختم کرنا ہے۔

جناب وزیر مال: جناب والا! دو منٹ اور لونگا۔

جناب والا! کمیٹی نے یہ مطالبہ کیا کہ سبجیکٹ کمیٹی ان فیصلوں کے بارہ میں جو صوبائی انتظامیہ سے متعلق ہوں آگاہ رکھا جائے اور ان پر بلا تاخیر عمل کیا جائے۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کرونگا کہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر فیصلوں پر طریقہ کار کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ اور ان پر عمل ہوتا رہے گا۔

کمیٹی نے اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ کم سے کم اجرتوں کے بورڈ کی مختلف صنعتوں کے بارہ میں سفارشات کو متقابل صورت میں تیار کرکے کمیٹی کو پیش کی جائیں۔ اس ضمن میں متقابل صورت میں سفارشات تیار کر لی گئی ہیں اور سبجیکٹ کمیٹی کو پیش کر دی جائیں گی۔

سبجیکٹ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی ہے کہ حادثات سے بچاؤ کے لیے صوبائی سطح پر کمیٹی قائم کی جائے ۔ اس ضمن میں میں عرض کرونگا کہ صوبائی سطح پر کمیٹی پہلے ہی تشکیل دی جا چکی ہے ۔ کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ کارکنان کو ان کے فرائض و حقوق کی تعلیم دینے کے لیے رسالے وغیرہ شائع کئے جائیں ۔ جناب والا ! ادارہ تعلقات صنعتی کو اس بارہ میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں وہ اس ضمن میں ضروری اقدامات کریں گے ۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا اور اس معزز ایوان کے ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

اناؤنسر : جناب وزیر مال کے بعد اب وزیر زارعت جناب غضنفر محمد خان صاحب اپنے محکموں کی جائزہ رپورٹیں پیش کریں گے ۔

وزیر زراعت (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) : جناب گورنر ! صدر صوبائی کونسل پنجاب ۔ خواتین و حضرات ! میں مختصراً اپنے محکموں کی جائزہ رپورٹیں پیش کرتا ہوں جن کے متعلق سبجیکٹ کمیٹی میں طے ہوا تھا اور ان سوالات کے متعلق بیان کرونگا جو میٹنگ میں اٹھائے گئے تھے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے زراعت

جناب والا ! سب سے پہلے محکمہ زراعت کے متعلق عرض کروں گا ۔ زرعی سبجیکٹ کمیٹی نے اب تک اپنے چار اجلاس منعقد کیے ہیں اور ان میں مجموعی طور پر اکتالیس (41) سفارشات پیش کی ہیں اس کے علاوہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 29 ستمبر تا یکم اکتوبر 1980ء میں زراعت کے متعلق سات (7) نکات اٹھائے گئے ہیں اس سلسلہ میں حکومت نے کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لیے جو اقدام اٹھائے ہیں وہ میں آپ کی اطلاع کے لیے بیان کرتا ہوں ۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر ضلع میں زراعت کے متعلقہ مقامی سطح کی سکیمیں ضلع کونسل کے مشورہ سے تیار کی جاتی ہیں ۔ بڑی سکیموں کی

منصوبہ بندی صوبائی سطح پر ہوتی ہے ۔ منصوبہ جات اور پیداوار بڑھانے کے لیے مسودہ جات سب سے پہلے پنجاب زرعی پالیسی کمیٹی کے رو برو پیش کیے جاتے ہیں ۔ اس کمیٹی کی صدارت صوبائی گورنر فرماتے ہیں ۔ اور ممبران میں متعلقہ محکموں کے سربراہ اور نامزد ممبران کے علاوہ ہر ڈویژن سے ایک روشن دماغ کاشتکار بھی شامل ہے ۔ چند ضروری امورات پر صوبائی کونسل اور متعلقہ سبجیکٹ کمیٹیوں سے بھی مشورہ کیا جا سکتا ہے ۔ اور دیگر ترقیاتی پروگرام بھی ضلع کونسلوں ، زرعی مشاورتی کمیٹیوں اور مقامی کونسلروں کے بھر پور تعاون سے ہی بروئے کار لائے جاتے ہیں ۔ کاشتکاروں کے نامزدگان اور کونسلروں کی ترقیاتی منصوبوں کو چلانے کی اعانت ایک مثبت قدم ہے ۔

صوبائی کونسل اور زرعی سبجیکٹ کمیٹی کی بھرپور کوششیں اجناس کی قیمتوں کو مناسب سطح پر لانے کے لیے بھی قابل ذکر ہیں ۔ اس سلسلہ میں صوبائی کونسل کے وفد نے گورنر پنجاب کی ہدایت پر وفاق سطح پر جا کر جن ذمہ داریوں کا ثبوت دیا اور اپنا نقطہ نظر پیش کر کے زرعی اجناس کی قیمتوں کو مناسب سطح پر لانے کے لیے کامیابیاں حاصل کیں وہ بھی قابل تحسین ہیں ۔ کاشتکاروں کو اجناس کی صحیح قیمتیں دلانے کے لیے چند ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ جس کا اہم پہلو یہ ہے کہ محکمہ خوراک کاشتکاروں سے براہ راست زیادہ سے زیادہ مونجی خرید کرے گا ۔ تاکہ مقرر کردہ قیمتوں سے کاشتکار فائدہ حاصل کر سکیں ۔ مرکزی حکومت نے جو کسان کانفرنس منعقد کرنے کا اہتمام کیا تھا ۔ وہ بھی کونسلروں کی ایماء پر ہوا تھا ۔ منتخب کاشتکاروں اور ضلع وار نامزدگان نے جس ذاتی دلچسپی سے اس کانفرنس کو کامیاب بنایا ، قابل ذکر ہے ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حکومت کو کاشتکاروں کی طرف سے ٹھوس سفارشات ملیں ۔ مرکزی سطح پر پرائس کمیشن کا انعقاد بھی انہی کوششوں کی کڑی ہے ۔

مرکزی حکومت نے کافی حد تک زرعی اجناس کی قیمتوں کو مناسب سطح پر لانے کے لیے گندم ، مونجی ، کپاس اور گنے کی قیمتوں میں اضافہ کیا تاہم مونجی خصوصاً اری-6 کی مقرر قیمتیں ایسی ثابت نہیں ہوئیں جو پیداوار بڑھانے کے لیے دلچسپی کا باعث بنتیں ۔ مرکزی حکومت کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کرائی جا چکی ہے ۔ کونسلروں کی کوششوں سے صوبائی پیداوار میں کافی حد تک اضافہ ہوا ہے ۔ گنا ، کپاس ، گندم اور باسمتی چاول میں مثالی اضافہ قابل ذکر ہے ۔

چند مفید کاوشوں سے منصوبہ بندی میں ایک ایسا رجحان پیدا کیا جا چکا ہے ۔ جس سے بنیادی تنصیبات اور ان سے متعلقہ سہولتوں کو بروئے کار لایا گیا ہے ۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ حکومت نے تمام اضلاع میں مالی وسائل کے مد نظر زیادہ سے زیادہ دیہات کو پختہ سڑکوں کے ذریعہ منڈیوں سے ملانے کا اہتمام کیا ہے ۔ اور یہ سلسلہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا آئندہ بھی اہم جزو رہے گا ۔ گزشتہ سال اس پروگرام پر صوبائی حکومت نے 13.20 کروڑ روپے خرچ کیا جبکہ مالی سال رواں میں اس مد کے لیے 31.50 کروڑ روپیہ مختص کیا ہے ۔

دیگر قابل ذکر پروگرام جس کو عملی جامہ پہنایا گیا وہ ان دیہاتوں میں خصوصی منصوبہ کے تحت بجلی پہنچانا ہے جہاں ڈیزل انجن ٹیوب ویلوں کو بجلی سے چلا کر صلاحیت کو بہتر بنایا جائے گا اور آبپاشی کا پانی کم خرچ پر فراہم ہو سکے گا ۔ اس منصوبہ سے ان علاقوں کی پیداواری صلاحیت میں کافی اضافہ ہوگا ۔ اس سلسلہ میں گورنر صاحب واپڈا سے ابتدائی صلاح و مشورہ کر چکے ہیں ۔ گورنر صاحب کی صدارت میں دوسری میٹنگ کے بعد ضروری عوامل طے کر کے اس پروگرام کو مزید استحکام ملے گا ۔ اس ضمن میں یہ بھی طے پا گیا ہے کہ اگر کوئی کاشتکار ٹیوب ویل تک بجلی پہنچانے کے کل اخراجات کا ایک تہائی خرچ برداشت کر لے تو بقیہ دو تہائی خرچ حکومت خود برداشت کرے گی اور نصف میل کی لمبائی کی شرط بھی حذف کر دی جائے گی ۔ سابقہ سال اس پروگرام پر تین (3) کروڑ

روپیہ خرچ کئے گئے تھے ۔ جبکہ امسال پندرہ (15) کروڑ روپیہ خرچ ہوں گے ۔ آبپاشی کے وسائل کو بہتر بنانے کے لیے حکومت اپنے مالی وسائل کے پیش نظر حسب سابق دو کروڑ روپیہ کی خطیر رقم 1100 ڈیزل ٹیوب ویل نصب کرنے کے لیے بطور سب سڈی (Sub-sidy) مہیا کر رہی ہے ۔

گزشتہ سال کماد کی فصل بہت اچھی ہوئی اور صوبہ میں چینی کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی جو کہ چار (4) لاکھ سات (7) ہزار ٹن ہے ۔ انشاء اللہ امسال بھی بہتر پیداوار حاصل ہونے کی توقع ہے ۔ یہ سب بفضل خدا حکومت کی موجودہ شوگر پالیسی ، شوگر ملوں اور کاشتکاروں کے تعاون کی مرہون منت ہے ۔ اس پالیسی کے تحت گنے سے گڑ بنانے کی بھی اجازت ہے ۔ اور یہ بھی خیال رکھا گیا ہے کہ شوگر ملوں کو بروقت اور مناسب مقدار میں متواتر گنا ملتا رہے۔ تاکہ چینی کی پیداوار متاثر نہ ہو ۔ شوگر ملیں پنجاب میں اپنے اپنے زون (Zone) میں گنا کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے کاشتکاروں کو کماد ، بیج اور کرم کش ادویات کی خرید کے لیے قرضہ کی شکل میں رقم مہیا کر رہی ہیں ۔ ان کا یہ عمل حوصلہ افزا ہے ۔ شوگر ملوں سے حاصل کردہ کٹوتی کی رقم پہلے ہی متعلقہ مل زون میں پختہ سڑکوں کی تعمیر پر صرف ہو رہی ہے ۔ البتہ گڑ کی قیمت کافی حد تک گر گئی ہے ۔ اس کا اثر اگلی فصل پر لا محالہ ہوگا ۔ حکومت اس رجحان پر متفکر ہے اور سوچا جا رہا ہے کہ دوسری اجناس کی طرح گڑ کی بھی ایک کم سے کم قیمت مقرر کی جائے ۔

صوبہ پنجاب میں کاشتکاروں کی سہولت کے لیے حکومت نے امسال ضلعی سطح پر پانی و زمین کی جانچ کے لیے تجزیہ گاہیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ گورنر صاحب کے حکم کے مطابق ان تجزیہ گاہوں کے لئے متعلقہ ضلع کونسل نے کمرے مہیا کرنے تھے ۔ اب تک ماسوائے اضلاع اٹک ، جہلم ، گجرات ، گوجرانوالہ ، میانوالی ، مظفر گڑھ ، ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان

کے یہ تجزیہ گاہیں باقی تمام اضلاع میں براہ راست کام شروع کر چکی ہیں۔ جن اضلاع میں ابھی مجوزہ سہولتیں فراہم نہیں کی جا سکیں ان کا متعلقہ کام ملحقہ اضلاع کی تجزیہ گاہوں میں کیا جا رہا ہے۔ ان اضلاع کے چیئرمین ضلع کونسل صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے دفاتر میں مطلوبہ جگہ کا انتظام کریں تاکہ یہ تجزیہ گاہیں قائم کر کے ان سے بھرپور استفادہ کیا جا سکے۔

ٹریکٹروں کی مرمت کے لیے محکمہ زراعت کی ورکشاپیں پہلے ہی ضلعی سطح پر کام کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں ہر تحصیل اور قصبہ میں پرائیویٹ طور پر ٹریکٹروں کی مرمت کی سہولتیں موجود ہیں۔ جہاں تک انجن اور دوسرے پرزوں پر کوالٹی کنٹرول کا تعلق ہے ڈائریکٹر جنرل (فیلڈ) محکمہ زراعت نے اس ضمن میں متعلقہ پرائیویٹ اداروں سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ مگر رابطہ زیادہ موثر نہ ہے۔ کیونکہ یہ جو بڑے ادارے ہیں۔ ان کے دفاتر کراچی میں ہوتے ہیں ان سے منسلک ہیں لہذا وہ اس رابطہ کا زیادہ اثر نہیں لیتے اور ہم وزارت پروڈکشن کے ذریعے ان سے رابطہ قائم کر کے دیکھتے ہیں۔ حکومت دیہی ترقیاتی مراکز کو کاشتکاروں کی خدمت کے لیے موثر اور فعال بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ پچھلی گندم کی گہائی کے وقت تھریشروں کو بجلی سے چلانے کے لیے بجلی کے زرعی نرخ عائد کر دیئے گئے تھے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی یہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔

چھوٹے کاشتکاروں کے محدود وسائل کے پیش نظر حکومت ان کو بیج کرم کش ادویات و کھاد وغیرہ کے لیے بلا سود قرضہ جات فراہم کر رہی ہے۔ مزید براں دیگر بہت سی تجاویز پر جو کہ وقتاً فوقتاً کونسل اور سبجیکٹ کمیٹی کے زیر غور آئی ہیں جن کا براہ راست تعلق کاشتکاروں اور ان کے پیشہ کی بہبود سے ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب عمل درآمد کے لیے کوشاں ہے۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

سبجیکٹ کمیٹی برائے جنگلات و شکار

وزیر جنگلات (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) : جناب گورنر صاحب اب میں محکمہ جنگلات و شکار سے متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی کے فیصلوں پر عمل درآمد کا اجمالی جائزہ پیش کرتا ہوں ۔ کمیٹی نے 19 اپریل 1980ء کو جو سفارشات کی تھیں اور ان پر سپیشل کمیٹی نے جو فیصلے کئے تھے ان کی تفصیل یوں ہے ۔

1 ۔ محکمہ شکار کے ملازمین کو بہتر گریڈ دیے جائیں اور ضلع اور ڈویژن کی سطح پر محکمہ کی نگرانی ،مہتمم جنگلات و کنزرویٹر جنگلات کے سپرد کی جائے ۔

2 ۔ اعزازی گیم وارڈنوں کو اسسٹنٹ گیم وارڈن کے ساتھ اجتماعی طور پر سواری استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گیم واچروں کو موٹر سائیکل ہائیر پرچیز شرائط پر دیئے جائیں تاکہ وہ فرائض کو بہتر طور پر سر انجام دے سکیں ۔

3 ۔ شکار کے مقدمات کو جلد نپٹانے کے انتظامات کئے جائیں ۔

4 ۔ بارڈر کے رقبوں میں رینجرز کو ناجائز شکار کھیلنے سے سختی کے ساتھ روکا جائے ۔ محکمہ شکار کے ملازمین کو شناختی کارڈ جاری کئے جائیں ۔ تاکہ وہ اپنے فرائض کاحقہ ادا کر سکیں ۔ اور رقبہ میں کھلی گشت کر سکیں ۔ اور صوبائی سیکرٹری جنگلات و شکار اور بارڈر رینجرز پر ایک مشتمل ایک ایڈھاک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔ جو متعلقہ امور پر نظر رکھے ۔ اور بر وقت ضروری کارروائی کر سکے ۔

5 ۔ میدانی علاقوں کے جنگل کے محافظوں کو ھائر پرچیز شرائط پر موٹر سائیکل دیے جائیں ۔ اور پہاڑی علاقوں میں گھوڑا رکھنے اور گھوڑا الاؤنس دینے کا انتظام کیا جائے ۔ نیز ان کے سکیل اور الاؤنس پولیس کے سپاہیوں کے برابر کیے جائیں ۔

6 ۔ محکمہ جنگلات کے فنڈز کو بڑھایا جائے ۔ کیونکہ موجودہ بجٹ ناکافی ہے ۔ نیز ایک حکم نامے کے ذریعے ہر زمیندار کو چار فیصد رقبہ برائے شجر کاری مختص کرنے کا پابند کیا جائے ۔ محکمہ جنگلات کے ادنیٰ ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے ۔ اور انہیں پولیس ملازمین کے گریڈ دینے کی سفارش بھی کی گئی ۔ تاہم فارسٹر کو گریڈ آٹھ اور ڈپٹی رینجر کو گریڈ بارہ دینے کی سفارش کی گئی ۔

7 ۔ شجر کاری کے فروغ کے لیے درختوں کے بیج ، پودے اور قلمیں مفت فراہم کی جائیں ۔

8 ۔ جنگلات سے متعلقہ جرائم بیشتر تصفیہ طلب پڑے ہیں ۔ ان کے جلد فیصلوں کا انتظام کیا جائے ۔

9 ۔ ملازمین جنگلات و شکار اور تحصیل کی سطح پر منتخب نمائندوں کے ساتھ باہمی صلاح مشورے کے لیے گہرا رابطہ رکھیں ۔

10 ۔ سیم اور تھور کے علاقوں میں بید اگانے کے سلسلے میں بہتر طور پر پروپیگنڈا کی ضرورت ہے ۔

11 ۔ محکمہ انہار سے شجر کاری کے فرائض واپس لے کر دوبارہ محکمہ جنگلات کے حوالے کئے جائیں ۔ نیز ہر شہر اور دیہات سے ملحقہ ایک سڑک اجتماعی شجرکاری کے لیے منتخب کی جائے اور موسم برسات میں درخت لگائے جائیں ۔

فیصلوں پر عمل درآمد کی صورت حال ۔

صورت حال یوں ہے کہ :

1 ۔ محکمہ مالیات نے محکمہ شکار کے ملازمین کو بہتر گریڈ دینے سے معذوری کا اظہار کیا ہے ۔ تاہم محکمہ کی تنظیم نو کے سلسلے میں چند مختلف عہدوں کے لیے بہتر گریڈ دیے جانے کی تجویز دوبارہ محکمہ مالیات کے زیر غور ہے ۔ تا کہ محکمہ شکار کے افسران خود ہی ضلع اور ڈویژن کی سطح پر اپنے محکمہ کی بہتر طور پر نمائندگی کر سکیں ۔

2 ۔ اعزازی گیم وارڈنوں کو اسسٹنٹ گیم وارڈن کے ساتھ مل کر فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں سواری مہیا کی جا رہی ہے ۔ نیز گیم واچروں کو ''ھائر پرچیز'' بنیاد پر سواری مہیا کرنے کے لیے ایک ترقیاتی سکیم محکمہ خزانہ کی ہدایت پر تیار کی گئی ہے اور اسے حکام مجاز کی منظوری کے بعد نافذ کر دیا جائے گا ۔

3 ۔ محکمہ پولیس کو تحریر کیا گیا ہے کہ جہاں ، جنگلات و شکار سے متعلق سمنوں کی تعمیل کے سلسلے میں محکمہ کے ملازمین کو دقت پیش آئے ۔ محکمہ پولیس ان کی امداد کرے اور اس کے لیے اضافی پولیس نفری کی منظوری محکمہ مالیات سے حاصل کی جائے ۔ اس سال محکمہ شکار کے 2179 مقدمات نمٹائے گئے ہیں اور 4789 ابھی باقی ہیں ۔

4 ۔ بارڈر رینجرز اور محکمہ جنگلات کے افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے ۔ اور ڈائریکٹر جنرل رینجرز نے بارڈر ایریا میں ناجائز شکار پر سختی سے پابندی عائد کی ہوئی ہے ۔ محکمہ شکار کے ملازمین کو شناختی کارڈ بھی جاری کر دیے گئے ہیں ۔

5 ۔ محافظین جنگلات کو سواری ھائیر پرچیز بنیاد پر مہیا کرنے کے لیے ایک ترقیاتی سکیم تیار کی جا چکی ہے ۔ جو حکام مجاز کی منظوری کے بعد نافذ العمل ہوگی ۔

6 ۔ محکمہ جنگلات کے ترقیاتی فنڈز میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ اور نجی شعبے میں شجرکاری پر بھی زور دیا جا رہا ہے ۔ جس کے لیے ایک بہت بڑی سکیم عالمی بنک کی مدد سے تیار ہو رہی ہے ۔ اس سکیم کے شروع ہونے سے کسی قانونی ترمیم کی ضرورت نہ ہوگی ۔ محکمہ جنگلات کے فارسٹ گارڈ اور ترقی پا کر متعین ہونے والے فارسٹر کا گریڈ بالترتیب 2 اور 5 کر دیا گیا ہے ۔ تاہم فارسٹر اور ڈپٹی رینجر کو بالترتیب گریڈ 8 اور 12 دینے سے محکمہ مالیات نے معذوری کا اظہار کیا ہے ۔

7 ۔ کمیٹی کی اس سفارش پر کہ پودے اور قلمیں مفت فراہم کی جائیں ، عمل نہیں کیا گیا ۔ کیونکہ پودوں اور قلموں کی قیمت برائے نام ہے ۔ اور ان کی تقسیم موجودہ نرخوں پر ہی کی جا رہی ہے ۔

8 ۔ جنگلات کے تصفیہ طلب مقدمات تیزی سے نپٹائے جا رہے ہیں ۔ اور بقیہ تصفیہ طلب مقدمات میں معتدبہ کمی ہوئی ہے ۔ اس ضمن میں مزید کوششیں جاری ہیں ۔ اپریل 1930 سے اب تک 29412 مقدمات نپٹائے جا چکے ہیں اور صرف 22234 مقدمات باقی ہیں ۔

9 ۔ محکمہ کے ملازمین کو منتخب نمائندوں سے رابطہ قائم کرنے کے سلسلے میں احکامات بھی جاری کیے جا چکے ہیں ۔

10 ۔ سیم و تھور کے علاقوں میں بید اگانے کے سلسلے میں محکمہ زراعت نے ماتحت عملے کو ضروری ہدایات جاری کی تھیں ۔ حال ہی میں محکمہ جنگلات نے بھی بید کی افزائش پر خصوصی توجہ دی ہے ۔

11 ۔ نہروں کے کنارے شجرکاری کی موجودہ صورت حال کا بغور جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ اس کے بعد ہی یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا انتظامی طور پر یہ کام محکمہ جنگلات کو دوبارہ تفویض کیا جائے یا نہیں ۔ سڑکوں کے کنارے شجرکاری پورے زور شور سے جاری ہے اور ہر شہر کے نزدیک سڑکوں کے کناروں پر شجرکاری کی جا رہی ہے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے امداد باہمی

وزیر امداد باہمی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) : جناب صدر اب میں آپ کی اجازت سے محکمہ کوآپریٹیو کی مختصر سی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔ پنجاب کونسل کے اجلاس منعقدہ انیس ، بیس اپریل 1980ء کے دوران سبجیکٹ کمیٹی برائے کوآپریٹیو نے کل بارہ سفارشات پیش کی تھیں جن میں سے گیارہ سفارشات کو حکومت نے منظور کر لیا ہے اور سفارش نمبر 12 کے بارے میں محکمہ قانون کی رائے کے پیش نظر کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔ کونسل کے ستمبر و اکتوبر 1980ء کے اجلاس کے دوران مذکورہ سبجیکٹ کمیٹی نے کوئی شفارش پیش نہیں کی

تھی البتہ اس کمیٹی کے اگلے اجلاس منعقدہ 5 جنوری 1981ء میں 9 سفارشات پیش کی تھیں ، جن میں سے چند پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ان میں سے چند پر یا تو پہلے ہی سے عمل ہو رہا تھا یا ہو چکا ہے حکومت نے باقی ماندہ تین کو منظور کر لیا ہے اور منظور شدہ سفارشات پر فوری عمل درآمد کا حکم دے دیا گیا ہے ۔ سبجیکٹ کمیٹی برائے کواپریٹیو کی سفارشات کے پیش نظر صوبہ پنجاب کے 25 ہزار دیہاتوں میں سے 24 ہزار ایک سو پچپن انجمن ہائے امداد باہمی قائم کر دی گئی ہیں ۔ ان انجمنوں کے توسط سے دیہات میں کاشت کاروں کی تمام ضروریات گاؤں ہی میں پوری کی جا رہی ہیں اور انجمنیں کاشت کاروں کو کیمیاوی کھاد ، عمدہ بیج ، کپاس ، گندم اور ٹریکٹرز کے علاوہ کرم کش ادویات بھی مہیا کر رہی ہیں ۔ حال ہی میں کاشت کاروں کے ٹیوب ویلوں کے لیے ڈیزل آئل مہیا کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے ۔ گو اس سلسلہ میں محدود پیمانہ پر قرضہ جات پہلے ہی مہیا کئے جا رہے تھے لیکن اب تیل کی بڑھتی ہوئی قیمت کے پیش نظر کھاد کمپنیوں کی طرح تیل کمپنیوں سے ڈیزل آئل حاصل کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں ۔ یہ مرحلہ ابھی بات چیت میں ہے ۔ چونکہ ساری تیل کمپنیاں اس پر راضی نہیں ہیں ۔ مقدار وغیرہ کا تعین کیا جا رہا ہے کہ کس طرح سے قرضہ مہیا کیا جائے اور کم از کم کتنی مقدار میں ہو تاکہ تیل کمپنی اس عمل کر سکے ۔ فاضل ممبران کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ان انجمن ہائے امداد باہمی کی وساطت سے فصل ربیع 80-1979ء میں قرضہ جات برائے کھاد ، بیج وغیرہ مالیت 53.67 کروڑ اور فصل خریف 1980ء میں قرضہ جات مالیت 22.32 کروڑ روپے جاری کئے گئے اس قرضہ کی وصولی بالترتیب 34.4 کروڑ اور 20.82 کروڑ روپے جو کہ بالترتیب 96.82 اور 39.26 فیصد ہے کی گئی ۔ یہ وصولی حوصلہ افزا ہے اور وصولی ابھی جاری ہے ۔ اس طرح 80-1979ء کے دوران تبادلہ بیج گندم کے پروگرام کے تحت 1.93 لاکھ بوری مالیتی 2.42 کروڑ روپے

1980ء کے دوران 2.7 لاکھ بوری مالیتی 3.45 کروڑ روپے کی گندم کا تبادلہ کیا گیا اور سال رواں 1980ء میں 2.79 لاکھ بوری مالیتی 3.9 کروڑ روپے اب تک انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعے خرید کی جا چکی ہے - اس کے علاوہ انجمنوں کے ذریعے خریف 1980ء کے دوران 3.1 لاکھ بوری بیج کپاس مالیتی 2.39 کروڑ روپے اور خریف 1981ء کے دوران 2.57 لاکھ بوری مالیتی 2.43 کروڑ روپے کاشتکاروں کو تقسیم کیا گیا - اس کے علاوہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش پر محکمہ ہائے خوراک ، صنعت و صنعتی کارپوریشن آف پاکستان اور گھی کارپوریشن سے رابطہ قائم کیا گیا تاکہ آٹا ، چینی ، سیمنٹ ، گھی ، مٹی کا تیل ، انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعے دیہاتوں میں تقسیم کیا جائے - ان محکموں کی طرف سے حوصلہ افزا جوابات موصول ہوئے ہیں اور شہر کی سپلائی کے مزید بہتر ہونے پر جہاں تک ممکن ہوگا حسب سفارش سبجیکٹ کمیٹی ، دیہی انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعے دیہات میں ان اشیاء کی تقسیم کے انتظامات کیے جائیں گے -

صوبائی محکمہ امداد باہمی کی حال ہی میں تنظیم نو کی گئی ہے - حکومت نے 286 سب انسپکٹروں کی اسامیوں کا اضافہ کیا ہے اس طرح تقریباً ہر دو یونین کونسلوں کے لیے ایک سب انسپکٹر متعین ہے - اس وقت محکمے کے انسپکٹروں ، سب انسپکٹروں کو زکواۃ کمیٹی کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال کا اضافی فریضہ سونپا گیا ہے - اس کے عوض ان کو 150 روپے ماہانہ اعزازیہ دیا جا رہا ہے چونکہ امداد باہمی ایک عوامی تحریک ہے اس لیے سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش کے پیش نظر انجمن کے اجراء اور تشکیل کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ مقامی ممبران کونسل و دیگر بلدیاتی ادارہ جات سے عہدہ داروں کا تعاون حاصل کیا جا رہا ہے تاکہ تحریک کے فروغ کے لیے ان کے تعاون سے کماحقہ فائدہ اٹھایا جا سکے - سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش چونکہ اجلاس منعقدہ جنوری 1981ء میں کی گئی تھی کہ محکمہ زراعت اور دوسری متعلقہ ایجنسیوں ، کواپریٹیو سوسائٹیوں کو ٹیوب ویل کی تنصیب کے سلسلے میں مالی اعانت فراہم کرنے میں مدد دیں - یہ منظور

کر لیا گیا ہے اس پر عمل درآمد کروانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے اس طرح سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش کہ انجمن ہائے امداد باہمی کو انکم ٹیکس کی رعایت حاصل کرنے کے لیے واحد شخص کی بجائے اشخاص کا مجموعہ تصور کیا جائے ۔ اسے منظور کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت کو اس ضمن میں مناسب سفارش کی جائے۔ چونکہ انکم ٹیکس مرکزی معاملہ ہے تو بغیر ان کے یہ نہیں ہو سکتا ۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم اس سے بالکل متفق ہیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) : جناب صدر ۔ میں اب آپ کی اجازت سے محکمہ امور حیوانات کی implementation report پڑھ کر سناؤں گا ۔ جو اہم سفارشات ہیں وہ یہ ہیں کہ محکمہ امور حیوانات کو ترقی دینے کے لیے پیسے کم دیے گئے ہیں ۔ ملتان اور بہاول پور ڈویژن میں بھیڑ اور بکریوں کی ترقی کا منصوبہ قائم کیا جائے اور ادویات کے لیے مناسب پیسے دیے جائیں ۔ محکمہ جانوروں کی خوراک اور Reproductive Physiology کا ادارہ قائم کرے اور ایسی سرکاری زمینوں پر جو عام طور پر پٹے پر دی جاتی ہیں ، نیلام یا الاٹ کی جاتی ہیں، جانوروں کی پرورش ضروری قرار دی جائے ۔ مرغیوں اور ان کی پیداوار کی ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں ترسیل پر پابندی نہ لگائی جائے ۔ زرعی ترقیاتی بینک جانوروں کی security کے عوض قرضے فراہم کرے ۔ سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ لائیو سٹاک اور دوسرے ادارے وقتاً فوقتاً دیکھ سکیں ۔ کمرشل فارموں کی گوشت کی پیداوار پچاس فیصد برآمد کرنے کی اجازت دی جائے ۔ چولستان میں جو اصحاب یہ فارم بنانا چاہتے ہیں انہیں پانچ سو ایکڑ زمین پر فارم قائم کرنے کی اجازت دی جائے ۔ وٹرنری ہسپتال اور ان ہسپتالوں میں موجودہ رہائشی مکانات کی مرمت کا انتظام کیا

جائے اور جہاں رہائشی مکانات نہ ہوں وہاں ایسے مکانات تعمیر کئے جائیں -

ان سفارشات کا فرداً فرداً علیحدہ جواب دیا جا چکا ہے - میں یہاں صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ محکمہ افزائش حیوانات جن سفارشات پر عملدرآمد کر چکا ہے - اس کی اطلاع سبجیکٹ کمیٹی کو دی جا چکی ہے جن سفارشات پر عمل کیا جا چکا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے -

حکومت پنجاب نے حیوانات کی ترقی کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے امسال 8 کروڑ 7 لاکھ روپے مختص کئے ہیں جو کہ 10 فیصد 81-1980ء کی نسبت سے زائد ہیں . حکومت مزید سرمایہ مہیا کرنے کے لیے تیار ہے اور محکمہ مویشیوں کی ترقی کے مزید منصوبے تیار کر رہا ہے :

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش کے مطابق ملتان میں بھیڑ بکریوں کی سکیم منظور کر لی گئی ہے - اس کے لیے مقررہ سرمایہ 32 لاکھ روپیہ فراہم ہوی کر دیا گیا ہے البتہ بھیڑ بکریوں کے مالکوں کو چاہیے کہ حکومت کی مہیا کردہ سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں -

حیوانات کی خوراک کی پیداوار کا ادارہ قائم کرنے کے لیے منصوبے بنا کر ایسی سکیمیں منظور کرنے والے اداروں کو ارسال کیے جا چکے ہیں اور یہ منصوبے منظوری کے مختلف مراحل میں ہیں . ان میں سے Reproductive Physiology میں رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں 15 لاکھ روپے کی رقم بھی مہیا کر دی گئی ہے - رہ گیا مسئلہ پٹہ، نیلامی یا الاٹ شدہ زمینوں پر جانوروں کے رکھنے کا تو اس سلسلہ میں محکمہ مال نے نوٹیفکیشن نمبر آئی سی . 8837-79/6105 مورخہ 25 ستمبر 1980ء کے تحت اس سفارش کے مطابق احکامات جاری کر دیے ہیں - حیوانات کی پرورش کے لیے مزید زمینوں کی تلاش جاری ہے اور 26 اگست کو وزیر مال سے میری میٹنگ ہو رہی ہے امر میں ایسے اداروں کی نشاندہی کی کوشش کی جائے گی جو افزائش حیوانات کے لیے حکومت دے سکتی ہے اور انشاء اللہ اس سلسلے میں مزید پیش رفت ہوگی -

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش کے مطابق پنجاب کی قیمتوں اور ریسرچ بورڈ نے ڈپٹی کمشنروں کو بذریعہ چٹھی نمبر SOEAB-5/80 مورخہ 21 فروری 1981ء احکامات جاری کر دیے ہیں کہ آئندہ بورڈ کی منظوری کے بغیر مرغیوں اور ان کی پیداوار اور بین الاضلاعی ترسیل پر پابندی عائد نہ کرے۔ ان احکامات کے بعد ڈپٹی کمشنروں نے کسی ضلع میں ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اگر لگائی ہو تو بتائیے۔

زرعی ترقیاتی بنک اور دوسرے ادارے : مویشیوں کے عوض قرضے فراہم کرنے کے سلسلہ میں بنکوں نے کہا ہے کہ اگر جانوروں کی انشورنس ہو سکے تو پھر قرضے مہیا کئے جائیں گے۔ انشورنس کارپوریشن اور انشورنس کے دوسرے اداروں کو بھی چٹھیاں لکھی گئی ہیں۔ ان اداروں کے پاس جانوروں کے متعلق مخصوص معلومات نہ ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ ابھی تصفیہ طلب ہے۔ یہ انشورنس والے کافی کچھ دیکھتے ہیں کہ یہ کتنے عرصہ زندہ رہے گا، کیا حادثات ہوتے ہیں۔ تو ہمارے انشورنس والوں کے پاس اس قسم کی معلومات نہیں ہیں، اس لیے اس سلسلے میں دیر ہو رہی ہے۔ بات چیت ہو رہی ہے بہرحال محکمہ امور حیوانات انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک اور دوسرے ادارے قرضے مہیا کر سکیں۔ زرعی ترقیاتی بنک اس مسئلے پر ظاہری طور پر متفق ہے کہ کسی مخصوص مربوط پروگرام کے تحت ان اداروں کو قرضے مہیا کر دے پھر اگر آپ کوئی فارم بنائیں جس کا کوئی حدود اربعہ ہو کچھ کیپٹل وغیرہ ہو تو اس صورت میں شاید وہ قرضے دے دے۔ لیکن ایک گائے ایک بھینس کو کسی دور افتادہ شہر میں وہ شاید انشیور کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔ یہ ان کا مقصد ہے۔

سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو بذریعہ چٹھی مورخہ 18 مئی 1981ء کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ لائیو سٹاک کے فارم اور دوسرے ادارے دیکھ سکیں لیکن میرے علم میں یہ ابھی تک نہیں آیا کہ کسی ممبر نے کوئی ادارہ دیکھا ہو۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی اگر ممبر صاحبان کچھ وقت نکال کر

رفام دیکھیں اور اپنے خیالات سے آگاہ کریں تاکہ کچھ اصلاح ہو سکے ۔ مہربانی سے نزدیک کے فارم کو آپ دیکھ لیجیئے اور اطلاع کیجیئے کہ آپ نے کیا دیکھا اور کیا پایا ۔ آپ کے تعاون کے بغیر تو کوئی بہتری نہیں ہو سکتی ۔ حکومت پاکستان نے لائیو سٹاک کی چٹھی نمبر -Dy.750 Coord dated 21-5-81 کے تحت تجارتی فارموں ، لائیو سٹاک فارموں اور bilateral ventures کے تحت پیدا ہونے والے گوشت کا پچاس فیصد برآمد کرنے کی اجازت دی ہے ۔ اس سے تجارتی مقاصد کے لیے فارم بنانے میں آسانی ہوگی ۔ البتہ یہاں پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میری اطلاع کے مطابق ابھی تک کوئی بھی تجارتی فارم اس مقصد کے لیے قائم نہیں ہوا یا اس کا قیام منظر عام پر نہیں آیا لیکن حکومت کی خواہش ہے کہ اس قسم کے ترقیاتی فارم قائم ہوں ۔ اس سلسلہ میں حکومت رقبہ دینے کو تیار ہے ۔ صوبہ میں تقریباً کئی اہم مسائل ہیں جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں اور خاص طور پر چیئرمین صاحب کا ۔ صوبے میں 382 وٹرنری ہسپتال ہیں جن میں سے 70 فی صد کی حالت مخدوش ہے ۔ سپیشل کمیٹی نے اپنی سفارش میں یہی کہا ہے کہ اگر ضلع کونسلیں جن کی ملکیت وٹرنری ہسپتال ہیں ان کی مرمت اور مکانات کی تعمیر پر خرچ ہونے والے تقریباً 5 کروڑ روپے کا نصف سرمایہ مہیا کریں تو باقی سرمایہ حکومت فراہم کر سکتی ہے ۔ ضلعی کونسلوں کی طرف سے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے ۔ ڈائریکٹر جنرل توسیع امور حیوانات کے ذمہ یہ فرض سونپا گیا ہے کہ ضلع کونسلوں سے مرمت شدہ ہسپتالوں اور مکانات کی تعمیر کے سلسلے میں اعداد و شمار مکمل کرے تاکہ اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کیا جا سکے ۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ضلع کونسلیں اور ایسے دوسرے ادارے جانوروں کی منڈیوں کی نیلامی اور ان پر عائد کردہ ٹیکسوں کے ذریعہ تقریباً 8 کروڑ روپے سے زائد سالانہ وصول کر رہے ہیں لیکن وہ صرف 3 کروڑ روپے کے قریب جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کی ترقی پر

خرچ کر رہے ہیں ۔ ان اداروں کو بھی چاہیئے کہ اس مقصد کے لیے ان پر مزید سرمایہ کاری کریں تاکہ جانوروں کی ترقی کے ساتھ ان کے اپنے وسائل میں بھی اضافہ ہو سکے ۔ اگر یہ ادارے مزید ایک کروڑ روپے ادا کریں تو حکومت کا سرمایہ ملا کر عرصہ تین سال میں حالات کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے اس لیے درخواست ہے کہ کچھ تھوڑی بہت مدد کیجئے ۔ باقی ہم بھی مدد کریں گے ۔ حکومت بذات خود آپ ہی کا مجموعہ ہے ۔ اگر آپ اس میں تعاون نہیں کریں گے تو حکومت آپ ہی پر ٹیکس عائد کرے گی ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے آبپاشی

وزیر آبپاشی (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) : جناب صدر میں آپ کی اجازت سے محکمہ آبپاشی کی گزشتہ اجلاس کے دوران فاضل ممبران کی طرف سے پیش کردہ سوالات کے بارے میں جائزہ رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔ اس کو پیش کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آبپاشی یا پانی کا محکمہ ایسا ہے کہ اس کے بغیر ہم اور آپ زندہ نہیں رہ سکتے ۔ کاشتکار کاشتکاری نہیں کر سکتے ۔ انسان بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ دیہات میں اکثر نہروں کا پانی پیا جاتا ہے ۔ اور یہ وہ خدمت ہے جو محکمہ آپ کے دروازے پر لا کر بہم پہنچاتا ہے ۔ کھاد ایک حد تک آپ کے پاس لاتا ہے ۔ اس کو آپ اپنی پیٹھ پر لاد کر اپنے کھیت میں لے جاتے ہیں ۔ دوائی کہیں سے خرید کر لاتے ہیں پھر اپنے کھیت میں استعمال کرتے ہیں ۔ علیٰ ہذا القیاس یہ حکومت کی طرف سے اور محکمہ کی طرف سے ایک ایسی خدمت ہے جو وہ واقعی آپ کے دروازے تک پہنچاتا ہے ۔ آپ ماشاء اللہ سب کھاتے پیتے لوگ ہیں ۔ نوکر بھی رکھتے ہیں جو نوکر سب سے زیادہ آپ کے قریب رہتا ہے ۔ جو چوبیس گھنٹے آپ کی خدمت کرتا ہے ، سب سے زیادہ ناراضگی اسی پر ہوتی ہے ۔ اس کا ذرا خیال رکھیں ۔ کیونکہ میرے پاس مختلف محکمے ہیں ۔ میرے پاس سب سے زیادہ

درخواستیں محکمہ آبپاشی کے متعلق ہی ہوتی ہیں - اس میں ایک ہی شکایت ہوتی ہے لیکن کوئی واضح چیز نہیں ہوتی - یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ بھی خرابی ہے - وہ بھی خرابی ہے - اگر ساری چیزیں خراب ہو جائیں تو بڑا مشکل ہوتا ہے کہ کس کو کس جگہ سے شروع کیا جائے - اگر ٹیل سے لے کر ہیڈ ورکس اور تربیلا تک سب خراب ہو تو پھر کس چیز کو ٹھیک کیا جائے اگر مخصوص خرابیوں کی نشان دہی کی جائے تو اس پر میں یا سیکرٹری صاحب یا کوئی توجہ دے کر اس کو ٹھیک کر سکتے ہیں - یہ ایک مختصر سی التجا تھی جو آپ کے سامنے رکھی ہے -

مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 82-1981ء میں اضلاع گوجرانوالہ اور شیخوپورہ میں سیم نالیوں کے لیے اور خاص طور پر سنگوکی ڈرین کی کھدائی - کرلو ڈرین اور موضع رتالی کے نزدیک ڈرینیج سائیفن کی مرمت وغیرہ کے لیے رقوم مختص کرنے کی کمیٹی نے سفارش کی -

مذکورہ سیم نالیوں کے لیے باقاعدہ سکیمیں (پی سی I فارم پر) بنائی گئی ہیں - اور قاعدے کے مطابق سکیموں کی منظوری کے بعد محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ کو مطلوبہ رقوم ترقیاتی پروگرام 82-1981ء میں فراہم کرنے کے لیے کارروائی کی جائے گی -

کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ اضلاع ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے لیے آبپاشی کی مد میں رقوم باقی اضلاع کی نسبت کم رکھی گئی ہیں - اس لیے ان اضلاع میں مجوزہ ترقیاتی پروگرام میں زیادہ رقوم مہیا کی جانی چاہئیں - اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ آبپاشی کے ترقیاتی پروگرام میں رقوم اضلاع کی بنیاد پر نہیں بلکہ سکیم کی اصل ضرورت کے مطابق مہیا کی جاتی ہیں -

ایک یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ ترقیاتی پروگرام میں آبپاشی کی مد میں جیسا کہ قصبوں کے قریب نہروں کے پشتے (Embankments) اور آبی گزر گاہ (Channel Section) کی اصلاح کے لیے رقوم مہیا کی گئی ہیں - اسی طرح غیر دوامی نہروں کی ٹیلوں کی اصلاح کی جانب بھی زیادہ توجہ

دی جانی چاہئے - اس سفارش کو بھی اصولی طور پر منظور کر لیا گیا ہے - اور آئندہ ترقیاتی پروگرام کی تشکیل میں اس کو مد نظر رکھا جا رہا ہے -

کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی کہ اضلاع راولپنڈی - اسلام آباد - جہلم اور اٹک میں ترقیاتی پروگرام میں چھوٹے بندوں (سمال ڈیمز) کے لیے خاصی رقوم رکھی گئی ہیں - جبکہ پہلے تعمیر شدہ چھوٹے ڈیم سے آبپاشی مناسب حد تک نہیں ہوئی - اس لیے آئندہ نئے ڈیمز بنانے سے پہلے تمام پہلوؤں پر پوری طرح غور و خوض کرنے کے بعد ایسی سکیموں کو تجویز کیا جانا چاہئے -

میرے پاس یہ تفصیل موجود ہے کہ ڈیمز کو کس طرح بنایا جاتا ہے - کس کس سے مشورہ لیا جاتا ہے - یہ ایک طویل مرحلہ ہے - دو کروڑ کا معاملہ اوپر جاتا ہے - مجھے یہ بتایا گیا ہے لیکن ان اضلاع کے بھائی صحیح بتا سکتے ہیں - اکثر ڈیموں میں جو آبپاشی کے لیے رقبہ مختص کیا گیا تھا وہ پوری طرح استعمال نہیں ہو رہا - اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ہمارے زمیندار بھائی اس کو استعمال نہیں کرنا چاہتے - چونکہ ان کی پروڈیوس انڈکس کی فگرز بڑھ جائیں گی اور ان کی زمین گھٹ جائے گی - اس میں کس حد تک صداقت ہے ، یہ میں آپ لوگوں سے پوچھ کر بتاؤں گا - آپ مجھے بتائیے گا کہ یہ واقعی صحیح ہے یا نہیں - اگر یہ صحیح ہے تو آپ ہی اس میں کوشش کریں - محکمہ کا کام تو یہ ہے کہ پانی آپ کو مہیا کرے - رقبہ بنا دیا - نالیاں وغیرہ بنا دیں مگر پانی کا استعمال کرنا تو آپ کا کام ہے - میں راولپنڈی ڈویژن سے خاص طور پر عرض کروں گا کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں - اگر کوئی صداقت ہو تو مجھے بتائیں - اگر غلط بھی ہو تو بھی مجھے بتائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے - میرے پاس پورے اعداد و شمار ہیں -

جو نہروں کے کناروں پر پکی سڑکوں کی تجویز ہے فنی وجوہ کی بنا پر محکمہ انہار اس کی مخالفت کرتا ہے ۔ بہر حال اب میں نے بذات خود تھوڑی سی ہمت کی ہے اور اس مسئلہ کو زیر بحث لانا ممکن ہے ۔ بڑی نہروں پر جہاں اس قسم کی اور کوئی رابطہ سڑکیں نہیں ہیں جیسے رسول کو سڑک جاتی ہے اس کی مثال موجود ہے ۔ اس قسم کی مثالیں سامنے رکھ کر میں نا امید نہیں ہوں ۔ سردست جواب یہ ہے کہ عام طور پر ہر نہر پر سڑک بنانا ممکن نہیں ہے لیکن چند نہروں پر سڑک بنانے کی تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے اور انشاءاللہ میں کروں گا میں بھی کئی سالوں سے اس مسئلہ پر بحث کرتا چلا آیا ہوں کیونکہ میں انجینئر ہوں اور مجھے یقین نہیں آیا کہ یہ ناممکن ہے ۔

اب میں اس ایوان کے سامنے گذشتہ اجلاس کے دوران فاضل ممبران کی طرف سے پیش کردہ سوالات کے بارے میں مختصر سی رپورٹ پیش کروں گا ۔

میاں امیر حیدر قریشی صاحب (سرگودھا) نے ضلع سرگودھا میں سیم اور تھور کے مسئلے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیم نالیوں کی کھدائی کے بارے میں کہا تھا ۔

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ ضلع سرگودھا میں محکمہ آبپاشی نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 81-1980 کے تحت 6 نئی سیم نالیاں بنائیں اور ایک عدد پرانی سیم نالی کی کھدائی کی جن پر تقریباً 63 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی ۔ امسال 82-1981 کے ترقیاتی پروگرام میں گیارہ (11) نئی سیم نالیاں بنانے اور تین (3) پرانی سیم نالیوں کی کھدائی کے لیے 59 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔

1980-81

نئی سیم نالیاں :

1 ۔ ہنڈی داس ڈرین 2 ۔ ترتی پور خان محمد ڈرین ۔

3 ۔ چک نمبر 108 ، 109 ڈرین ۔ 4 ۔ کوٹ مومن ڈرین ۔

5 ۔ چک نمبر 12 ڈرین ۔ 6 ۔ چک نمبر 22 ڈرین ۔

پرانی سیم نالیاں :

مونا ڈرین

1981-82

نئی سیم نالیاں :

1 ۔ فقیریاں ملانوالی ۔ 2 ۔ F.J. ڈرین ۔ 3 ۔ آسیاں والا ۔

4 ۔ R.F.S ڈرین 2 آر ۔ 5 ۔ 2R/7L ڈرین ۔

6 ۔ F.S. 1R/2L ڈرین 7 ۔ I/R ڈرین ۔

8 ۔ سالم پانڈ ڈرین ۔ 9 ۔ دھوری پانڈ ۔

10 ۔ ڈھنی ڈرین ۔ 11 ۔ گجیانہ ڈرین ۔

پرانی سیم نالیاں :

1 ۔ ترقی پور خان چند ڈرین ۔ 2 ۔ چک نمبر 108 ، 109 ڈرین ۔

3 ۔ مومینا ڈرین ۔

فاضل ممبر نے ٹیوب ویل اپریٹروں کی غیر حاضری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لوکل کمیٹیاں تشکیل دینے کی تجویز پیش کی - امید ہے بہت جلد لوکل کمیٹیاں بنا دی جائیں گی اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کی حاضری وغیرہ لگائیں اور پولیس میں ایف آئی آر لکھواتے وقت ہمارے ساتھ شامل ہوں اور مدد کیجئے تاکہ یہ لوگ اپنی جگہ پر حاضر رہیں ۔ کیونکہ یہ لوگ زیادہ تر آپ کے علاقے کے ہوتے ہیں ۔ اس میں آپ لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے اور یہ تجویز منظور ہے ۔ بہت جلد لوکل سٹاف کی کمیٹیاں بن جائیں گی ۔

چوہدری جلال الدین صاحب (مظفر گڑھ) نے ضلع مظفر گڑھ میں خاص طور پر تھل کینال کے رقبہ جات میں پانی کی قلت کی طرف توجہ دلائی ۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اگرچہ تھل کینال کو اس کی مختص کردہ سپلائی

سے زیادہ چلایا جا رہا ہے - لیکن گذشتہ سالوں میں اس نہر پر زیادہ رقبہ کو شامل کرنے کی وجہ سے پانی کی کمی کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اور اسی لیے نہر کی مختلف شاخوں کو وارہ بندی کے تحت چلایا جاتا ہے - پانی کی کمی نہر کی ریماڈلنگ سے ہی دور ہو سکتی ہے اور اس کے لیے سکیم زیر غور ہے - تاہم پہلے دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا فیصلہ ہونا ضروری ہے - جہاں تک نہر مظفر گڑھ کے رقبہ جات کا تعلق ہے اس میں پانی حسب گنجائش اور حسب ضرورت چلایا جاتا ہے - بعض علاقوں میں پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے راجباہوں کی ''بھل'' صفائی کا کام کیا جا رہا ہے - جس سے صورت حال میں بہتری ہوئی ہے - یہ کام آئندہ سالوں میں بھی جاری رکھا جائے گا -

فاضل رکن چوہدری عبدالرشید صاحب (بہاولپور) نے بہاولپور ڈویژن میں پیداوار بڑھانے کے لیے پانی کی قلت کو دور کرنے کی استدعا کی تھی اس ضمن میں عرض ہے کہ بہاولپور ڈویژن کو مندرجہ ذیل انہار آبپاشی کرتی ہیں -

1 - صادقیہ (4917 کیوسک)

2 - فورڈ واہ (3400 کیوسک)

3 - بہاول (لوئر 4000 کیوسک ، اپر 500 کیوسک)

4 - قائم (500 کیوسک)

5 - پنجند (9100 کیوسک)

6 - عباسیہ (1100 کیوسک)

ان نہروں میں ان کی پوری گنجائش ، مختص کردہ سپلائی یا ضرورت کے مطابق پانی چھوڑا جاتا ہے اور چھوڑا جاتا رہے گا -

جناب گورنر : اب گیارہ سے ساڑھے گیارہ بجے تک چائے کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے -

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ چائے کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی ہوگئی)

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات
پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

(چائے کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب گورنر: آج پہلا دن ہے ۔ یہ ذرا ایسا ہی ہے ۔ جب بحث شروع ہوگی تو یہ درست ہو جائے گا کل سوالات بھی ہوں گے اور ان کے جوابات بھی دیئے جائیں گے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپ مجھے ایک گھنٹہ اور دے دیں تاکہ جو منسٹر صاحبان رہ گئے ہیں 10 ، 10 اور 15 ، 16 منٹ لگا کر مختصر طور پر اپنی اپنی رپورٹیں پیش کر لیں ۔ ہمارے پاس بہت وقت ہے چلیں جی پھر آپ شروع کریں ۔ بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان ۔

وزیر آبپاشی: محکمہ آبپاشی کے متعلق ضلع شیخوپورہ کے سکارپ کی خرابی ۔ سامان کی چوری اور آپریٹر کی غفلت کی طرف توجہ دلائی گئی تھی ۔ ان خرابیوں کے تدارک کے سلسلہ میں میں نے ذاتی توجہ دی ہے ۔ اور کریش پروگرام کے تحت خراب ٹیوب ویلوں کو درست کرایا گیا ہے ۔ اور واپڈا کے ساتھ رابطہ قائم کرکے خراب اور ناقابل استعمال ٹرانسفارمرز کی بجائے نئے ٹرانسفارمر لگائے گئے ہیں ۔ اس سلسلہ میں صورت حال کافی بہتر ہوگئی ہے ۔ چیئرمین صاحب شیخوپورہ اس وقت یہاں ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو صورت حال کی تصدیق کرتے ۔

اس کے بعد ایک شکایت ملتان کے علاقہ میں نہروں کی مرمت اور دیکھ بھال کے متعلق تھی تو مختصراً یہ عرض کروں گا کہ محکمہ انہار نے نہروں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے 1980-81ء کے بجٹ میں 18ء95 کروڑ روپے کی رقم مانگی تھی ۔ لیکن حکومت نے اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف 8ء72 کروڑ کی رقم مختص کی ۔ یہ رقم مرمت اور نہروں کی دیکھ بھال کے لیے بہت ہی ناکافی تھی ۔ لیکن وسائل کی کمی کے باوجود اس رقم سے زیادہ سے زیادہ کام کرانے کی کوشش کی گئی ۔ اور ان نہروں کو زیادہ ترجیح دی گئی ، جہاں پر حالات زیادہ خراب تھے ۔ لیکن اس کے باوجود راجباہ ۔ مائینر ۔ سیت پور راجباہ اور

ولی محمد راجباہ کے ٹیلوں پر تقریباً 20 فیصدی پانی کی کمی واقع ہوئی تھی۔ جس کو نہروں کی بندش کے دوران دور کر دیا گیا۔

جناب والا! گوجرانوالہ میں نہروں کی کمی کے متعلق سوال اٹھایا گیا تھا۔ اور سیم نالوں کی کھدائی کے بارے میں استدعا کی گئی تھی۔ گوجرانوالہ میں نہری پانی کی مقدار منظور شدہ کوٹہ کے مطابق دی جاتی ہے۔ اور سیم نالوں کی کھدائی پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ سیم اور تھور پر حکومت پہلے ہی توجہ دے رہی ہے۔ منچن پائلٹ پراجیکٹ کے ٹیوب ویلوں پر عملدر آمد ہو چکا ہے۔ ایک دوسرا سکارپ نمبر 2 ترتیب دیا گیا ہے اور وہ وفاقی حکومت کی منظوری کے لیے بھیجا گیا ہے اس کے تحت 105 میل لمبی سیم نالیوں کی کھدائی کی جائے گی اور 300 ڈرینیج ٹیوب ویل لگانے کی تجویز زیر غور ہے۔ اس پر عمل درآمد کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ جہاں تک دریائے راوی کے کٹاؤ کا تعلق ہے اس سلسلہ میں شاہدرہ پل سے بڈیارہ تک سروے مکمل کر دیا گیا ہے اور ماڈل سٹڈی رپورٹ مکمل کر لی ہے۔ اس کی روشنی میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ

وزیر ٹرانسپورٹ بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان: اب آخر میں جناب والا! ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ہے۔ ٹرانسپورٹ اگرچہ میرا محکمہ نہیں ہے۔ مگر چونکہ یہاں ہاؤس میں ان کا کوئی نمائندہ موجود نہ ہے۔ لہذا مجھے کہا گیا ہے۔ لاہور میں اس وقت 1280 بسیں چاہئیں۔ جس میں سے 272 بسیں چل رہی ہیں اور 198 پرائیویٹ بسیں ہیں۔ والوو (VOLVO) کے 660 چیسز (chassis) منظور ہو گئے ہیں۔ جن میں سے 200 چیسز پہنچ چکی ہیں۔ دسمبر 1981 تک 90 بسیں تیار ہو کر چلنی شروع ہو جائیں گی اور ہر بس میں 104 مسافروں کی گنجائش ہو گی اور اس کے علاوہ ہر ماہ تقریباً بیس یا پچیس باڈی تیار ہوں گی۔ چونکہ ٹرانسپورٹ کی کوئی ورکشاپ نہ ہے۔ انہیں پرائیویٹ ورکشاپوں سے بسوں کی باڈی بنوانی پڑتی ہیں اور ان

کی رفتار سست ہے ۔ اس کے علاوہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد کے سلسلہ میں واضح کیا جاتا ہے کہ ان تجاویز میں متعلقہ قانون میں تبدیلی یا ترمیم ناگزیر ہے ۔ ان معاملات میں پاکستان کے آئین مجریہ 1973ء کے آرٹیکل 143 کی رو سے ٹرانسپورٹ کنکرنٹ (concurrent) لسٹ پر ہونے کی وجہ سے صوبائی حکومت ایسی ترامیم کرنے کی مجاز نہیں ہے اور یہ اختیار صرف وفاقی حکومت کو ہے ۔ موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ 1965ء کی بجائے نیا آرڈیننس روڈ سیفٹی آرڈیننس وزارت مواصلات حکومت پاکستان کے پاس زیر تکمیل ہے جس کا نفاذ دسمبر 1981ء تک متوقع ہے ۔ اس سے کافی حد تک آپ کی سفارشات پوری ہو جائیں گی ۔ سبجیکٹ کمیٹی نے جنرل بس سٹینڈ پر غنڈہ گردی کو روکنے کے لیے اصلاح احوال کی اہمیت پر زور دیا ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جنرل بس سٹینڈ پر ہمہ وقتی ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ جو کہ ایک مجسٹریٹ ہوگا ۔ لاہور کے بس سٹینڈ پر اس کی تقرری عمل میں آ چکی ہے ۔ جبکہ روالپنڈی ، ملتان ، سرگودھا ، فیصل آباد میں ان کی تقرری کے لیے محکمہ لوکل گورنمنٹ کو اجازت دے دی گئی ہے اور ان آسامیوں پر مجسٹریٹوں کی تقرری کے سلسلہ میں متعلقہ میونسپل کارپوریشن ، ڈیویلپمنٹ اتھارٹیز براہ راست محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشنز کو درخواست کریں گے اور اس سلسلہ میں ایک خط بھی بھیج دیا جائے گا ۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ جنرل بس سٹینڈ کی آمدنی کا تھا ۔ موٹر وہیکل رولز 969 . کی رو سے ہر جنرل بس سٹینڈ کی آمدنی ۔ صرف اخراجات وضع کرنے کے بعد بس سٹینڈ کی بہتری اور مسافروں اور عملہ کی فلاح اور آسائش پر خرچ کی جاتی ہے ۔ اس پر سختی سے عمل درآمد کرنے کے لیے محکمہ لوکل گورنمنٹ نے تمام میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کو واضح ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ ہمہ وقتی ایڈمنسٹریٹر کی تقرری اور آمدنی اور خرچ کا صحیح مصرف اور وہاں پر اشیائے خورد و نوش سستے

اور مناسب قیمت پر ملنے اور اڈا پر ہونے والی بد عنوانیوں ۔ غنڈہ گردی وغیرہ کا مناسب سد باب ہو سکے گا ۔ پراونشل روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے خلاف شکایات اور اس کے حالات میں بہتری پیدا کرنے کے لیے نیز سرمایہ کے ضیاع اور رشوت کے سد باب کے لیے گورنر صاحب نے اعلیٰ سطح کی ایک کمیٹی کو رپورٹ پیش کرنے کے لیے مقرر کیا ہے ۔ اس کمیٹی کی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے اور متعلقہ ممبران کمیٹی سے علیحدہ علیحدہ رائے طلب کی جا رہی ہے ۔ یہ رپورٹ 30 اگست 1981ء تک گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی اور اس کے بعد کوئی راستہ تلاش کیا جائے گا ۔ نگران کمشن پنجاب کے سربراہ جناب بی ۔ اے قریشی صاحب نے جناب گورنر کی ہدایت پر ٹرانسپورٹ کنٹرول اور انسداد حادثات پر ایک مدلل اور جامع رپورٹ تیار کی ہے جس میں کواپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ کے قیام ۔ ٹرانسپورٹ کی تنظیم نو ۔ پولیس اور ٹرانسپورٹرز کے درمیان تعاون ۔ ہائی وے کنٹرول ۔ جنرل بس سٹینڈ کا انتظام و انصرام ۔ ڈرائیونگ لائسنس کا اجرا، ڈرائیونگ سکول کا قیام اور اس سلسلہ میں بہت سی اہم سفارشات مختلف محکموں سے تبادلہ خیالات کے بعد یہ رپورٹ حتمی فیصلہ کے لیے جناب گورنر صاحب کو پیش کر دی جائے گی ۔ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965ء کی دفعہ 71 کے تحت شہری آبادی میں ٹرانسپورٹ بسیں یا منی بسوں کو کسی روٹ پر چلانے سے پیشتر پنجاب اربن ٹرانسپورٹ سے عدم اعتراض کا تصدیق نامہ (این ۔ او ۔ سی) حاصل کرنا ضروری ہوگا اور آئندہ روڈ سیفٹی آرڈیننس کے تحت صوبائی حکومت کا سیکرٹری ٹرانسپورٹ اس کا مجاز ہوگا ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے پاس پرائیویٹ مالکان کی 85 بسیں چل رہی ہیں اور ایسا کرنے سے پہلے محکمہ قانون سے باقاعدہ مشورہ کیا گیا تھا ۔ ماہ جون 1981ء میں بسوں کی آمدنی کا ایک چوتھائی حصہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو ملا جو چھ لاکھ ستر ہزار ایک سو 59 روپے تھا ۔ جب کہ کنڈکٹروں ، ڈرائیوروں کی تنخواہ اور کمیشن وغیرہ پر 81 ہزار 9 سو پچاس روپے خرچ ہوئے اور یہ رقم مالکان کی طرف سے ادا کی گئی ۔

اس سے آپ نفع نقصان کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ حادثات کی روک تھام کے لیے کواپریٹیو سوسائٹیوں اور لمیٹڈ کمپنیوں کی تشکیل کے لیے پیش کش کی گئی تھی ۔ ٹرانسپورٹ فیڈریشن کے نائب صدر اور سبجیکٹ کمیٹی اپنے آئندہ اجلاس میں اس معاملہ پر غور کرے گی ۔ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش پر یہاں بھی ایک ہزار روپے فی بس کے حساب سے ٹیکس نافذ کیا گیا ہے ۔ حکومت نے لاہور شہر میں چلنے والی پرائیویٹ بسوں کی شرح ٹیکس کو پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے مساوی کر دیا ہے ۔ شکریہ ۔

اناؤنسر : وزیر زراعت اپنے مختلف محکموں کی رپورٹ پیش کر رہے تھے ۔ اب وزیر خوراک سردار رفیق حیدر خان لغاری اپنے محکمہ کی جائزہ رپورٹ پیش کریں گے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) : جناب گورنر صاحب و معزز خواتین و حضرات ۔ سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک نے یہ سفارش کی تھی کہ الاٹمنٹ بورڈ میں کچھ تبدیلی کی جائے اور منتخب نمائندوں کو اس میں زیادہ نمائندگی دی جائے ۔ جناب والا ! اس کے بارے میں احکام جاری کر دیے گئے ہیں اور جو عمل ہو چکا ہے وہ یہ ہے ۔

راشن ڈپوؤں کے کام کی نگرانی ، پڑتال اور انکوائری کے اختیارات منتخب نمائندوں کو تفویض کر دیے ہیں ۔ راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ منسوخی اور معطلی کے اختیارات الاٹمنٹ بورڈوں کو تفویض کر دیے گئے ہیں ۔ جناب والا ! پانچ الاٹمنٹ بورڈ بنا دیے گئے ہیں ۔ ایک الاٹمنٹ بورڈ ہر ضلع کے دیہی علاقہ کے لیے ہے جس کا چیئرمین ضلع کونسل کا چیئرمین ہے ۔ چیئرمین سمیت تین ممبر منتخب نمائندے ہیں اور دو سرکاری اہل کار ۔ دوسرا الاٹمنٹ بورڈ ہر میونسپل کارپوریشن کا ہے جس کا چیئرمین میئر میونسپل کارپوریشن ہے اور میئر سمیت تین ممبر منتخب نمائندے ہیں اور دو سرکاری اہل کار ۔ تیسرا الاٹمنٹ بورڈ ہر میونسپل کمیٹی کے لیے ہے جس کا چیئرمین ، چیئرمین میونسپل کمیٹی ہے

اور چیئرمین سمیت تین ممبر منتخب نمائندے ہیں اور دو سرکاری اہل کار۔ چوتھا الاٹمنٹ بورڈ ٹاؤن کمیٹی کے لیے ہے جس کا چیئرمین چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ہے تین ممبر منتخب نمائندے ہیں اور دو سرکاری اہل کار۔ پانچواں الاٹمنٹ بورڈ کنٹونمنٹ بورڈ کے لیے ہے جس کا چیئرمین صدر کنٹونمنٹ بورڈ ہے اور صدر سمیت چار ممبر منتخب نمائندے ہیں اور دو سرکاری اہل کار۔

جناب والا! یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ ڈپو الاٹمنٹ کے لیے الاٹمنٹ بورڈ کو اجازت دی جائے۔ اس پر کافی غور و خوض کیا گیا اور حکومت اس نتیجہ پر پہنچی کہ ڈپو کی الاٹمنٹ کا اختیار حکومت اپنے پاس رکھے گی اس کے لیے آرڈر کر دیے گئے ہیں اور متعلقہ حکام کو اطلاع کر دی گئی ہے۔ صدر کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ مارشل لاء آرڈر نمبر 30 واپس لیا جائے یہ واپس لے لیا گیا ہے۔ 7 جنوری 1981ء کو سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک نے یہ بھی سفارش کی کہ دیہی علاقہ جات کے الاٹمنٹ بورڈ میں متعلقہ ممبر ضلع کونسل کو بھی شامل کیا جائے۔ لہذا کمیٹی کی سفارش کے مطابق حکومت نے یہ تجویز منظور کر لی ہے اور انشاء اللہ اس پر جلد عمل کر دیا جائے گا۔

صوبائی کونسل پنجاب کے اجلاس منعقدہ 30 ستمبر 1980ء میں کنوینر برائے خوراک نے رپورٹ پیش کی کہ الاٹمنٹ بورڈ دو منتخب نمائندوں اور دو سرکاری افسران پر تشکیل دیا گیا ہے جو سفارشات کے مطابق نہیں ہے۔ لہذا اس پر میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اب زیادہ تر نمائندے آپ کے اپنے نمائندے ہیں اور صرف دو سرکاری اہل کار ہیں۔ بورڈ کی طرف سے ڈپو منسوخ کرنے کے فیصلے کے خلاف اپیل کمشنر کے پاس ہوگی اور سیکرٹری کے بعد یعنی حکومت کے پاس اپیل ہو سکے گی۔ یہ فیصلہ بھی سفارش کے منافی ہے یہ فیصلہ بھی کافی غور و خوض کے بعد کیا گیا ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے ایک اپیل کمشنر کے پاس اور دوسری اپیل نگران حکومت کے پاس ہوتی ہے یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اگر الاٹمنٹ بورڈ

کوئی فیصلہ کرے تو ڈیو ہولڈر کو حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ نظر ثانی کے لیے اپیل کر سکے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ چاول باسمتی کی قیمت 125 روپے فی من سے بڑھا کر 128.26 روپے فی من کر دی جائے اور چاول کی قیمت 64 روپے سے بڑھا کر 66 روپے فی من کر دی جائے اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چاول کی قیمت مرکزی حکومت مقرر کرتی ہے سال 1980-81ء کے لیے حکومت نے چاول کی قیمت 137 روپے فی چالیس کلو گرام یا 129 روپے فی من مقرر کی ہے ۔ چاول اری کی قیمت 72 روپے فی چالیس کلو گرام یا 64 روپے فی من مقرر کی ہے جب کہ صوبائی حکومت نے چاول باسمتی کے لیے 142 روپے فی چالیس کلو گرام اور چاول اری 6 کے لیے 74 روپے فی چالیس کلو گرام سفارش کی تھی ۔ اس سال 1981-82ء کے لیے وفاقی حکومت نے باسمتی کی قیمت 85 روپے فی چالیس کلو گرام اور مونجی اری 6 کی قیمت 49 روپے فی چالیس کلو گرام مقرر کر دی ہے 1982-83ء لیے چاول کی قیمت ابھی مقرر نہیں کی ۔

سبجیکٹ کمیٹی میں آٹے کی کوالٹی کے بارے میں بھی سفارش کی تھی کہ اس کی کوالٹی بہتر بنائی جائے ۔ اس کے لیے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کافی ساری ٹیمیں اس کے لیے تشکیل دے دی گئی ہیں اور اس کو بہتر بنانے کے لیے ہم پوری طرح سے کوشاں ہیں ۔ اس میں کافی تبدیلی آ چکی ہے اور مزید بہتر بنانے کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں ۔

یہ چند گزارشات آپ کو کرنی تھی اور بتانا تھا کہ اب تک سبجیکٹ کمیٹی کی ان سفارشات پر عمل ہو چکا ہے ۔ شکریہ

اناؤنسر : وزیر اوقاف و معاشرتی بہبود جناب محمد ذاکر قریشی صاحب اپنے محکمہ جات کی جائزہ رپورٹ پیش کریں گے ۔

جناب وزیر اوقاف نے محکمہ جات معاشرتی بہبود و زکواۃ اور اوقاف کی جانب سے عمل درآمد کی رپورٹیں کونسل کے سامنے پڑھیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے معاشرتی بہبود و زکواۃ

وزیر معاشرتی بہبود و زکواۃ (میاں محمد ذاکر قریشی): بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب گورنر پنجاب ، معزز خواتین و حضرات ! السلام علیکم ! یہ امر میرے لیے باعث فخر ہے کہ میں محکمہ جات معاشرتی بہبود و زکواۃ کے متعلق جو پیش رفت صوبائی کونسل پنجاب کے توسط سے ہوئی ہے اس بارے میں نہایت مختصر جائزہ پیش کروں ۔ میں یہاں صرف ان موضوعات کا ذکر کروں گا جن کے بارے میں محکمہ جات مذکورہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے یا ان سے متعلق کئی ایک اہم امور پر غور کے لیے متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی نے کافی دلچسپی اور کاوش کے ساتھ سیر حاصل اور اہم تجاویز پیش کیں اور ان پر حکومت پنجاب نے مناسب فیصلے صادر کئے ۔

قبل اس کے کہ میں ان امور کا ذکر کروں ۔ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھوں گا کہ صوبائی کونسل کا قیام اور خصوصی طور پر سبجیکٹ کمیٹیوں کی تشکیل یقیناً تاریخی حیثیت کی حامل ہے کیونکہ اس میں منتخب اراکین کے ساتھ معاشرے کے مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے ماہرین بھی شامل ہیں ۔ اور ان کو اعتماد میں لے کر ترقیاتی اور انتظامی امور میں شرکت اور مشاورت یقیناً اسلامی روایات اور حکمت عملی کی آئینہ دار ہے ۔ ہمیں توقع ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم صحیح منزل کی طرف گامزن ہو کر پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے خواب کو سچا کر دکھائیں گے ۔

معزز خواتین و حضرات !

کسی بھی قوم یا معاشرے کی ترقی کا انحصار اس کے کردار کی صحیح خطوط پر تعمیر پر ہوتا ہے ۔ اور اس تعمیر کا مقصد انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کے جذبے سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور یہی معاشرے کی ترقی کا راز ہے جس کی طرف اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے راہنمائی کر دی تھی۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ معاشرتی بہبود کے عمل کو مزید موثر بنانے کے لیے نظام زکواۃ سے ہمیں بہت تقویت ملی ہے ۔ اور اسی نیک کام کو اب ایک تحریک کی صورت دینے کے لیے اور فلاحی مقاصد کے حصول کے لیے معاشرتی بہبود کی رضاکار انجمنوں اور زکواۃ کمیٹیوں کے بے لوث کارکن ، معاشرے کے ضرورت مند افراد ، خصوصاً بیوگان ، یتامیٰ اور حاجت مندوں کی خدمت کے لیے سرگرم عمل ہیں ۔

جن اہم امور کے بارے میں صوبائی کونسل پنجاب نے متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر فیصلے کئے اور جن پر عملدرامد ہوا ان کا مختصر ذکر حسب ذیل ہے ۔

(1) سرکاری اداروں کے کارکنوں اور رضاکار فلاحی انجمنوں کے ارکان کے مابین زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم کرنے کی غرض سے ہر ضلع میں ایک رابطہ کمیٹی چیئرمین ضلع کونسل کی سرکردگی میں قائم کی جا چکی ہے ۔ یہ رابطہ کمیٹی فلاحی کاموں کی ترویج کے لیے کافی کارآمد اور ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے ۔

(2) خواتین کو معاشرے میں مناسب مقام دلانے کے سلسلے میں سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش پر جو احکامات صادر ہوئے ان کے تحت خواتین کے مراکز میں غیر متوقع طور پر صرف چار پانچ ماہ کے عرصے میں 240 کے قریب نئے مراکز دیہی علاقوں میں کھولنے کا اہتمام کیا گیا ۔ ان مراکز کی وساطت سے خصوصی طور پر دیہی علاقوں کی خواتین کو معاشرہ میں ایک ہنر مند اور باعزت شہری کی حیثیت حاصل کرنے کے مواقع ملے ہیں ۔ یہ اس دور کا ایک قابل ستائش کارنامہ ہے ۔

(3) بلدیاتی اداروں کے اراکین اور معاشرتی بہبود کی تنظیموں کے اشتراک عمل سے سماجی برائیوں کے انسداد کے لیے موثر اور قابل عمل پروگرام وضع کرنے کے لیے بھی مناسب اقدامات کئے گئے ہیں ۔

(4) محکمہ معاشرتی بہبود کے زیر اہتمام کام کرنے والے اداروں سے زیادہ استفادہ کرنے کے لیے سکیمیں مرتب کر کے عملی طور پر قابل ذکر پیش رفت کی گئی جن میں پرانے تعمیر ادارہ جات ، اراضی کا حصول اور عمارات کے منصوبہ جات کی تکمیل شامل ہیں ۔

نظام زکواۃ کی ترویج کے لیے سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں معاشرتی بہبود کے اداروں کو خصوصی طور پر مالی امداد دی گئی ہے ۔ اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ 850 چھوٹے بڑے فلاحی اداروں ، فری ڈسپنسریوں اور کافی تعداد میں بیوگان کی تربیت کے مراکز کو تقریباً نوے لاکھ روپے کی خصوصی امداد فراہم کی گئی ہے اور اس کے نہایت حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔

معاشرتی بہبود و زکواۃ کی سبجیکٹ کمیٹی کی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے دینی درسگاہوں کو بھی خاطر خواہ امداد دی گئی ہے ۔ صوبے کے ہونے آٹھ سو کے قریب دینی مدارس کی درجہ بندی کے لحاظ سے دس ہزار روپے سے لے کر تیس ہزار روپے تک تقریباً ایک کروڑ روپے کی امداد مہیا کی گئی تا کہ ان درس گاہوں کے طلبا احساس کمتری اور خیرات مانگنے کی عادت سے نجات حاصل کرکے صحیح معنوں میں دینی تعلیم کو ایک باعزت طالب علم کی حیثیت سے حاصل کر سکیں ۔

معاشرتی بہبود و زکواۃ کی سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش پر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام محکمہ جات کو اہم ترقیاتی تجاویز پیش کرنے سے پیشتر اپنی متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی سے مشورہ لازم ہو گا ۔ یہ فیصلہ صوبائی کونسل پنجاب کے اراکین کی حکومت کے تمام محکمہ جات کی ترقیاتی سرگرمیوں میں مکمل شرکت کو یقینی بنانے کے لیے نہایت موزوں اور کارآمد قدم ثابت ہو رہا ہے ۔

میں آخر میں معاشرتی بہبود و زکواۃ کی سبجیکٹ کمیٹی کے اراکین اور چیئرمین صاحبہ کو بالخصوص اور اس ایوان کے اراکین کا بالعموم شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مذکورہ بالا امور کی نشاندھی کرتے ہوئے

حکومت کی جانب سے مناسب احکامات کے حصول میں راہنمائی کی جس کے نتیجہ میں ہمیں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے غرباء و مساکین کی اعانت کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے حصول میں ان کا بھر پور تعاون حاصل رہا ۔

ہمیں امید واثق اور پورا یقین ہے ۔ کہ اس ایوان کی مسلسل توجہ اور جناب گورنر پنجاب کی ذاتی دلچسپی ، سرپرستی اور راہنمائی ہمارے لیے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں نہایت قیمتی اور کارآمد ثابت ہوگی ۔ شکریہ

(پاکستان پائندہ باد)

سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف

وزیر اوقاف (میاں محمد ذاکر قریشی) ۔ اب میں محکمہ اوقاف پنجاب کی جانب سے تجاویز پر رپورٹ عملدرآمد پیش کرتا ہوں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے محکمہ اوقاف کے اجلاس منعقد 15 جنوری 1981ء میں معزز ممبران نے تین سفارشات کی تھیں ۔ ان سفارشات پر عمل درآمد کے لیے محکمہ نے تبصرہ سپیشل کمیٹی کے روبرو پیش کیا ، جس کا اجلاس 22 مارچ 1981ء کو محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے افسر بکار خاص کی صدارت میں ہوا ۔ سپیشل کمیٹی کے فیصلہ جات اور جناب گورنر پنجاب کی منظوری کی روشنی میں فیصلوں پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش خدمت ہے ۔

پہلی سفارش معزز رکن محترم بیگم سلمیٰ تصدق حسین کی جانب سے تھی کہ محکمہ اوقاف ، وقف اراضی پر کسی مناسب جگہ دیگر فروخت شدہ اراضی کی رقم سے نادار ورکنگ خواتین کے لیے ایک ہوسٹل تعمیر کرے ۔ محکمہ اوقاف نے اس بابت اپنی پالیسی سے سپیشل کمیٹی کو آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ وقف املاک سے حاصل شدہ رقوم قواعد کے مطابق مذہبی تعلیم ، خیراتی اور پاکیزہ مقاصد کے لیے خرچ کی جا سکتی ہیں ۔ محکمہ اوقاف نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ بیگم صاحبہ ایک جامع سکیم بنا کر سبجیکٹ کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں پیش کریں ۔ اگر سبجیکٹ کمیٹی نے

سکیم کی منظوری کی سفارش کی تو محکمہ اوقاف اس پر عملدرآمد کے لیے اپنے بجٹ میں رقم مختص کر دے گا - تا حال جامع سکیم بیگم صاحبہ کی طرف سے موصول نہیں ہوئی - موصول ہونے پر سبجیکٹ کمیٹی کے روبرو پیش کی جائے گی -

دوسری سفارش سبجیکٹ کمیٹی کے رکن جناب حافظ محمد یونس صاحب کی طرف سے تھی کہ آئندہ سال محکمہ اوقاف بجٹ میں مساجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے صفوں ، شامیانوں اور ختم القرآن شریف کے لیے زیادہ رقم مختص کرے - اس بارے میں نہ صرف سبجیکٹ کمیٹی سے مشورہ کیا جائے بلکہ محکمہ اپنا سالانہ بجٹ پہلے سبجیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کرے - مالی سال 80 - 1981ء کے دوران مساجد میں -/1,32,515 روپے کی صفیں فراہم کی گئیں جبکہ مالی سال 82-1981ء کے بجٹ میں اس مقصد کے لیے دوگنا سے زائد یعنی -/2,69,230 روپے کی رقم رکھی گئی ہے - گزشتہ مالی سال میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کے مالیتی شامیانہ جات مساجد کو فراہم کیے گئے - جبکہ موجودہ مالی سال کے بجٹ میں بھی شامیانہ جات کے لیے اتنی ہی رقم رکھی گئی ہے - جہاں تک ختم قرآن شریف کے لیے رقم کا تعلق ہے گزشتہ مالی سال میں اس مقصد کے لیے -/53,150 روپے خرچ کئے گیے - سال رواں کے بجٹ میں یہ رقم دو گنا سے زائد یعنی -/1,07,030 روپے تجویز کر کے جناب گورنر پنجاب کی منظوری کے لیے پیش کی گئی ہے -

جہاں تک سال رواں کے بجٹ کو سبجیکٹ کمیٹی کے روبرو پیش کرنے کا تعلق ہے ، حسب سفارش سبجیکٹ کمیٹی کارروائی کی گئی ہے -

تیسری سفارش معزز رکن جناب میاں شجاع الرحمٰن کی طرف سے تھی - کہ خسارہ والی مساجد کو محکمہ اوقاف واگزار نہ کرے اور اگر ایسی کسی مسجد کو ، سابقہ انتظامی کمیٹی ، محلہ کمیٹی یا انجمن ، واگزار کرنے کی درخواست کرے تو وہ مسجد ان کے حق میں واگزار کر دی جائے - جس سے محکمہ نے قبضہ حاصل کیا تھا اور مسجد اس شرط پر واگزار کی جائے کہ مسجد کا موجودہ عملہ بدستور مسجد میں تعینات رہے گا - اور

انہیں وہی تنخواہ و الاؤنسز ادا کئے جائیں گے ۔ اس بارے میں جناب گورنر پنجاب نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ فی الحال خسارے والی مساجد کو واگزار نہ کیا جائے ۔ شکریہ ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : جناب گورنر صاحب و معزز خواتین و حضرات ۔ جو سفارشات سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کی گئی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں ۔ ان کے جوابات میں دیتا ہوں ۔

پہلی صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 19-20 اپریل 1980ء کے وقت مواصلات و تعمیرات کی سبجیکٹ کمیٹی نے گیارہ (11) سفارشات مرتب کی تھیں ۔ جن میں نمایاں طور پر اس چیز کی سفارش کی گئی تھی کہ صوبے کا ترقیاتی پروگرام مرتب کرتے وقت سڑکوں کی تعمیر کو خصوصی حیثیت دی جائے اور نیز ضلعی کونسلوں کی سفارشات کو بھی اس ضمن میں مد نظر رکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ضلع کونسل کے نمائندوں کو یہ بھی اختیار دیا جائے کہ وہ زیر تعمیر منصوبوں کے بارے میں اپنی انسپکشن رپورٹ پیش کر سکیں ۔ اس کے علاوہ موجودہ سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال کو نئی سڑکوں کی تعمیر پر ترجیح دی جائے ۔ مزید برآں یہ بھی کہا گیا تھا کہ نیشنل ہائی ویز بورڈ سے پر زور مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے زیر تعمیر شاہراتی منصوبوں کی جلد تکمیل کے لیے مطلوبہ رقم مہیا کرے ۔

اس میٹنگ میں طالب والا پل کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا تھا ۔ ان سفارشات پر حتمی احکام وصول ہونے کے بعد اس کمیٹی کا دوسرا اجلاس یکم جولائی 1980ء کو بلایا گیا ۔ جس میں عمل درآمد کی تفصیل بتائی گئی اور ماسوائے چند سفارشات کے باقی سب پر عمل درآمد شروع ہو جانے کا فیصلہ بھی بتایا گیا ۔ طالب والا پل مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے تا ہنوز شرمندۂ تعبیر ہے ۔ گو صوبائی حکومت اس کے بارے میں وفاقی حکومت سے باقاعدہ رجوع جاری رکھے ہوئے ہے ۔

سبجیکٹ کمیٹی کی تیسری میٹنگ دوسرے صوبائی کونسل کے اجلاس کے دوران 29 ۔ ستمبر 1980ء کو منعقد کی گئی جس میں پانچ نکات تعمیراتی کاموں کی مناسب دیکھ بھال اور تخمینہ جات کے بارے میں اٹھائے گئے تھے جن میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ کام شروع کرنے کے بعد منصوبوں میں غیر ضروری رد و بدل کو روکا جائے ۔ اور ٹھیکیدار حضرات کے بل وقت پر ادا کئے جائیں ۔ اور دس (10) ہزار سے اوپر مالیتی کاموں کی مناسب تشہیر کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ٹھیکیدار ٹینڈروں میں حصہ لے سکیں ۔

اس کمیٹی کی آخری میٹنگ 14 ۔ جنوری 1981ء کو منعقد ہوئی ۔ جس میں پچھلی سفارشات پر عمل درآمد کی تفصیلات بتائی گئیں اور اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 82-1981ء کے لیے محکمہ کی تجویز کردہ سکیموں کے متعلق بھی کمیٹی کو مطلع کیا گیا ۔ مزید برآں دیہی ترقیاتی منصوبہ کے تحت سڑکوں کی تعمیر کے بارے میں بھی تازہ ترین صورت حال سے ممبران صاحبان کو آگاہ کیا گیا ۔ اس میٹنگ میں قومی شاہراہ لاہور تا ساہیوال کے ناہموار حصوں پر ٹریفک کی رہنمائی کے لیے مناسب بورڈ آویزاں کیے جانے کا مسئلہ بھی اٹھایا گیا تھا ۔ جس کے لیے محکمہ کے افسران کو باقاعدہ ہدایات جاری کی گئیں اور موقع پر عمل درآمد ہوئی کیا گیا ہے ۔

کمیٹی کی خواہش کے مطابق دیہی سڑکوں کی تعمیر کے ٹینڈروں کی اطلاع بھی ضلع کونسل کے دفاتر کو بھیجنے کے احکامات جاری کئے جا چکے ہیں ۔ تاکہ کونسلر صاحبان اپنے اپنے علاقے کی ترقیاتی سکیموں سے با خبر رہیں ۔

صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ ۔ 29 ستمبر تا یکم اکتوبر 1980ء میں سات (7) نکات اٹھائے گئے ۔ جن میں بھوکاں پتن ضلع بہاول نگر پر پل کی تعمیر ، چجا گڑھا ڈھوک بدھال تحصیل گوجر خان کی موجودہ کچی سڑک کو دیہی سڑکوں کی تعمیر کے پروگرام میں شامل کرنا ۔ غازی گھاٹ پل کی تعمیر کو تیز تر کرنا ۔ ضلع کونسل ملتان کی زیر تحویل

سڑک ملتان ، شجاع آباد ، جلال پور ، پیر والا کو مکمل مرمت اور دیکھ بھال کے لیے حکومت کے حوالے کرنا ۔ چھچھ ضلع اٹک کی سڑکوں کی مناسب دیکھ بھال کرنا ۔ اور گتالیاں ضلع جہلم کے مقام پر دریائے جہلم پر پل کی تعمیر کے مطالبات شامل تھے ۔ ان میں بہت سے مطالبات پر عمل درآمد بھی ہو چکا ہے ۔ مثلاً محکمہ دفاع نے بھوکاں پتن کے مقام پر پل تعمیر کرنے کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا ۔ ججا گڑھا ۔ ڈھوک بدھال روڈ ، دیہی سڑکوں کے تعمیراتی پروگرام میں شامل کر دی گئی ہے ۔

پچھلے مالی سال میں غازی گھاٹ پر پل کے لیے مختص کردہ ساڑھے چار کروڑ روپے کی رقم پوری پوری خرچ کر دی گئی ہے اور دونوں اطراف کے بندوں کے علاوہ پل کا کام بھی تیزی سے جاری رہا ہے ۔ اور اب اس رفتار سے دو (2) سال کے اندر اندر اس منصوبے کے مکمل ہونے کی پوری پوری توقع ہو سکتی ہے ۔

تاہم ملتان ، شجاع آباد ، جلال پور روڈ ، مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے ابھی تک حکومت نے اپنی تحویل میں لینا منظور نہیں کیا اور اسی طرح گتالیاں کے مقام دریائے جہلم پر پل کی تعمیر کا منصوبہ بھی غیر اہم ہونے کی وجہ سے شروع نہیں کیا جا سکا ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : اب میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

سبجیکٹ کمیٹی میں پہلا سوال یہ تھا کہ جو ممبر کوئی مسئلہ پیش کرنا چاہے اس کا نام کارروائی میں شامل کیا جائے ۔ اس پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا تھا ۔

2 ۔ دوسرا پوائنٹ سڑکوں کی شکستہ حالت اور دیکھ بھال کے متعلق تھا ۔ اس ضمن میں سپیشل کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ متعلقہ میونسپل کمیٹیوں کو سڑکوں کی دیکھ بھال اور

مرمت کے لیےضروری ہدایات جاری کرے ۔ اس ضمن میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

3 ۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ اے ڈی پی 82-1981 میں بہاول پور ڈویژن کی کتنی ترقیاتی سکیمیں شامل کی گئی ہیں ۔ سپیشل کمیٹی نے فیصلہ دیا ہے کہ ہاؤسنگ سکیموں کی site کے متعلق مقامی نمائندوں سے مشورہ کیا جائے ۔ اس پر پہلے سے ہی عمل کیا جا رہا ہے ۔

4 ۔ چوتھا سوال کیا گیا ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ کے جو دفاتر ہیں وہ محکمہ کی توسیعی سکیموں میں بنائے جائیں ۔ اس کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ چونکہ لینڈ ایکویزیشن ایکٹ کے تحت زمین صرف ہاؤسنگ سکیم کے لیے حاصل کی جا سکتی ہے اس لیے ہاؤسنگ سکیم میں سرکاری دفاتر کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ اس پر کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔

5 ۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ کا محکمہ بہاول پور کی سیوریج سکیم کے لیے ایک اور ڈسپوزل اسٹیشن کی تجویز کر رہا ہے میونسپل کمیٹی کے لیے دو ڈسپوزل اسٹیشنوں کی دیکھ بھال مشکل ہے اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ موجودہ ڈسپوزل اسٹیشن ہی کافی ہے ۔ اس میں یہ کیا گیا ہے کہ سیوریج اینڈ ڈرینیج سکیم مالیاتی 198.75 لاکھ روپے پہلے مرحلہ میں تیار کی گئی ہے ۔ اس میں پی ۔ ڈی ۔ ڈبلیو ۔ پی نے اپنے اجلاس 12 جنوری 1981ء میں منظور کیا کہ اس سکیم میں کوئی اضافی ڈسپوزل اسٹیشن تعمیر نہیں کیا جائے گا بلکہ موجودہ ڈسپوزل اسٹیشن کو اتنی ترقی دے دی جائے گی کہ وہ شہر کے سیوریج کے لیے کافی ہو گا ۔

6 ۔ چھٹا سوال یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ہاؤسنگ سکیم کو اے ۔ ڈی ۔ پی میں شامل کیا گیا ہے یا نہیں ۔ یہ سفارش کی گئی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ اور ممبر موصوف اس کے عمل درآمد پر نظر رکھیں اور اس کا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ڈیرہ غازی خان

کی اس توسیعی سکیم کو اے ۔ ڈی ۔ پی 82-1981ء میں شامل کیا جائے۔ اس پر عمل درآمد کر دیا گیا ہے ۔

7 ۔ ساتویں سوال کے متعلق یہ ہے کہ نئی تعمیر شدہ ٹینکی (Over head Reservoir) سے پانی کی سپلائی لائن شہر ڈیرہ غازی خان تک پہنچائی جائے۔ اس پر عمل درآمد ہو گیا ہے ۔

8 ۔ آٹھویں سفارش یہ ہے کہ سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران اور محکمہ کے افسران مل کر پنجاب کے مختلف اضلاع کا دورہ کر کے لوگوں کے مسائل حل کریں اور ہر ڈویژن سے ایک ممبر کو شامل کیا جائے۔ چونکہ یہ معاملہ تمام محکموں سے متعلق ہے اس لیے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو اس معاملہ کے تجزیے کے لیے کہا گیا ۔ اس محکمہ نے چیئرمین گورنر صاحب کی معائنہ ٹیم کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ معائنہ کے دوران کمشنر کے مشورہ سے ضلعی اور ڈویژن کی سطح پر عوام کے نمائندوں کو شامل کریں ۔

9 ۔ نواں پوائنٹ یہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی تیار کردہ سکیموں کی تکمیل کے بعد متعلقہ میونسپل کمیٹیوں کی تحویل میں دے دیا جائے اس لیے تعمیرات کے دوران اس کے معیار کی جانچ پڑتال کے لیے متعلقہ میونسپل کمیٹی کے نمائندے کو موقعہ دیا جائے۔ اس ضمن میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے تمام چیئرمینوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

10 ۔ دسویں سفارش یہ تھی کہ بڑے بڑے شہروں میں عمارات کے نقشہ جات کو ترقیاتی ادارے منظور کریں اور ناجائز تجاوزات کو روکا جائے۔ یہ پہلے سے جو سفارش کی تھی وہ موجود ہے ۔ ہر میونسپل کمیٹی ، میونسپل کارپوریشن کے جو قواعد و ضوابط ہیں وہ اپنے اپنے دائرہ کار کے مطابق نقشے منظور کریں لہذا اس طریقہ کار میں رد و بدل کی کوئی گنجائش نہیں ۔

11 - اس کے بعد کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ جگہ جگہ دوکانوں کی تعمیر کا سد باب کریں - چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ڈائریکٹر جنرل اور محکمہ لوکل گورنمنٹ ضروری ہدایات جاری کریں - لیکن ترقیاتی اداروں نے رپورٹ دی ہے کہ وہ دوکانوں کو ختم کر رہے ہیں اور اس ضمن میں بھاری جرمانے عائد کیے جا رہے ہیں - مزید برآں ہاؤسنگ سکیموں میں چھوٹے چھوٹے شاپنگ سنٹر قائم کیے جائیں -

12 - اس کے بعد ڈیرہ غازی خان میں واٹر سپلائی - ڈرینیج اور سیوریج کی سکیموں کے لیے جو کارروائی ہوئی ہے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے - اس کے متعلق پوزیشن یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی واٹر سپلائی سکیم نمبر 2 ، مالیتی 125 لاکھ روپے تیار کی گئی - لیکن وہ سکیم منظور نہیں ہو سکی - چونکہ کمشنر ملتان ڈویژن کی رائے کے مطابق مالیتی 50 لاکھ روپے برائے آب رسانی سکیم تیار کی گئی اور ڈپٹی کمشنر کو برائے منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے لیے بھیجی گئی ہے - چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان نے اس مد میں اپنے حصے کی رقم 10 لاکھ روپے جمع کرا دی ہے -

13 - ڈیرہ غازی خان کی ایریا ڈویلپمنٹ سکیم مکمل ہو جانے کے باوجود ڈسپوزل اسٹیشن کی تکمیل نہیں ہوئی - امکانی کوشش کی جائے گی کہ محکمہ پی ڈبلیو ڈی اس منصوبہ کو سال رواں یعنی 82-1981ء میں شامل کر لے تاکہ اس منصوبہ پر کام شروع کیا جا سکے - یہ ڈسپوزل سٹیشن 15 - اگست تک مکمل ہونا تھا - لیکن پانی کی سطح نیچے ہو جانے کی وجہ سے پمپنگ چیمبر کا ڈیزائن اور ٹینکی کا ڈیزائن تبدیل کرنا پڑا - ماہرین کی رائے کے مطابق ڈیزائن میں تبدیلی کی گئی - امسال زیادہ بارشوں کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح مزید بڑھ گئی - تاہم یہ کام انشاء اللہ 21 اکتوبر 1981ء تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا اور ڈسپوزل ورک ہوئی بلدیہ کے سپرد کر دیا جائے گا -

14 ۔ فیصلہ کیا گیا کہ ایریا ڈویلپمنٹ کے عرضی فارم اور دیگر تمام فارم اردو میں چھاپے جائیں ۔ عرضی فارم پہلے ہی اردو میں ہیں ، دیگر فارم اردو میں کرنے پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔

15 ۔ میونسپل کمیٹی کے حسابات کمرشل بنکوں میں کھولنے کے لیے محکمہ مالیات سے رجوع کیا جائے ۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے محکمہ مالیات کو اس ضمن میں لکھا ، مگر محکمہ مالیات نے جواب میں بتایا کہ مرکزی حکومت کے احکام کے مطابق اجازت نہیں ۔ فیصلہ کیا گیا کہ محکمہ بلدیات سے رجوع کیا جائے کہ وہ میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کے ورکنگ بیلنس کا اعلان کریں ۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اس بارے میں ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ کو کارپوریشنوں اور کمیٹیوں میں ورکنگ بیلنس مقرر کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

اب میں سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 11 جنوری 1981ء کی سفارشات پیش کرتا ہوں ۔ نمبر 1 یہ ہے ۔ میاں عبدالخالق چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خاں نے یہ زور دیا تھا کہ جب کوئی سفارشات پڑھی جائیں تو جس نے وہ پیش کی ہیں اس کا نام بھی پڑھا جائے ۔ آپ دیکھیں ، آپ سب کے نام موجود ہیں ۔ ان کی سفارش کے مطابق انتظامی منظوری جاری کرنے کا طریقہ واضح کر دیا گیا ہے اور اب انتظامی منظوری ماہ اگست تک جاری کی جا سکے گی ۔ رحیم یار خان کی سکیم کے متعلق پوزیشن یہ ہے کہ اس سکیم کی انتظامی منظوری جاری ہو چکی ہے ۔ اس سکیم پر 15 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے اور مزید تیس لاکھ کی رقم موجودہ سال کے اے ڈی پی میں رکھ دی گئی ہے ۔

2 ۔ پھر دوسری تجویز سیٹلائٹ ٹاؤن کے متعلق ہے جس پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے ۔ محکمے نے ڈپٹی ڈائرکٹر رحیم یار خان کو ہدایات دی ہیں کہ کسی پلاٹ پر ناجائز قبضہ نہ رہے اور کھلی جگہیں

جو سکیموں میں رکھی گئی ہیں ، وہ اب میونسپل کمیٹی کے حوالے کر دی جائیں ۔

3 ۔ لوگ زرعی زمینوں پر غیر قانونی طور پر سکیمیں بنا رہے ہیں ۔ اس بارے میں ترقیاتی اداروں نے پبلک کو آگاہ کر دیا ہے کہ پرائیویٹ سکیموں میں شہری سہولتیں مہیا نہیں کی جائیں گی ۔ ایسے مالکان کا چالان کر کے عدالت میں بھیجا جا چکا ہے ۔

4 ۔ رحیم یار خان کے لیے کوئی سیوریج سکیم تیار کی گئی ہے یا نہیں ؟ چیف انجنیر پبلک ہیلتھ نے بتایا ہے کہ ایسی سکیمیں پہلے ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی سے پاس کرائی جاتی ہیں ۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ صاحب موصوف اپنا رسوخ استعمال میں لاتے ہوئے رحیم یار خان میں ضلعی اور ڈویژنل سطح سے منظوری کروائیں ۔

5 ۔ آپ کا پانچواں سوال تھا کہ جب سڑکیں بنا کر میونسپل کمیٹی کے حوالے کی جاتی ہیں تو اس وقت ان کی حالت بہت خستہ ہوتی ہے ۔ اس ضمن میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے تمام چیئرمینوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ میونسپل کمیٹی سڑکیں اپنے حوالے لینے سے پہلے کام کے معیار کو پرکھ لیا کریں ۔

6 ۔ ڈیرہ غازی خان کی ہاؤسنگ کالونی میں پانی کی بہم رسانی کے متعلق سوال کیا گیا ہے ۔ محکمے نے اس کے لیے ایک ٹیوب ویل لگا دیا ہے ۔

7 ۔ پھر ڈیرہ غازی خان کے بارے میں ہے کہ ہاؤسنگ سکیم کے پلاٹوں پر ، خواہ وہ الاٹ کیے گئے ہیں ، خواہ نیلام شدہ ہیں ، ان کے بقایا جات پر سود نہ لینا چاہیے ۔ اس بارے میں عرض ہے کہ مروجہ قانون کے مطابق سود اور جرمانہ عائد کیا جاتا ہے ، یہ ہر جگہ ہے ۔

8 ۔ ہر ہاؤسنگ سکیم میں محکمے کا دفتر ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو الاٹمنٹ فارم حاصل کرنے میں تکلیف نہ ہو ۔ ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ نے

بتایا کہ بیشتر سکیموں میں پہلے ہی دفاتر موجود ہیں اور اس بارے میں مزید ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

9 ۔ سوال ہے کہ ہاؤسنگ سکیموں میں قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹمنٹ کی جاتی ہے تو پلاٹ کا نمبر نہیں دیا جاتا ۔ اس ضمن میں ضروری کارروائی کر دی گئی ہے ۔ احکام جاری کر دیے گئے ہیں ۔ شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

اناؤنسر : وزیر مواصلات اپنی جائزہ رپورٹ پیش کر رہے تھے ۔ وزیر تعلیم اور صحت کے موجود نہ ہونے کے پیش نظر ان محکموں کے سیکرٹری صاحبان اپنے اپنے محکموں کی جائزہ رپورٹیں پیش کریں گے ۔ سب سے پہلے سیکرٹری تعلیم جناب احمد صادق صاحب اپنے محکمے کی رپورٹ پیش کریں گے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے تعلیم

سیکرٹری تعلیم (مسٹر احمد صادق) **:** جناب گورنر صاحب اور معزز ارکان صوبائی کونسل ۔ سبجیکٹ کمیٹی رپورٹ تو آپ کو سرکولیٹ ہو چکی ہے ۔ میں اس کے چیدہ چیدہ نکات مختصراً پیش کروں گا ۔ وقت کی کمی کی وجہ سے ضروری ہے کہ اسے بالکل مختصر طور پر پیش کیا جائے ۔

سب سے پہلا مسئلہ پرائمری سکولوں کی کمی کا ہے ۔ سبجیکٹ کمیٹی نے اس پر غور کیا اور سوچا کہ سکول کس طرح بڑھائے جائیں ۔ چنانچہ (پیسے بچانے کی بھی وجہ تھی) جماعت چہارم تک مخلوط تعلیم متعارف کرانے کی تجویز کی گئی ۔ اسی طرح یہ بھی سفارش کی گئی کہ پرائمری تعلیم پانچ کے بجائے چار جماعتوں تک ہو ۔ وفاقی حکومت کو یہ سفارش کی گئی ہے اور وہاں یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔ مزید برآں تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ زنانہ ٹیچرز کو متعین کیاجائے ان کو مدغم کیا جائے اسی طرح زنانہ ٹیچرز کو پرائمری سکولوں میں خاص

طور پر جو نئے کھلے ہیں انچارج بنایا جائے اسی طرح انہوں نے یہ بھی کہا کہ ڈسٹرکٹ کونسل کو با اختیار بنایا جائے کہ اگر کسی سکول کی لوکیشن غلط ہے تو وہ ڈی ای او کی سفارش پر ایک سکول کو دوسرے سکول میں مدغم کر دے ، ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کر دے یا کسی سکول کے لیے دوسری جگہ کا تعین کر دے ۔ اس پر محکمے نے ہدایات بھیجیں اور اس پر خاصا ایکشن ہو چکا ہے ، ماسوائے اس کے وفاقی حکومت کو پانچ کے بجائے چار جماعت تک پرائمری سکول کرنے کے لیے سفارشات بھیجی ہیں ۔

2 ۔ دوسری سفارش یہ ہے کہ پرائمری سکولوں کے بارے میں انسپیکشن رپورٹ اور زنانہ ڈی ای اوز کی تعیناتی اور تبادلے کے اختیارات یونین کونسلوں کو دیے جائیں ۔ اس پر ایکشن لیا گیا ہے ۔ لیکن اس کے کچھ اور پہلو ہیں جن کی وجہ سے ٹیچرز کی اس حیثیت کے متعلق ابھی تک تشویش تھی ۔ ابھی تک اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا ۔

3 ۔ تیسری سفارش یہ ہے کہ دیہاتی علاقوں میں تعلیم کو ووکیشنل بنایا جائے اس ضمن میں تمام مڈل سکولوں میں زرعی ، ٹیکنیکل ، الیکٹرک ، کارپنٹری اور ہوم اکنامکس کے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ 10 ھائی سکولوں کے ساتھ ورکشاپس بنائے گئے ہیں ۔

4 ۔ ایک سفارش تھی کہ ہوم اکنامکس اور سائنس کی کلاسیں تمام کالجوں میں متعارف کرائی جائیں اور پڑھائی جائیں ۔ یہ ہو چکا ہے اس پر عمل درآمد کر دیا گیا ہے ۔

5 ۔ زنانہ پولی ٹیکنیک اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بڑھائے جائیں اس ضمن میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ لاہور میں ایک پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین موجود ہے ۔ جہاں تک ان کو بڑھانے کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ اس میں کافی رقم کی ضرورت ہے اور دوسرے اس کے لیے تربیت یافتہ زنانہ سٹاف کی ضرورت ہے ۔ اس ضمن میں وفاقی حکومت سے کوشش ہو رہی ہے ۔ دو اور پولی ٹیکنیک اس صوبے میں بنا دئے جائیں گے ۔

6 ۔ ایک یہ بھی سفارش تھی کہ جو بچے سکول نہیں جاتے ان کے لیے ووکیشنل ٹریننگ کا انتظام کیا جائے ۔ اس سلسلے میں سکولوں میں سیکنڈ شفٹ کر کے ووکیشنل ٹریننگ دی جائے گی ۔ ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ لیکن اس پر کتنا ایکشن ہوا ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا اس لیے میں اس کی رپورٹ نہیں دے سکتا ۔

7 ۔ ایک سفارش اور بھی تھی کہ پرائمری سے یونیورسٹی تک اسلامی نظریہ کی طرف توجہ دی جائے ۔ اس ضمن میں پہلے بھی ہدایات موجود ہیں ۔ اور دوبارہ بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ میں نے ٹیکسٹ بک بورڈ کو بھی ھدایت کی ہے کہ وہ کتابوں کو اس نظریہ پر دوبارہ دیکھیں تاکہ جو کم عمر بچے ہیں ان کے ذہنوں پر یہ اثر انداز ہو سکے اس ضمن میں بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

8 ۔ دیہی علاقوں میں پرائمری اساتذہ زنانہ / مردانہ کو تنخواہ کا 30 فیصد دیہی الاؤنس / ویلیج الاؤنس دیا جائے ۔ جو شہروں میں ھاؤس رینٹ کے طور پر دیا جاتا ہے ۔ اس ضمن میں محکمہ مالیات سے مشورہ کیا گیا ہے ان کی اپنی مشکلات ہیں ۔ انھوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ اگر یہ کرتے تو دوسرے محکموں کے ملازمین کو بھی یہ الاؤنس دینا پڑتا ۔ بہرحال کوشش کریں گے کہ ان کو قائل کیا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے ۔

9 ۔ ایک اور سفارش ہے کہ معزز ارکان کو اپنے علاقے میں تعلیمی اداروں کا معائنہ کا پورا حق حاصل ہو ۔ اس سلسلے میں ڈائریکٹرز ، ڈی ای او کو ارکان سبجیکٹ کمیٹی کی فہرست برائے تعلیم جاری کر دی گئی ہیں ۔ اور خاص طور پر چیئرمین صاحبان کو ۔

10 ۔ ایک اور سفارش تھی کہ ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیوں میں ڈی ۔ ای ۔ او زنانہ / مردانہ کو ممبر مقرر کیا جائے ۔ اس ضمن میں 1978ء سے ان کو ممبر مقرر کیا جا چکا ہے اور اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے ۔

11 ۔ ایک اور سفارش تھی کہ خواندگی کی شرح میں اضافہ کیا جائے ۔ محکمہ تعلیم نے پرائمری اور مسجد سکول کھولے ہیں ۔ سابقہ سال 1980.81ء میں مسجد سکول 1135 ، پرائمری سکول 144 اور اس سال 1981_82ء میں پرائمری 150 اور مساجد سکول 926 کھولے جائیں گے ۔

12 ۔ ایک اور سفارش تھی کہ ہر ضلع میں پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ قائم ہونے چاہئیں ۔ اس سے ہم اتفاق کرتے ہیں ۔ لیکن فنڈز کی صورت حال مشکل ہے ۔ اس وقت 13 پولی ٹیکنیک کام کر رہے ہیں مزید دو پولی ٹیکنیک عورتوں کے لیے کھولے جا رہے ہیں ۔

13 ۔ ایک اور سفارش تھی کہ پرائمری تعلیم کو لازمی کر دیا جائے ۔ اور یہ کاغذی کارروائی نہ ہو بلکہ کسی قسم کا ایکشن ہو ۔ اس کے لیے ڈرافٹ قانون تیار کر دیا گیا ہے اس پر غور ہو رہا ہے اور عنقریب فیصلہ کر دیا جائے گا ۔

14 ۔ ایک اور سفارش تھی کہ دینیات کو اس طریقے سے ترتیب دیا جائے کہ عربی آسانی سے سیکھی جا سکے ۔ اس پر ہم نے ایکشن لیا ہے پہلی جماعت سے قرآن ناظرہ پڑھانا شروع کر دیا ہے ۔ دوسری جماعت میں عربی کے حروف سکھائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح تیسری اور چوتھی جماعت میں قرآنی قاعدہ کو پوری طرح پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے ۔

15 ۔ ایک اور مسئلہ جونئیر ٹیچرز کے سیلیکشن گریڈ کا ہے اس میں سیکنڈری سکول ٹیچرز کو 30 فیصد سیلیکشن گریڈ ملتا ہے ۔ جونیئر ٹیچرز کے جب نیشنل پے سکیل آئے تھے اس وقت یہ facility صرف سیکنڈری سکول ٹیچرز تک محدود رکھی گئی تھی بہرحال محکمہ کام کر رہا ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ تمام تفصیلات مہیا کرکے کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے ۔

16 ۔ ایک اور سفارش ان ڈور گیمز کی ہے ۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ میری ہر ضلع اور ہرڈویژن میں ڈائریکٹر سپورٹس سے بات ہوئی ہے کہ

جب بھی کوئی پلان بنائیں وہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ رابطہ قائم کریں ۔ کیونکہ اس میں لوکل گورنمنٹ اور کونسل کو کافی رول ادا کرنا پڑے گا ۔

17 ۔ اس کے علاوہ دو تین باتیں اور بھی ہیں وہ یہ کہ سبجیکٹ کمیٹی نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اس کے علاوہ ابھی بہت سے تعلیم کے کام کرنے ہیں ۔ یہ اتنا وسیع فیلڈ ہے کہ اس میں جتنا زیادہ کام کیا جائے اتنا ہی کم ہے ۔ عنقریب اگلے مہینے سے سیمنار وغیرہ ہوں گے ۔ ان پر debates ہوں گی discussion ہوں گی تاکہ سبجیکٹ کمیٹی اور محکمہ کو جو مسائل ہیں ان کی عکاسی صحیح معنوں میں ہوسکے اور کوئی جامع پروگرام بنایا جا سکے ۔ شکریہ ۔

اناؤنسر : معزز خواتین و حضرات ! اپنے محکمہ تعلیم کی جائزہ رپورٹ سنی اب وزیر خزانہ جناب محمد نواز شریف اپنے محکموں کی جائزہ رپورٹ پیش کریں گے ۔

جناب گورنر : اگر آپ اجازت دیں تو میرے خیال میں صبر کو زیادہ ٹیسٹ نہیں کرنا چاہیے ۔ اب ہم اگلی سٹیج پر جا سکتے ہیں ۔ وزرا نے جتنے مضامین پیش کئے ہیں ان پر ہم ایک گھنٹہ کے لیے بحث کر سکتے ہیں ۔ اور اس سلسلے میں ہم کافی وقت ڈھونڈ لیں گے ۔ باقی جو وزرا رہ جائیں گے کل یا پرسوں ان کو بھی ہم سن لیں گے ۔ کوشش یہ کیجئے کہ جو وزرا سامنے نہیں آئے ان سے آپ ابھی سوالات نہ پوچھیں ۔ ذرا صبر کیجئے ۔ لیکن اگر سوالات پوچھنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ لہذا ساڑھے بارہ بجے تا ڈیڑھ بجے سوالات و جوابات ہو سکتے ہیں ۔

اراکین کی جانب سے سوالات

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) : جناب والا ! سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سیشن میں آپ نے بتایا تھا کہ پرائمری میں جب 5 ہزار طالبعلم شامل ہوتے ہیں تو

چوتھی جماعت میں جا کر وہ 3 ہزار رہ جاتے ہیں ۔ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی عجیب حالت ہے ۔ میں اپنے شہر کی بات کرتا ہوں ۔ جناب والا ! جب اس ملک میں اسلام کا نام بھی لیا جا رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ پورے پنجاب میں کسی کالج میں اسلامیات میں ایم ۔ اے کی کلاس نہیں ہے ۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے پرنسپل صاحب اپنی عمارت دے رہے ہیں انہیں کوئی سٹاف اور رقم نہیں چاہیے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسی سال ستمبر سے فیصل آباد میں ایم ۔ اے کی اجازت دے دی جائے ۔ یہ ہم پر احسان ہوگا ۔

ایک اور بات عرض کرونگا کہ فیصل آباد شہر کے اندر ایک چک ہے نور پور ۔ اس میں ایک مڈل سکول ہے ۔ جس کے بہت سارے کمرہ جات ہیں ۔ کوئی عمارت نہیں چاہیے ۔ کوئی فرنیچر نہیں چاہیے ۔ صرف ہائی سکول کی دو کلاسوں کے اجرا کا حکم اسی سال دے دیجئے ۔ یہ فیصل آباد پر احسان ہوگا ۔

جناب والا ! فیصل آباد کی دیہی آبادیوں کے اندر سکولوں کی حالت اتنی بھیانک ہے کہ کسی کی چھت نہیں ہے ۔ کس کے اندر ہینڈ پمپ نہیں ہے ۔ حالیہ سیلاب کی وجہ سے فیصل آباد کے سکولوں کی حالت بہت ابتر ہو چکی ہے ۔ جناب گورنر ! میں محکمہ تعلیم سے درخواست کروں گا کہ وہ فیصلے کرتے وقت فیصل آباد کی شہری اور دیہی آبادی کے سکولوں اور کالجوں کا خیال کیا کریں ۔

آپ اپنے بورڈ کی رپورٹ کو پڑھیں اور محکمہ تعلیم بالخصوص سیکرٹری تعلیم صاحب توجہ فرمائیں کہ آپ کے جو طالب علم بی اے اور ایم اے کر رہے ہیں وہ کمشن کے امتحان میں جا کر یہ نہیں بتا سکتے کہ پاکستان کے پہلے صدر کون تھے ۔ وزیر اعظم کا نام کیا تھا ۔ وزیر جنگ کون تھے ۔ وہ پاکستان کا محل وقوع نہیں بتا سکتے ۔ اگر آپ نے ایسی تعلیم مہیا کرنی ہے تو ایسی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں ۔ سب سے پہلے اپنے طالبعلموں کو پرائمری میں اتنی تعلیم دیں کہ وہ اپنے پاکستان کے محل وقوع

اور پاکستان کی تاریخ سے بے خبر نہ رہیں بلکہ باخبر رہیں تاکہ آنے والے وقت میں وہ بہتر افسر اور بہتر سپاہی بن سکیں ۔

شیخ غلام حسین (ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی): جناب گورنر ! میں سب سے پہلے آج کی کارروائی کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو بنیادی باتیں ہیں ان پر فیصلہ ہونا چاہیے ۔ ہم لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو بیوروکریٹس ہیں یہ ہمارے لیے تجربہ کار افسر ہیں اور خاص کر انتظامی سیکٹر میں یہ ہماری راہنمائی کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی ہوئی ہیں ایک تو میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کی کمیٹی کے جتنے انتظامات تھے وہ اتنے بہتر نہ تھے ۔ میں اپنی کارپوریشن کے سلسلے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم جب اپنے ہاں میٹنگ کرتے ہیں تو وہ اس سے بہتر انتظامات ہوتے ہیں ۔ جناب والا ! اس میں جب میٹنگ کو التوا کرنا ہوتا ہے یا میٹنگ کو منسوخ کرنا ہوتا ہے جیسے گزشتہ ایک مرتبہ ضرورت پیش آئی تو ہمیں چند گھنٹوں میں ٹیلیگرافی طور پر اطلاع دی گئی کہ میٹنگ منسوخ کر دی گئی ہے ۔ لیکن اس میٹنگ کے متعلق اخبار کے ذریعہ اطلاع مل گئی تھی کہ شائد ایک دن کا اضافہ ہو گیا ہے ۔ کسی ممبر کو تحریری طور پر اطلاع نہیں ہوئی کہ 25 تاریخ میٹنگ میں شامل ہو گئی ہے ۔ لیکن جب میں آ رہا تھا تو ایک بینر لگا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ 22 اگست سے لے کر 25 اگست 1981ء تک میٹنگ ہوگی ۔ اس سے مجھے تصدیق ہو گئی ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس میٹنگ کے منعقد کرانے کے ذمہ دار حضرات کو بروقت تمام کونسل کو اطلاع دے دینی چاہیے تھی کہ 25 تاریخ کا دن میٹنگ میں شامل کر لیا گیا ہے ۔ جناب والا ! میرے ایک محترم دوست نے سوال اٹھایا تھا کہ کارروائی کی توضیح نہیں کی گئی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ریڑھا یونین ، تانگہ یونین حتیٰ کہ کوئی بھی ادارہ جو چند آدمیوں پر مشتمل ہوتا ہے جب وہ میٹنگ کرتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے

کہ جب وہ اگلی میٹنگ کرتے ہیں تو پچھلی کارروائی ان سے تصدیق کرائی جاتی ہے کہ اس کارروائی میں اندراج ٹھیک کئے گئے ہیں یا نہیں ۔ جیسا کہ ایک معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے کہ اس کا ایک حصہ غلط درج کیا گیا ہے ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہر ادارے میں یا چھوٹی چھوٹی کارپوریشنوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ اس کی پہلی میٹنگ کی کارروائی ہاؤس کے سامنے لائی جاتی ہے اور اراکین سے رائے لی جاتی ہے کہ اس کے مندرجات غلط تو نہیں ہوئے ۔ وہ بھی آج کی میٹنگ میں نہیں ہوا ۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بھی واضح احکامات ہونے چاہییں کہ جو بھی آئندہ میٹنگ ہو اس میں پچھلی کارروائی کے بارے میں ہاؤس سے رائے لی جائے ۔ کہ جو آپ نے فیصلے کئے تھے ۔ اور جن کو بعد میں شائع کرکے کتابچے کی شکل میں بھیجا گیا ہے اس پر کسی کو اعتراض تو نہیں ہے ۔ جیسا کہ ایک اعتراض ہوا ہے ۔ تو جناب کے نوٹس میں یہ لانا تھا ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آج جس طریقے سے وزرا حضرات کا یہاں رپورٹ پیش کرنے کا طریقہ رائج تھا میں اپنے طور پر یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے کچھ پتا نہ تھا کہ کونسے وزیر آ کر اپنی رپورٹ پیش کریں گے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رپورٹ ڈھونڈنے لگتا تو آدھی تقریر ختم ہو جاتی تھی اور مجھے ان کی رپورٹ ملتی تھی ۔ یہی حال تقریباً سب کا میں دیکھ رہا تھا ۔ اچھا ہوتا اگر کچھ پروگرام مل جاتا کہ فلاں وزیر صاحب اپنی رپورٹ پیش کریں گے ۔ تاکہ ہم اس سے مستفیض ہوتے ۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی رپورٹ میں نے وثوق سے نہیں سنی ۔ اور میرا آدھا وقت رپورٹ ڈھونڈنے میں گزر گیا ۔ بیس پچیس رپورٹیں ہیں اور اچانک کوئی وزیر صاحب آ کر رپورٹ پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس رپورٹ کو ڈھونڈنے میں وقت لگتا ہے ۔ تو یہ ذمہ داری اس انتظامیہ کی ہے جو آج کی میٹنگ کے انتظامات کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! وزیر بلدیات نے رپورٹ پیش کرتے وقت یہ کہا ہے ”کہ ناتجربہ کاری کی بنا پر یہ کام سونپا نہیں جا سکتا“۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ یہ مسائل 15 سال میں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرے ہمارے سرکاری افسران کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔ جس طریقہ سے ہم لوگ ان مسائل کا مقابلہ کر رہے ہیں وہ ہم بہتر جانتے ہیں ۔ یہ کہنا کہ یہ منتخب نمائندے ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے یہ اچھا نہیں لگتا کیونکہ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ عوامی نمائندوں کو عوام کے زیادہ سے زیادہ قریب کر کے انہی سے یہ کام کروائے جائیں ۔ یہ تاثر حکومت تک پہنچانا درست چیز ہے اس لیے ہمارے منتخب نمائندے جو وزرا کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جب وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین تھے تو انہیں اس بات کا تجربہ ہوتا ہے کہ کس طریقے پر لوگوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ تو یہ کہنا کہ یہ منتخب لوگ بہتر طور پر کام نہیں چلا سکتے فلاں بات کے اہل نہیں ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت سے انحراف ہے ۔ آپ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہونی چاہیے کیونکہ آپ کی منشا یہ ہے اور حکومت بھی یہی چاہتی ہے ۔

جناب گورنر : یہ کس نے کہا ؟

شیخ غلام حسین : جناب والا ! وزیر بلدیات نے اپنی رپورٹ میں یہ جملہ کہا ہے ۔

وزیر بلدیات : میں نے کہا ہے ؟

شیخ غلام حسین : جی ہاں ۔ جناب نے کہا تھا ۔

وزیر بلدیات : نہیں ۔ میں نے نہیں کہا ۔

شیخ غلام حسین : جناب والا ! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو مسائل پیدا ہوئے ہیں اگر ان کی آپ تحقیقات کریں تو ہم لوگ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ بے شمار مسائل ہم سے جو پہلے ایڈمنسٹریٹر حضرات تھے ان کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ۔ اگر آپ اس کی تحقیق کریں تو ہم سے پہلے جو ایڈمنسٹریٹر صاحبان تھے ان کی وجہ سے بے شمار مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔ اور جس طریقہ سے ہم لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں پھر ان کی

تکالیف یہاں ہاؤس میں پیش کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بنائیں کہ اگر کسی کو یہ شکایت ہو کہ فلاں آفیسر کام نہیں کرتا تو اس کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو طریقہ کار ہے کہ کچھ منسٹر صاحبان آج رپورٹیں پیش کریں اور بقایا کل پیش کریں تو یہ مناسب ہے کہ جس طرح سے ہم نے کمال حوصلہ سے یہ رپورٹیں سنی ہیں ورنہ یہ ہمارے پاس پڑی ہوئی تھیں۔ ہم ان کو دیکھ سکتے تھے۔ اب مناسب یہ ہوگا کہ تمام وزراء اور سیکرٹری صاحبان اپنا کام آج ختم کر لیں تاکہ کل ہر وزیر اپنے اپنے محکمہ کے لیے ایک وقت میں آئے اور متعلقہ سوالات کا جواب دے۔ اگر جناب والا ! ایک آدمی تعلیم اور دوسرا ٹرانسپورٹ کا سوال کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ترتیب قائم نہ ہو گی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ تمام وزراء اور سیکرٹری صاحبان کو ہم آج سن لیں۔ اور ان کی رپورٹوں پر سوالات تیار کر کے کل اس ایوان میں آئیں۔ اور پھر ان پر تنقید کریں۔ اس کی مخالفت، حمایت یا تعریف یا مخالفت کریں۔ تو جیسا کہ جناب نے گزشتہ اجلاس میں کیا تھا۔ اس وقت آپ نے سیکرٹری صاحبان کو کھڑا کیا تھا بالکل اسی طرح سے کل ہمارے وزراء صاحبان ہمارے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ ایک ایک وزیر آئے گا اور وہ اپنے محکمہ کے متعلق جوابات دے کر فارغ ہو جائے گا۔ اگر یہ تجویز قابل عمل ہو تو میں کہوں گا کہ اس پر عمل کریں۔

جناب گورنر : اگر آپ کی یہ رائے ہے تو باقی تمام وزراء بھی اپنی رپورٹیں پیش کر لیتے ہیں۔ آئیے اگلے منسٹر صاحب۔ اس کے بعد کن کی باری ہے۔

شیخ غلام حسین : سوالات کے لیے ہر ڈویژن کو ٹائم الاٹ کر دیا جائے۔ اور وزرا صاحبان ڈویژن وائز جوابات دیں تاکہ ہر ڈویژن کو برابر موقع مل سکے۔

جناب گورنر : اگر آپ چاہیں تو باقی جو منسٹر رہ گئے ہیں ان کو موقع دیتے ہیں ۔ آئیے وزیر خزانہ صاحب ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات

وزیر خزانہ (جناب محمد نواز شریف) : جناب گورنر صاحب و معزز خواتین و حضرات السلام علیکم ۔ میں یہاں آپ کی خدمت میں سبجیکٹ کمیٹی برائے محکمہ آبکاری و محصولات کی سفارشات پر عمل درآمد کی کیفیت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں :-

(1) دس نئے قصبات میں جائداد کی تشخیص کا کام مکمل کر لیا گیا ہے لیکن مقامی نمائندوں کے مطالبہ پر جائداد ٹیکس کی وصولی ایک سال کے لیے ملتوی کر دی گئی ہے ۔

(2) حد معافی کیپٹل گین ٹیکس دس ہزار سے بڑھا کر بیس ہزار کرنے کی سفارش پر غور ہوا تھا ۔ لیکن یہ فیصلہ کیا گیا کہ حد معافی دس ہزار ہی رہے ۔ کیونکہ بیشتر رجسٹریوں میں قیمت فروخت کم درج کی جاتی ہے ۔ 95 فیصد رجسٹریوں میں ایسا ہو رہا ہے اور جائداد کی فروخت پر منافع پر انکم ٹیکس بھی نہیں لگایا جاتا ۔

(3) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلقہ اہلکاروں کو موٹر گاڑیوں کی پڑتال کے لیے ضروری اختیارات تفویض کرنے کی سفارش منظور کر لی گئی ہے ۔

(4) زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے ٹریکٹروں کی پڑتال میں نرمی برتنے کے بارے میں فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔

(5) منہا ٹیکس کو ختم کرنے کی تجویز محکمہ خزانہ کو ارسال کی گئی تھی لیکن چونکہ ہم نے 1981-82ء کے بجٹ میں عوام کو بعض مراعات دی ہیں لہذا ان کے پیش نظر مزید مراعات دینے کی گنجائش نہیں تھی ۔ اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ اس ٹیکس کو فی الحال ختم نہ کیا جائے ۔

(6) شراب کی دوکانیں کھولنے کے بارے میں تفصیلی غور و خوض کے بعد یہ طے پایا کہ نئی دوکانیں کھولنا مفاد عامہ میں نہیں ۔

(7) جائداد ٹیکس کی تشخیص کے خلاف اپیل کرنے کی مدت میں ترمیم کے بارے میں فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ موجودہ مدت کو 60 دن سے بڑھا کر 120 دن کر دیا جائے ۔

(8) جائداد ٹیکس کی تشخیص کے خلاف اپیل یا نگرانی دائر کرنے کے لیے سٹینڈرڈ فارم کے نفاذ کی تجویز منظور کر لی گئی ہے ۔

(9) ٹیکس گزاروں کو اعتراض اپیل یا نگرانی کے احکام کی نقول بغیر ادائیگی فیس حصول کی تجویز محکمہ لوکل گورنمنٹ کو بھجوا دی ہے ۔ اصولی طور پر مجھے اس تجویز سے اتفاق ہے ۔

(10) جائداد ٹیکس کی یکمشت ادائیگی کے لیے چھوٹ ، ٹیکس کے پانچ فیصد کی بجائے دس فیصد کرنے کی سفارش پر محکمہ خزانہ نے مناسب غور و خوض کیا ۔ لیکن اس کی تائید نہیں کی کیونکہ علاوہ دیگر امور کے اس سے بالواسطہ میونسپل کمیٹیوں کو نقصان ہوتا ہے ۔

(11) جائداد ٹیکس کی تشخیص کرتے وقت ، سالانہ کرایہ میں سے مرمت کی چھوٹ دس فیصد سے بڑھا کر بیس فیصد کرنے کی تجویز پر محکمہ خزانہ نے تفصیلی غور و خوض کیا ۔ لیکن اس کی تائید نہیں کی ۔ دراصل اس تجویز پر عمل درآمد سے حکومت کو تقریباً دو کروڑ روپے کا خسارہ ہوگا ۔ جو بالواسطہ میونسپل کمیٹیوں کا نقصان ہے ۔

(12) آزمائشی طور پر تفریحی ٹیکس رجسٹروں کے اندراجات کے مطابق فیصل آباد میں وصول کرنے کی سفارش محکمہ لوکل گورنمنٹ کو بھجوا دی گئی ہے ۔

جناب والا ! میری اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے سبجیکٹ کمیٹی کی بیشتر سفارشات منظور کر لی ہیں تو مجھے امید ہے

کہ سبجیکٹ کمیٹی کی مزید سفارشات پر بھی ہم غور کریں گے ۔ اگر کسی صاحب کو کوئی اعتراض ہو یا کوئی سوال ہو تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔

اناؤنسر : وزیر خزانہ و ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سبجیکٹ کمیٹی برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ پیش کر رہے تھے ۔ اس کے بعد میں سیکرٹری صحت جناب خواجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے محکمہ کی جائزہ رپورٹ پیش کریں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے صحت

سیکرٹری صحت (بریگیڈیر اسحاق انور خواجہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین و معزز اراکین ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ ، اس اعلیٰ کونسل کے گزشتہ اجلاس میں فاضل ممبران نے محکمہ صحت کے متعلق چند اہم مسائل کی نشان دہی فرمائی تھی جس پر محکمہ صحت نے غور کیا ان کا لب لباب یہ تھا ۔ ہسپتالوں میں ادویات کی چوری کی روک تھام کی جائے ۔ عطائی ڈاکٹر جو کہ قوم کی صحت سے کھیل رہے ہیں ان کا سدباب کیا جائے ۔ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لیے پسماندہ علاقے کے طلبا کے لیے نشستیں مقرر کی جائیں ۔ مختلف علاقوں میں جہاں ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں ۔ وہاں پر ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر متعین کریں ۔ ہسپتالوں میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز اور میڈیکل کالجوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ان پر بیرون ملک جانے پر پابندی عائد کی جائے ۔ اس بارے میں محکمہ صحت نے جو اقدامات کیے ہیں ۔ وہ مختصراً عرض کرتا ہوں ۔

ڈائرکٹر صحت محکمہ پنجاب نے اس مقصد کے لئے Village Inspec-tion teams تعینات کی ہیں ہر جگہ پر یہ کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں اور ڈی ۔ ایچ ۔ او ان کے ممبر ہیں ۔ ان کمیٹیوں میں کونسلر حضرات بھی شامل ہیں ۔ ان کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اور تحصیل لیول پر ہسپتالوں کا معائنہ کریں تاکہ ان بےاعتدالیوں

میں کمی ہو جائے ۔ اس کے علاوہ فاضل ممبران برائے سبجیکٹ کمیٹی صحت کو ہسپتالوں کے معائنہ کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں ۔ امید ہے کہ اس سے ہسپتالوں میں ادویات کی چوری کی روک تھام ہو جائے گی ۔ عطائی ڈاکٹروں کے سد باب کے لیے وفاقی حکومت کو سفارشات بھیج دی گئی ہیں تاکہ وہ ایک قانون مرتب کرے جس کے تحت عطائی ڈاکٹروں کی پریکٹس کو ممنوع قرار دے اور ان کو خلاف قانون قرار دیا جائے ۔ ان میں ماسوائے تین سفارشات کے باقی تمام پر عمل ہو رہا ہے بقایا تین جو طب سے متعلق ہیں ۔ ان پر جزوی طور عمل ہوا ہے ان کے پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ طبی سائنس کے بنیادی مسائل سے متعلق ہیں اور ان پر اخراجات کا تخمینہ کروڑوں روپے میں ہے ۔ اس لیے اس پر تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے ۔ اس ضمن میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ماہر طب کی نگرانی میں محکمہ صحت کے اندر ایک خصوصی شعبہ قائم کر دیا گیا ہے جس کا سیکشن آفیسر خود حکیم ہے ۔ سبجیکٹ کمیٹی کی چند اہم سفارشات میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو آپ کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں گی ۔

تعلیم صحت کو مشتہر اور عام کرنے کے لیے حکومت کے ذرائع ابلاغ سے تفصیلی مدد لی جائے اور اس ضمن میں جو پوسٹر محکمہ صحت نے چھپوائے ہیں ان کو سکولوں ، یونین کونسلوں اور یونین کمیٹیوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ ان کی پبلسٹی ہو جائے ۔ ڈاکٹروں کی دیہی علاقوں میں کمی کو پورا کرنے کے لیے یہ قانون بنا دیا جائے کہ ہر ڈاکٹر دیہات میں کم از کم دو سال ملازمت کرے گا ۔ ہسپتال میں خوراک کے ناجائز استعمال کی روک تھام کی جائے ۔ طبی اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور ایسے ادارے جو بیرونی ممالک کی امداد سے چلتے ہیں ان پر کنٹرول کیا جائے (جیسے مشنری انسٹیٹیوٹ ہیں) ۔

سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو ہسپتالوں اور دیگر اداروں کے معائنے کی اجازت دی جائے ۔ لوکل کونسل کے ممبران اور سوشل ورکرز کو محکمہ

صحت کی ایڈوائزری کمیٹیوں میں نمائندگی دی جائے۔ یونانی طریقہ علاج کے فروغ کے لیے جامع منصوبہ بنایا جائے۔ محکمہ صحت نے جناب گورنر پنجاب کی منظوری کے بعد ان ہدایات پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور ان پر عمل ہو رہا ہے۔ جناب والا! ہسپتالوں میں خوراک کے ناجائز استعمال کو روکنے کے لیے جنرل وارڈوں میں خوراک کی معمولی قیمت وصول کرنا شروع کر دی ہے اور جن مریضوں کے لواحقین کی آمدنی مبلغ چار سو روپے ماہانہ سے کم ہے ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹروں کی دیہی علاقوں میں کمی کو بہت جلد پورا کر دیا جائے گا کیونکہ مستقبل قریب میں زیادہ تعداد میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر مہیا ہو سکیں گے۔ شکریہ۔

اناؤنسر : اب میں سیکرٹری اطلاعات جناب جاوید احمد قریشی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے محکمے کی رپورٹ پیش کریں۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے سیاحت و ثقافت

سیکرٹری اطلاعات (جناب جاوید احمد قریشی) : صدر محترم پچھلے اجلاس میں سبجیکٹ کمیٹی برائے سیاحت، اطلاعت اور ثقافت نے کل پانچ سفارشات پیش کی تھیں ان پانچوں پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ پہلی سفارش یہ تھی کہ سیاحت کا شعبہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتا ہے لہذا اس کی مرکزی حیثیت کو ختم کروا کر صوبے کو زیادہ سے زیادہ اختیار دیا جائے۔ ایسا کرنا تو صوبائی حکومت کے اختیار سے باہر ہے۔ سیاحت کا شعبہ مرکزی حکومت کے پاس ہے۔ اس کے لیے ہم نے یہ کوشش کی کہ صوبائی حکومت کو مرکزی حکومت میں زیادہ سے زیادہ عمل دخل ہو جائے۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی کوشش کی کہ اپنے صوبے کے ان مقامات کی نشان دہی کر دی جائے جن کو ہم نے ترقی دینی ہے۔ دو علاقوں پر تو ہم نے کام بھی کیا ہے۔ چھانگا مانگا اور ہرن مینار پر۔ اس کے علاوہ ہم نے ڈپٹی کمشنروں سے سفارشات طلب کی ہیں اور ان کی طرف

سے سفارشات مرتب ہو کر آ چکی ہیں ۔ ان کا ایک تفصیلی جائزہ لینے کے بعد باقاعدہ عمل درآمد کیا جائے گا ۔

دوسری سفارش میں یہ ارشاد کہا گیا تھا کہ ثقافت کو محض صوبائی حد تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کو نیچے کی سطح پر بھی رکھا جائے۔ اس کے لیے میری گزارش یہ ہے کہ گذشتہ سال 81-1980ء کے دوران اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا نہ سب ڈویژن سے نیچے کی سطح تک بھی جو چھوٹے قصبات ہیں وہاں اس قسم کی سرگرمی شروع کی جائے ۔ پچھلے سال ہم نے باقاعدہ ایک مربوط پروگرام پر عمل کیا تھا جس کی مجموعی لاگت دس لاکھ روپے تھی - پچھلے سال کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سال اس پروگرام کو مزید وسعت دینے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے لیے 12 لاکھ روپے کی رقم پس انداز کی گئی ہے - اور خیال یہ ہے کہ زیادہ قصبات اور دیہاتوں کو اس زمرے میں شامل کیا جائے گا ۔

تیسری سفارش یہ تھی کہ کمیٹی کی سوچ کا دائرہ کار وسیع کیا جائے ۔ اس میں کچھ آرٹسٹوں اور دانشوروں کو نمائندگی دی جائے ۔ اس پر عمل درآمد ہو چکا ہے اور اس کمیٹی کا دائرہ کار بھی وسیع تر کر دیا گیا ہے ۔ اس میں کچھ ایسے خواتین و حضرات کو مدعو کیا گیا ہے جن کا تعلق سپورٹس ، سیاحت یا ثقافت سے ہے ۔ اس کی تفصیلات پیش کی جا سکتی ہیں ۔

چوتھی سفارش یہ تھی کہ کوشش کی جائے تا کہ اس قسم کے مزید سنٹر ترقی کر سکیں اور باہر سے سیاح آ سکیں ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس پر بھی عمل ہو چکا ہے اور اس کی تفصیلات ہم نے منگوائی ہیں اور اس پروگرام پر سلسلہ وار عمل ہو رہا ہے ۔

ایک اہم سفارش جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جہاں جہاں ہمارے اہم مشاہیر گزرے ہیں یا ان کا اس علاقے سے کسی شکل میں کوئی تعلق

رہا ہے ان پر تختیاں آویزاں کی جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے۔ یہ بھی خاصا بڑا کام ہے۔ اس کے لیے ہم نے ڈپٹی کمشنروں سے مدد طلب کی تھی۔ ان کی طرف سے جوابات آچکے ہیں۔ پھر یہ بھی ایک مربوط طریقہ سے اپنے انجام کو پہنچے گا۔

جناب گورنر: آئیے اب سوال جواب کر لیں۔

اراکین کی جانب سے سوالات

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیرمین ضلع کونسل سرگودھا): جناب والا! جس وقت سے چیرمین اور وائس چیرمین کا انتخاب ہوا ہے اس وقت سے اب تک کوئی کام نہیں ہوا۔ ہر آئے دن ایک ترقیاتی پروگرام بنتا ہے دوسرے دن ایک ممبر کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے وہ پروگرام تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں 17 ممبر ایک گروپ میں اور 17 ممبر دوسرے گروپ میں شامل ہیں۔ جناب والا! ہمارے 17 ممبران کے گروپ کی ایک بھی سکیم باقی نہیں رہنے دی گئی صرف اپنے ہی سترہ ممبران کو تمام سکیمیں دے دی گئی ہیں۔

جناب والا! نے سرگودھا کے مقام پر جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے وعدہ فرمایا تھا کہ ملت گرلز سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے گا لیکن آج تک ہمیں آرڈر نہیں ملے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ملت گرلز سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے۔

تیسری گزارش جناب والا! میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جتنے بھی وزراء صاحبان اور سیکرٹری صاحبان آئے ہیں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ممبران ضلع کونسل کو تعلیم، صحت اور دوسرے محکموں میں انسپکشن کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ نہ تو ہر ضلع کا ممبر ہر کمیٹی میں شامل ہے اور نہ ہی ہر جگہ جا کر انسپکشن کر سکتا ہے۔ اگر ممبر صحت کمیٹی میں شامل ہے تو دوسرا ایجوکیشن کمیٹی میں شامل ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ تمام ممبران صوبائی کونسل کو ہر ضلع میں انسپکشن کے اختیارات دیے جائیں۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔

چوہدری اختر علی (چیئرمین - ضلع کونسل - سیالکوٹ) : جناب والا ! ان کی تجویز معقول ہے کیونکہ کسی ضلع کا کونسلر تعمیرات کی سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر ہے اور وہ صحت کی سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر نہیں ہے اور اگر کوئی کونسلر صحت کی سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر ہے اور تعمیرات کی سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر نہیں ہے تو اس طرح سے وہ کسی دوسرے ضلع میں جا کر ریکمینڈیشنز نہیں کر سکے گا اس لیے ان کی تجویز مان لی جائے۔

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین - ضلع کونسل - سرگودھا) : جناب والا ! مرکز لیول پر قانون گو حلقہ جات بنائے جائیں کیونکہ مرکز لیول پر اگر وہ حلقہ جات ہوں گے تو اس مرکز کے تمام پٹواری ایک ہی مرکز پر اکٹھے ہوں گے اب یہ حالت ہے کہ ایک مرکز کے دو قانون گو ہیں اور اس نے کئی مختلف پٹواری بانٹے ہوئے ہیں اگر وہ قانون گو حلقہ جات مرکز لیول پر بنا دیئے جائیں تو محکمہ مال میں بہت آسانی ہو گی۔

وزیر بلدیات : میں ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ آپ نے مختلف محکموں کے سوالات لکھ کر بھیجے ہوئے ہیں - پہلے آپ ان سوالات پر توجہ فرمائیں - اس طرح وہ irrelevant ہو جاتا ہے کہ اس طرف سے بھی ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تعلیم کے متعلق سوال کر دیا اور پھر اس طرف سے ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی سوال کر دیا - آپ پہلے اس محکمہ کے سوالات کے جوابات ہمیں دے دینے دیں جو آپ نے تحریری طور پر ہمیں بھیجے ہوئے ہیں اور آپ ان پر ضمنی سوالات کریں ورنہ یہ vague ہو جائے گا کہ کبھی کوئی سوال اور کبھی کوئی سوال - یہ طریقہ کار ٹھیک نہیں ہے - تو پہلے گورنر صاحب فیصلہ فرما دیں کہ کون سے محکمہ کے سوالات زیر بحث آئے ہیں۔

جناب گورنر : میں عرض کرتا ہوں کہ آج جنرل سوالات ہیں جس پر آپ چاہیں پوچھ لیجیئے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وہ سوالات و جوابات کل ہوں گے اور بالترتیب ہوں گے ۔

جناب جاوید اقبال والا (چیئرمین میونسپل کمیٹی چاول منگر) : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ چونکہ وزیر بلدیات نے ہم سے پہلے تقریر فرمائی ہے اس لیے بلدیات پر ہی سوالات ہونے چاہیں ۔

جناب گورنر : جی نہیں ۔ اس پر میں نے رولنگ دے دی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے سوالات و جوابات کے لیے جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں بہت وقت ہے اور کل کے لیے آپ کو دیا ہوا ہے جس طرح آپ چاہیں آپ آ جائیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

چوہدری انور علی چیمہ : جناب والا ! پروگرام کے مطابق یہ عام بحث کا وقت ہے یہ سوالات و جوابات کا وقت نہیں ہے ۔

جناب گورنر : جی ہاں ۔

چوہدری انور علی چیمہ : تو جناب والا ! اس وقت عام بحث ہونی چاہیئے ۔

جناب گورنر : جی ہاں ۔ آپ عام بحث پر آئیے ۔

چوہدری انور علی چیمہ : تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ Annual Development Programme میں new roads list-new link roads میں نہیں رکھی گئی ہیں اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ new roads list پر ہونی چاہئیں ۔

جناب والا ! دوسری گزارش یہ ہے کہ مرکز کمیٹی کے پاس کافی فنڈز ہیں لیکن جناب والا ! ان کے اختیارات لنک روڈز کے بنانے کے نہیں ہیں اور حکومت سے سیکشن 21 کے تحت اجازت لینی پڑتی ہے ۔ اگر مرکز

کمیٹیوں کو اجازت دے دی جائے تو وہ اپنے علاقے میں notified area میں لنک روڈ بنانا چاہیں تو بنا سکتے ہیں ۔

دوسرے جناب والا ! پہلے گورنر صاحب کی اجازت سے محکمہ انہار میں کمیٹیاں بنتی تھیں وہ کمیٹیاں پانی کی تقسیم میں ایس ۔ ای ۔ انہار کے ساتھ بیٹھتی تھیں اور کام کرتی تھیں اور باقی مسائل کو بھی حل کرتی تھیں ۔ اب جناب والا ! یہ کمیٹیاں بند کر دی گئی ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ ان کمیٹیوں کو دوبارہ بحال کر دیا جائے ۔

مسٹر خاقان بابر : پوائنٹ آف آڈر ۔ جناب والا ! لاء اینڈ آرڈر کی کمیٹی کی رپورٹ نہیں پڑھی گئی تو یہ کیسے مناسب ہوگا کہ سوالات پہلے ہو جائیں اور رپورٹیں پیچھے رہ جائیں ۔

جناب گورنر : (اناؤنسر سے) Why that has not been announced ? تو کیا آپ اس کو announce نہیں کر رہے ہیں ۔ کیا یہ آپ کی لسٹ میں نہیں ہے ۔

ہوم سیکرٹری : جی ہے ۔

جناب گورنر : تو آپ اس کو announce کریں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے نظم و نسق

اناؤنسر : جناب گورنر کی ہدایت کے مطابق جناب سیکرٹری ہوم لاء اینڈ آرڈر کی جائزہ رپورٹ پیش کر رہے ہیں ۔

سیکرٹری ہوم (جناب محمد حیات اللہ خان سنبل) **:** جناب صدر ۔ اس معزز ایوان کے پچھلے اجلاس میں اس چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بھی ایک سبجیکٹ کمیٹی تشکیل دی جائے چنانچہ یہ مطالبہ تسلیم کیا گیا اور ایک سبجیکٹ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا پہلا اجلاس بھی ہوا اور پہلے اجلاس میں انھوں نے متعدد سفارشات مرتب کیں جن کا جائزہ لیا گیا اور ان میں بیشتر سفارشات کو نہایت با مقصد اور مفید پایا گیا ۔ میں اب ان تمام سفارشات کا مختصراً ذکر کروں گا ۔

محکمہ جیل خانہ جات کے متعلق پہلی سفارش یہ ہے کہ راولپنڈی میں کوئی سنٹرل جیل نہ ہونے کے باعث اس ڈویژن سے تعلق رکھنے والے موت اور طویل قید کی سزا پانے والے قیدیوں کو راولپنڈی سے دور دوسری جگہوں پر رکھا جاتا ہے جس سے ان کے اعزا و اقارب کو ان سے ملاقات کرنے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کافی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں ۔ اس صورت حال کے ازالے کے لیے ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی کو سنٹرل جیل میں تبدیل کر دیا جائے ۔ حکومت اس تجویز کو پہلے ہی منظور کر چکی ہے اور راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل کو سنٹرل جیل میں تبدیل کرنے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔

2 ۔ دوسری سفارش یہ ہے کہ قیدیوں کے لیے راشن کی شرح پر نظر ثانی کی جائے تا کہ انہیں کچھ زیادہ غذائیت میسر آ سکے ۔ صورت حال یہ ہے کہ راشن کا موجودہ سکیل محکمہ صحت کے ماہرین کے مشورے سے مقرر کیا گیا ہے ۔ اس سے روزانہ 2900 حرارے حاصل ہوتے ہیں جو ایک آدمی کی غذائی ضروریات کے لیے کافی سمجھے جاتے ہیں ۔ یہ سکیل پاکستان پرزن رولز 1978ء میں جیل ریفارمز کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں مقرر کیا گیا تھا ۔ یہ سفارش dietetics and physiology کے مشورہ سے مقرر کی گئی تھی ۔

3 ۔ قیدیوں اور حوالاتیوں کو رہائش کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کئے جانے سے متعلق سفارش کی گئی اس سے متعلق صورت حال یہ ہے کہ قیدیوں اور حوالاتیوں کی موجودہ رہائشی سہولیات فی الحقیقت ناکافی ہیں ۔ حکومت کو اس چیز کا احساس ہے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سہولتوں کو بڑھانے اور بہتر کرنے کا کام زیر عمل ہے اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 20,050 قیدی ہیں اور رہائش کی سہولتیں 17,422 قیدیوں کے لیے ہیں اسی طریقہ سے موت کی سزا پانے والے قیدیوں کی رہائش کے لیے 396 موت کے سیل ہیں جب کہ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 1250

condemned قیدی موجود ہیں اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اندر 63 لاکھ 97 ہزار روپیہ اس شق میں مختص کیا گیا ہے یہ ایک باقاعدہ سالانہ پروگرام ہے اور بہرحال اس مد میں رقم فراہم کی جاتی ہے۔

4۔ جیل کے عملہ کے لیے مناسب وردیاں اور رہائش مہیا کیے جانے کی سفارش کے متعلق صورت حال یہ ہے کہ اس وقت جیل کے وارڈن کو سالانہ ایک جوڑا کپڑوں کا دیا جاتا ہے۔ حکومت اس چیز کا جائزہ لے رہی ہے کہ اس سکیل کو بڑھا دیا جائے اور ہر وارڈن کو سال میں دو پتلون اور دو قمیضیں دی جائیں۔ جہاں تک رہائشی سہولیات کا تعلق ہے اس کے لیے مرحلہ وار پروگرام کے تحت فنڈز مہیا کیے جا رہے ہیں۔ اور مالی سال 1980-81ء میں 33 لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے۔ 1981-82ء میں 44 لاکھ 60 ہزار کی رقم اس مد میں فراہم کی جا رہی ہے۔

5۔ جیلوں میں تعلیم بالغاں کے پروگرام کو شروع کرنے اور قیدیوں کو پڑھنے کے لیے اخبارات اور رسائل مہیا کرنے کے انتظامات کیے جانے کی سفارش کے متعلق یہ ہے کہ اس وقت پنجاب کی تمام جیلوں میں تعلیم بالغاں کا پروگرام چل رہا ہے کیونکہ بالغ اور نابالغ میں کوئی تخصیص نہیں کی جاتی بالخصوص زیادہ تر قیدی بالغ ہوتے ہیں۔ جو نابالغ ہوتے ہیں ان کو Juvenile جیل میں رکھا جاتا ہے۔ اس صورت میں تمام بالغ قیدیوں کے لیے تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ اخبارات اور رسائل مہیا کرنے کی تجویز کو حکومت نے منظور کر لیا ہے اور اس پر عمل درآمد شروع کیا جا رہا ہے۔

6۔ سبجیکٹ کمیٹی برائے نظم و نسق کے ممبران کو جیل کے معائنہ کنندگان کے طور پر نامزد کیے جانے سے متعلق صورت حال یہ ہے کہ یہ سفارش حکومت نے منظور کر لی ہے۔ سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو اپنے اپنے ضلع کی جیلوں کے لیے غیر سرکاری معائنہ کنندگان کے طور پر مقرر کرنے کے بارے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

متعلقہ وزراء کی جانب سے سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات

123 پر عملدرآمد کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

وہ انہیں محکمہ پولیس کے متعلق سفارشات ایوان میں پیش کریں گے۔

1 - پولیس کی سپیشل برانچ کو مکمل طور پر انتظامی پولیس سے الگ کیا جائے اور اسے براہ راست حکومت کے ماتحت کر دیا جائے تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنے فرائض کی بجا آوری کر سکے۔ یہ تجویز مٹھا پولیس کمیشن کی سفارشات میں موجود ہے اور اس پر عمل درآمد کے لیے مرکزی حکومت کے ساتھ خط و کتابت ہو رہی ہے۔

2 - شعبہ پیروی کاری مقدمات کو بھی انتظامی پولیس سے الگ کر کے براہ راست حکومت کی تحویل میں دے دیا جائے۔ یہ سفارش بھی مٹھا پولیس کمیشن کی منظور شدہ سفارشات کا حصہ ہے اور اس کے نفاذ کے لیے بھی حکومت پوری طرح سرگرم عمل ہے۔

3 - نظامت انسداد رشوت ستانی کے زیر تحویل عملہ پولیس بھی براہ راست حکومت کی نگرانی میں دے دیا جائے۔ اس سفارش پر جزوی طور پر عمل ہو رہا ہے۔ چونکہ اس شعبہ کا تعلق جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ سے ہے جن کی زیر نگرانی یہ محکمہ کام کرتا ہے اور اس محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے حکومت نے پہلے ہی ایک کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے جو کہ حکومت پنجاب کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی نگرانی میں ان امور کا جائزہ لے رہی ہے۔

4 - تھانوں میں پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے۔ اس سفارش پر عمل درآمد کے لیے فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔ بالخصوص ان علاقوں میں جہاں پولیس کی کمی زیادہ شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ وہاں پولیس کی اضافی نفری فراہم کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں بالخصوص ملتان اور بہاول پور ڈویژن کو پولیس فورس فراہم کرنے کے لیے فیصلہ کیا گیا ہے۔

5 - امن و امان برقرار رکھنے کے لئے بجٹ میں مختص شدہ رقوم کو ترقیاتی خرچ تصور کیا جائے۔ یہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ expen-diture میں جو امتیاز ہے یہ محض accounting convention ہے اور

اس کی افادیت محض اکنامک تجزیہ تک محدود ہے اس تبدیلی کو رائج کر دینے کی صورت میں بھی محکمہ پولیس کو مختص کی جانے والی رقوم کے حصول میں کوئی اثر نہیں پڑے گا اور پولیس کی ضرورت بہر حال نان ڈویلپمنٹ سائڈ میں بھی پوری کی جا رہی ہے ۔ بعض سکیمیں پولیس کی فلاح و بہبود ۔ ٹریننگ پولیس کے ساز و سامان اور اسلحہ سے لیس کرنے کے لیے ضروری نوعیت کی بھی ہوتی ہیں جو ڈویلپمنٹ پروگرام کا حصہ بنتی ہیں اور اس صورت میں انہیں ڈویلپمنٹ پروگرام سے بھی حصہ ملتا ہے ۔

6 ۔ دیہی علاقوں میں پولیس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نوجوان رضاکاروں کی ایک شب گشت فورس قائم کی جائے اور انہیں آتشیں اسلحہ مہیا کیا جائے جو تھانوں کے مال خانوں میں خاص طور پر منتخب کردہ فوج کے ریٹائرڈ جونئیر کمشنڈ افسران کی تحویل میں رکھا جائے ۔ اس تجویز کے جملہ مضمرات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ حکومت چوکیداری نظام کو از سر نو رائج کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے ۔

7 ۔ شاہرات / ریلوے لائن پر گشت کے لیے خصوصی فورس تیار کی جائے ۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے اور اس ضمن میں صوبائی حکومت کی تجاویز وفاقی حکومت کو بھیجی جا چکی ہیں ۔

8 ۔ ملازمت سے موقوف سے قبل تحقیقات کے لیے طریق کار وضع کرنے کی غرض سے قواعد پولیس مجریہ 1975 پر نظر ثانی کی جائے ! موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جہاں تک گریڈ 16 کے یا اس سے اوپر کے پولیس افسران کا تعلق ہے ان پر

Punjab Police Service (Efficiency and Discipline) Rules, 1975 کا اطلاق ہوتا ہے ۔ ان کے معاملات ان قواعد کی روشنی میں دیکھے جاتے ہیں اور فیصلے کیے جاتے ہیں ۔ ان قواعد میں زیادہ سے زیادہ سزا dismissal from service موجود ہے اس لیے انکوائری کی پروویژن بھی رکھی گئی

ہے ۔ جہاں تک گریڈ 15 یا اس کے نیچے کے پولیس افسران کا تعلق ہے ان کے لیے ان کے اپنے قواعد ہیں جن کو پنجاب پولیس رولز 1970 کہا جاتا ہے ۔ اس میں خاص طور پر یہ پرویژن رکھی گئی ہے کہ جہاں پر بھی disobedience of order کا معاملہ ہو یا پولیس کی طرف سے کوئی سٹرائک کی صورت حال پیدا ہو اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے سمری پروسیجر رکھا گیا ہے جس میں یہ انکوائری والے step کو نکال دیا گیا ہے تاکہ ڈسپلن فورس کے تحت اس قسم کی پرویژن ان کے قواعد میں رکھی جا سکے۔

9 ۔ تخریب کاری کے مقدمات کی تحقیقات ان افسروں کو سونپی جائے جنہیں خاص طور پر اس کام کی تربیت دی گئی ہو۔ اس تجویز پر پہلے سے ہی عمل ہو رہا ہے تاہم تخریب کاری کے مقدمات کی تحقیقات کرنے والے پولیس افسروں کو خصوصی تربیت دینے کے مزید اور خاص انتظامات کئے جائیں گے ۔

10 ۔ پولیس ٹریننگ سنٹر سہالہ کے مناہیج درسیات (کری کلم) کو جرم و سزا کے اسلامی تصور سے ہم آہنگ کرنے کے لیے (1) شہرت یافتہ ریٹائرڈ پولیس افسران (2) ریٹائرڈ فوجی افسران (3) ممتاز وکلا اور علما پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔ اس تجویز پر فیصلہ پہلے سے ہی ہو چکا ہے اور اسے مناسب وقت پر عملی جامہ پہنایا جائے گا ۔ فی الوقت ایک سٹینڈنگ کمیٹی محکمہ پولیس کے اندر موجود ہے جو کہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس کی زیر نگرانی کام کرتی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً کری کلم کا جائزہ لیتی رہتی ہے اور ملکی ضروریات کے مطابق ان کو مناسب خطوط پر مرتب کرتی ہے اور اس میں ترمیم کرتی رہتی ہے یہ ایک مسلسل عمل ہے ۔

11 ۔ تحقیقات میں اعانت کی غرض سے عوام کے منتخب نمائندوں کو شریک کرنے کے متعلق تجویز پر عمل ہو رہا ہے ۔

12 ۔ مقدمہ درج کرنے کے لیے ایک منتخب کونسلر کی طرف سے کسی وقوعہ کی تصدیق کو کافی سمجھا جائے ۔ اس تجویز پر پوری طرح

غور کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں قانون کی موجودہ دفعات کو کافی خیال کیا جاتا ہے ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کوئی بھی شہری جس کے خلاف کوئی جرم سرزد کیا گیا ہو یا جو کسی جرم کا چشم دید ہو وہ آ کر پولیس میں رپورٹ درج کرا سکتا ہے ۔ اور اس بارے میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا ۔ کسی کے لیے کوئی خاص تخصیص نہیں کی جاتی ۔ تمام شہریوں کے حقوق اس معاملے میں برابر ہیں ۔

13 ۔ ڈسٹرکٹ وجیلینس کمیٹی کے نامزد غیر سرکاری ممبران کو ہٹا کر ان کی جگہ منتخب شدہ کونسلرز کو مقرر کیا جائے : یہ سارا نظام ہی حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ اگرچہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا براہ راست اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ۔ لیکن معلومات کے مطابق یہ سفارش منظور ہو چکی ہے اور نامزد سرکاری ممبروں کی جگہ منتخب شدہ ممبروں کو مقرر کیا جائے گا سوائے چند ایک گورنمنٹ سرونٹس کے ۔

جناب گورنر : اب آپ کے صرف پانچ دس منٹ رہ گئے ہیں ۔ میں ایک عرض کر لوں ۔ پروگرام میں تھوڑی سی ترمیم کر لیتے ہیں ۔ آپ ڈیڑھ بجے سے اڑھائی بجے تک وقفہ نماز و طعام کر لیں ۔ اس کے بعد اڑھائی بجے سے لے کر سوا چار بجے تک general debate on implementation reports ہو گی ۔ اس کے بعد چیئرمین پی اینڈ ڈی اپنا ریویو دیں گے ۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ سوا چار بجے سے لے کر سوا پانچ بجے تک اپنا ریویو دیں ۔ اے ڈی پی پر عام بحث سوا پانچ بجے سے سوا چھ بجے تک ہو گی ۔ گورنرز ریسیپشن میرے خیال میں ساڑھے چھ سے ساڑھے سات بجے تک کر لیں ، یا جو وقت لگ جائے پھر "الحمرا" کا پروگرام رات آٹھ بجے سے نو بجے تک ہو گا ۔ جو صاحبان آنا چاہیں تشریف لائیں ۔ کیا آپ اس میں کوئی ترمیم چاہیں گے ؟

ایک فاضل ممبر : جنرل ڈسکشن کل کریں ۔

جناب گورنر : بالکل نہیں آپ ابھی سے تھک گئے ! رات دس بجے تک چلیں گے ۔ اس کو ایڈجسٹ کرنا ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

ایک فاضل ممبر : آج گورنر صاحب سے ملاقات ہو گی ؟

جناب گورنر : پہلے آپ ماڈری سیکرٹری یا کسی کو اپنی ڈیمانڈز دے دیں ۔ وہ ایڈجسٹ کر کے آپ کو ٹائم بتا دیں گے ۔ شکریہ

اناؤنسر : نماز کے لیے اسمبلی ہال سے باہر وضو اور جماعت کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ شکریہ ۔

(وقفہ برائے نماز و طعام 30-1 پر کیا گیا)

(اڑھائی بجے بعد دوپہر جناب گورنر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین کی جانب سے سوالات

میاں مجید اکبر فاروقی (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ گجرات) : جناب والا ! ''مقامی قیادت'' ایک رسالہ ہے ، ''بلدیاتی نظام اور دیہی علاقوں کا ترجمان'' ۔ اس میں ''حرف آغاز'' کے آخر میں سعدیؒ کا ایک شعر ہے :

در آب دیدہ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم
کہ در محیط نہ ہر کس شناوری داند

منتظمین سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ یہ کس کی طرف اشارہ ہے ؟

جناب گورنر : اس شعر کے کیا معنی ہوئے ؟

میاں مجید اکبر فاروقی : اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے ہی آنسوؤں میں غرق ہوں ۔ میں اس کا کیا علاج کروں کہ اس محیط میں ، یا بھنور میں ہر کوئی تیراکی نہیں جانتا ۔ یہ کس کی سمت اشارہ ہے ؟

جناب گورنر : یہ کون بتائے گا ؟

حاجی محمد اکرم (سیکرٹری محکمہ بلدیات و دیہی ترقی) : اس میں اپنی کسر نفسی کا اظہار ہے کہ ہم نے یہ رسالہ شائع تو کر دیا ہے لیکن ہم ہر چیز پر قادر نہیں ہیں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی : یہ کس کی طرف اشارہ ہے ۔

سیکرٹری محکمہ بلدیات : یہ ہمارا اپنی طرف اشارہ ہے ۔

میاں مجید اکبر فاروقی : حاجی صاحب ! اصل میں بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی بات آپ کی سمت سے آتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے ہے ۔

سیکرٹری محکمہ بلدیات : نہیں ، یہ ہمارے لیے ہے ۔ (قہقہے)

جناب گورنر : ایڈیٹر صاحبان اس کو ذرا دیکھیے گا ۔ اگر یہ آپ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے تو اس کی ہر چیز ، اس کا ہر لفظ ، شعر و شاعری، جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے ، آپ اسے ٹھیک طرح سے کر کے بھیجیے گا ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ۔ سب سے پہلے شیخ صاحب نے دو تین اہم سوال اٹھائے تھے ۔ میں درانی صاحب سے عرض کروں گا کہ اسمبلی کے رولز اور لاز کیا ہیں ، کیونکہ آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ یہ اسمبلی کے سیکرٹری ہیں ۔ یہ آپ کو بتائیں گے کہ آیا یہ چیزیں پڑھی جاتی ہیں یا نہیں ۔ کیونکہ نہ یہ ایسوسی ایشنز ہیں ، نہ یہ ہیں میٹنگز ہیں کہ آپ ان کی میٹنگز پڑھیں ۔ یہ آپ کو لاء پڑھ کر سنا دیتے ہیں ۔ کیونکہ حقیقت بھی یہ ہے کہ آپ پچھلی میٹنگز کو دہرانا شروع کریں تو چھ چھ گھنٹے لگ جائیں گے ۔ لہذا وہ چیز آج سے چھ مہینے پہلے شائع ہو جاتی ہے یا اس کا جو بھی وقت بنے ۔

سیکرٹری صوبائی کونسل : جی ۔ ایم ۔ درانی رولز چھپے ہوئے ہیں ۔ معزز ممبر ذرا حوالہ دیکھیں ، یہ نمبر 9 ہے ۔ اس میں واضح پروویژن ہے ۔ کنفرمیشن کا پروویژن نہیں ہے ۔ یہ لکھا ہوا ہے :

"The minutes of the meeting of Provincial Council shall be drawn up by the Secretary of the Provincial Council and circulated to all the Members as soon as possible, after approval by the Chairman of the Provincial Council."

ہم نے دسمبر میں سرکولیشن کر دی تھی ۔ تمام ممبروں کے دستخط موجود ہیں ۔ پوسٹل آرڈر کے تحت ہم نے یہ تمام مطبوعہ مواد بھجوا دیا تھا ۔ رول نمبر 9 کا میں ترجمہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں :

اجلاس کی روئیداد :

> صوبائی کونسل کے اجلاس کی روئیداد سیکرٹری صوبائی کونسل مرتب کرے گا اور چیرمین صوبائی کونسل کی منظوری کے بعد جتنی جلد ممکن ہو ، اس روئیداد کو تمام اراکین میں تقسیم کر دے گا ۔

یہ تو ہے جواب ۔ باقی رہی آپ کی تجویز کہ اس میں کنفرمیشن ہونی چاہیے، تو جب تک رولز میں ترمیم نہیں ہو جاتی ، میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا ۔

جناب گورنر : ہو نہیں سکتا ۔ وہ بہت لمبی چیز ہے ۔ وہ تو کئی کئی دن بیٹھ کر یہ چیزیں کرتے ہیں ۔ وہ نا ممکن سی چیز ہو جاتی ہے ۔ ہم اس کے تحت جا رہے ہیں ۔ یہ سمجھ سے کہہ رہے ہیں کہ دسمبر میں ایشو (issue) ہو گئی تھی ۔ بہر صورت جو سوال آپ کرنا چاہیں ، بڑے شوق سے کریں ۔

شیخ غلام حسین : جناب والا ! اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ یہ درست ہے، جیسا کہ درانی صاحب کا ارشاد ہے کہ موجودہ قوانین میں اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں کہ باقاعدہ پڑھ کر سنایا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی ادارے میں بھی وہ سارا پڑھ کر نہیں سنایا جاتا اس کے دو طریقے ہیں ۔ کارروائی لکھنے کے ذمہ دار یا درانی صاحب ہیں یا ان کا سٹاف ۔ اس کی ذمہ داری نہ تو گورنر صاحب پر آ سکتی ہے جو اس کے چیئرمین ہیں ، نہ ہی ممبروں پر آ سکتی ہے جو اس کونسل کے اجلاس میں موجود ہیں ۔ اس کے دو طریقے ہیں ۔ یا تو جیسا کہ منٹس چھپنے کے بعد کونسلرز کو بھجوا دیئے جاتے ہیں ، اگر شائع ہونے سے پہلے ہی پوچھ لیا

جائے کہ اس کارروائی پر کوئی اعتراض تو نہیں ۔ ایک طریقہ یہ ہے ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ درانی صاحب یہی کارروائی کونسلرز کو بھجواتے وقت ساتھ ایک لیٹر بھجوا دیں کہ آپ دس پندرہ یا بیس دن کے اندر اس کی کنفرمیشن میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمارے نوٹس میں لائیں ۔ مقصد صرف درستگی کا ہے۔ میرے خیال میں کہیں قانون میں یہ پرووبژن نہیں ہو گی کہ جو کچھ سٹاف لکھ دے ، اس کو من و عن قبول کرنا پڑے ۔ اگر یہ غلط بھی لکھے تو اس کا کیا مقصد ہے کہ ہاوس کے اندر بات بھی نہ کی جا سکے ۔ آج کے اجلاس میں پچھلی کارروائی کے بارے میں ایک فاضل دوست نے واضح طور پر نشان دھی کی ہے کہ ہاوس میں طے پایا تھا کہ فلاں کارروائی حذف کر دی جائے گی ۔ لیکن کارروائی حذف نہیں ہوئی ۔ تو بتائیے کہ آخر اس کا کوئی حل بھی ہو سکتا ہے ؟

سیکرٹری صوبائی کونسل : اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایوان میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ یہ کارروائی حذف کر دی جائے ۔ بس جب یہ ہوا ، شیم شیم ہوا ، انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ ہم نے من و عن وہی لکھ دیا ہے ۔ اس میں یہی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو الفاظ واپس لینے پڑیں گے ، انہوں نے کہا کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ ہم نے یہ ریکارڈ کیا ہے ۔ لیکن حذف کرنے کا فیصلہ نہ ہوا تھا ۔

شیخ غلام حسین : جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ، یہی فیصلہ ہوا تھا کہ اس کارروائی کو حذف کر دیا جائے ۔ آپ دوبارہ ممبران سے پوچھ لیں ۔ اگر آپ کی بات درست ہے تو ٹھیک ہے ۔ اگر ہاوس یہ کہے کہ واقعی ہم نے یہ ریزولیوشن کیا تھا کہ کارروائی کو حذف کر دیا جائے تو پھر من و عن اس کو شامل نہیں ہونا چاہیے تھا ۔

سیکرٹری کونسل : جب تک چیرمین صاحب حکم نہ دیں ہم اس کو حذف نہیں کر سکتے ۔ یہ کہہ دینا کہ حذف کیا جائے ہم نہیں کر سکتے ۔ جب تک چیرمین رولنگ نہ دیں کہ اس پورشن کو حذف کیا جائے اس

وقت تک ہم حذف نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ہاؤس میں باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ جب تک چیرمین صاحب کی طرف سے رولنگ نہ ہو ہم حذف نہیں کر سکتے ۔

جناب گورنر : میں آج صبح اس پر رولنگ دے چکا ہوں اور کہہ چکا ہوں کہ جتنے بھی یہاں minutes ہوں ان کو honestly, accurately and faithfully ریکارڈ کیا جائے ۔ چونکہ آپ نے پوائنٹ اٹھایا تھا میں نے مناسب سمجھا کیونکہ مجھے پتا نہیں تھا ۔ لیکن میری اپنی رولنگ clear ہے ۔ میں نے درانی صاحب سے جا کر پوچھا لیکن میں یہ ضرور ترمیم کروں گا آپ کی رائے ٹھیک ہے کہ ایک منسٹر آئے وہ اپنی رپورٹ پیش کرے پھر ہم کو رک جانا چاہئے ۔ اور اس سبجیکٹ پر سوالات ہوں ۔ اس میں کچھ پھیلاؤ ہو جائے گا ۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ میں نے یہ ذاتی طور پر بہتر سمجھا اور پروگرام کو درست کر لیں گے ۔ کیونکہ یہ بڑا پوائنٹ تھا اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ تک پہنچا دوں ۔

سیکرٹری کونسل : ابھی تک ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے ۔ ہمارے پاس ٹیپس موجود ہیں ہم آپ کو سنا سکتے ہیں چیرمین صاحب کی اس میں کوئی رولنگ نہیں کہ اس کو حذف کیا جائے ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن صاحب (چیرمین میونسپل کمیٹی بہاول پور) : جناب والا ! جس تحمل سے آپ نے اجلاس کی کارروائی سنی اور ممبران کی طویل تقاریر سنیں میں آپ کی عظمت اور اس ایوان کی عظمت کے لیے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کی فراخ دلی کا ثبوت ہے ۔ جو واقعہ یہاں پیش آیا آپ نے بالکل اسے من وعن رہنے دیا یہ آپ کی عظمت کی دلیل ہے ۔ اس موجودہ اسمبلی میں یہ بہت بڑا دانشمندانہ اقدام ہے اگر کوئی غلط بات ہو گئی ہے ممبر صاحب نے کہا کہ میں اس کو واپس لیتا ہوں یہ اس کا لکھا جانا ہی ایسے ہی ٹھیک تھا ۔ یہ کہ اس کو حذف کر دیا جائے اچھی بات نہیں تھی ۔

میں آپ کی خدمت میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو کارروائی پڑھی تو میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اختصار ہو گیا ہے اختصار نہیں ہونا چاہیے - میں اس کو بڑے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہم یہاں اپنے اپنے علاقے سے آئے ہیں - جو کچھ گزارشات ہم آپ کی خدمت میں کرتے ہیں ہم نے جا کر عوام کو جواب دینا ہوتا ہے - اس لیے ہمارے پاس اپنا ریکارڈ بھی ہونا چاہئے کہ اسمبلی میں اور گورنر صاحب کے ساتھ ملکی سطح پر کون کون سے گزارشات ہوئیں ہیں - میں نے اس دفعہ یہ محسوس کیا کہ 3/4 آئٹمز رہ گئے ہیں - جن الفاظ میں میں نے گزارشات کیں تھیں ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے - جس انداز میں میں نے پیش کیا تھا اس کو اختصار کر دیا گیا ہے - یہ اچھا نہیں ہے - اس لیے گزارش ہے کہ جس طرح پہلے تحریر کیا جاتا تھا اسی طرح کیا جائے - فرق اتنا پڑے گا کہ اب جو کتاب سو ڈیڑھ سو صفحے کی بنتی ہے وہ دو سو یا تین سو صفحات کی بن جائے گی - یہ خرچ اسمبلی یا کونسل کے لیے معمولی خرچ ہے - اس لیے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ سیکریٹری صاحب یہ فرما دیں کہ وہ آئندہ جو قاعدہ چلا آ رہا ہے اور جو اس ایوان کے مطابق ہے ویسا ہی کیا جائے - اس میں اس ایوان کی عظمت ہے اور آپ کی بھی -

جناب گورنر : جب یہ سوال اٹھایا گیا تھا میں نے اسی لیے عرض کیا تھا کہ honestly اس کو ریکارڈ کیا جائے - میں نے یہ کہا ہے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیرمین ضلع کونسل - راولپنڈی) : جناب والا ! جب ایک مسئلہ پر ایک بار رولنگ آ چکی ہے تو اس پر مزید بحث نہ کی جائے -

جناب گورنر : میں تو پوائنٹ کی وضاحت کر رہا تھا یہ چیپٹر ختم ہے -

سیکرٹری کونسل : میں نے جناب گورنر کو تفصیل کے ساتھ رپورٹ پیش کی تھی -

جناب گورنر : میں نے رولنگ دے دی ہے - میں نے سیٹھ صاحب کی بات بھی مان لی ہے اور میں سب کی بات مان رہا ہوں - کہ جو یہاں کارروائی ہو گی اس کو honestly, accurately and faithfully ریکارڈ کیا جائے -

سیکرٹری کونسل : جناب میں نے اصل رپورٹ تیار کر کے بھیجی تھی لیکن فیصلہ یہ ہوا تھا کہ مختصر کیا جائے - وہ اب بھی موجود ہے -

سیٹھ محمد عبدالرحمن : جناب والا ! میرے کسی دوست نے انتظامات کے متعلق فرمایا تھا - میرے خیال میں مجھے تو کوئی خاص تکلیف پیش نہیں آئی - کسی اور حضرات کو آئی ہو گی -

جناب گورنر : ایسی تو کوئی بات نہیں ہے - ہم تو حاضر ہیں اس مرتبہ فلیٹیز میں ٹھہرایا ہے اگلی دفعہ ہلٹن میں ٹھہرائیں گے - ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم تو خادم ہیں -

سیٹھ محمد عبدالرحمن : لیکن جناب والا ! ہمیں جو اطلاع ملی تھی وہ یہ تھی کہ ہم لوگوں کو پیلز پاؤس میں ٹھہرایا جائے گا - پیلز پاؤس آثار قدیمہ میں سے ہے - ویسے ہم تو زمین پر بھی سو سکتے ہیں - لیکن کچھ آپ کے اور اسمبلی کے مراتب ہیں -

جناب گورنر : دراصل یہ ابھی ابھی اسلام آباد سے ہو کر آئے ہیں - وہ اونچی جگہ ہے ویسی جگہ پر تو ٹھہرائے نہیں جا سکتے -

سیٹھ محمد عبید الرحمن : جناب والا ! آپ ہر ڈویژن کے لیے وقت مقرر کر دیں تو یہ اچھا ہو گا -

جناب گورنر : ہم یہاں چار دن کے لیے بیٹھے ہیں - اگر آپ چاہیں گے تو پانچویں دن بھی بیٹھ سکتے ہیں - ایسی کوئی بات نہیں ہے - سب کو موقع ملے گا -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! بلدیاتی اداروں میں یونین کونسلوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔ چند یونین کونسلیں ایسی ہیں جہاں ابھی تک راستے کا کوئی بندوبست نہیں ہے ۔ عوام زمین دینے کو تیار ہیں ۔ حکومت کا کچھ خرچ نہیں ہو گا ۔ انتخابات کے وقت چند غلط اشخاص نے اس راستے میں رکاوٹ ڈالی ہے ۔ اس لیے امر ضمن میں کوئی ضابطہ جاری فرمایا جائے ۔ تاکہ ایسی یونین کونسلوں کو راستہ پہنچ سکے۔ اور افسران وہاں پہنچ سکیں ۔

جناب گورنر : اس میں مارشل لا کی بات نہیں ہے ۔ ہمارے دو تین فلسفے ہیں آج صبح بھی میں نے ذکر کیا ہے آپ کی سڑکوں کا فلسفہ ہے ، بجلی کا فلسفہ ہے توانائی طاقت یا پاور کا ہے تیسرا اس کے علاوہ تعلیم کا اس میں جو ہم نے کیا ہے یہ فلسفہ فوکل ڈیولپمنٹ پوائنٹس کا ہے ۔ فوکل پوائنٹس خاص پوائنٹس چنے جائیں گے ۔ ظاہر ہے وہ چیزیں خود بخود آ جائیں گی ۔ وہاں پر ہم نے تمام ڈیولپمنٹ کرنی ہے ۔ سڑکیں لے جانی ہیں ۔ سکول بنانے ہیں ۔ ہسپتالوں کا کام کرنا ہے ۔ اس لئے ہم نے ان فوکل پوائنٹس پر چلنا ہے ۔ اس میں وہ خود بخود آ جائیں گے ۔ جہاں تک زمینوں کا تعلق ہے تو میں نے ان سے کہا ہے جو زمین نہیں دیتے نہ دیں آپ اگلی جگہ چلے جائیں ۔ سڑک بنانا شروع کر دیں ۔ یہ کہ آپ کو سڑک بھی چاہئے اس پر مارشل لا بھی چاہئے ۔ یہ نہیں ہو سکتا اگر آپ سڑکیں ۔ سکول ۔ مکان اور ہسپتال چاہتے ہیں تو زمین دیجئے ہم وہاں پہنچ جائیں گے ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : میں شاید آپ کو اپنی بات سمجھا نہیں سکا ۔ سڑک پختہ کرنے کا سوال نہیں ہے یونین کونسل کو راستہ پہنچانے کا سوال ہے ۔

جناب گورنر : میں بھی راستے کی ہی بات کر رہا ہوں آپ نے دیکھا ہے کہ راستہ کبھی ہوا میں نہیں ہوتا ۔ راستے کے لیے زمین چاہئے ۔ میں بھی اسی کا ذکر کر رہا ہوں ۔ دونوں ایک گرڈ میں ہیں ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب میرے پاس دو (corners) ہیں میں لکھ کر چھوڑ جاؤنگا -

جناب گورنر : ضرور لکھ کر چھوڑ جائیں - لیکن آپ کو زمین دینا ہوگی -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : میرا دوسرا پوائنٹ مواصلات کا ہے - میں حکومت اور خاص طور پر جناب گورنر کا شکریہ ادا کرتا ہوں : روڈ کچھا کوڈ گوڈوال کو پختہ کرنے کے لیے فنڈز کا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے سیکنڈ priority روڈز جولائی سے شروع ہونا تھیں - پنڈی ڈویژن کو کوئی رقم نہیں ملی - حالانکہ باقی ڈویژن کو رقم مل چکی ہے - جب ہم نے بات کی تو پتہ چلا کہ نیا فارمولا تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت یہ دیکھا گیا ہے کہ کہاں گندم کی بوریاں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں ان کو فنڈز دے دیئے جائیں یہ بات نہ ہم عوام کو سمجھا سکتے ہیں اور نہ ہی ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے - میں یہ کہوں گا کہ ایک مرتبہ فارمولا آپ نے بنا لیا اور ہر ضلع کے لیے سڑک کی لمبائی کا تعین آپ نے کر ڈالا - جب آپ یہ کر چکے تو آپ کو کسی اور فارمولے کی ضرورت نہیں - آپ نے فقط یہ کرنا ہے کہ ایک سو میل لمبی سڑک کو تین سالوں میں بنانا ہے - اور 33 میل کے لیے ہر ضلع کو فنڈ مہیا کرنا ہے - اس میں اگر آپ کم و بیش کریں گے تو وہ ناانصافی ہوگی اور پھر عوام میں سراسیمگی اور پریشانی پیدا ہوگی - تو میں پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس میں جو راولپنڈی ڈویژن کا بارانی علاقہ ہے جو کہ بہت ہی پسماندہ ہے اس کو نظر انداز نہ کیا جائے - ہم عوام کے سامنے جواب دہ ہیں اور ان کو شکل نہیں دکھا سکتے - جب ہم ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ فارمولا لگا ہے تو وہ اس فارمولے کو سمجھتے نہیں - تو میں عرض کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور اگر راولپنڈی ڈویژن کو اڑھائی کروڑ روپیہ مل گیا تو second priority پر آئی ہوئی ساری سڑکیں ٹھیک ہو سکتی ہیں -

جناب گورنر : یہ بوریوں والی بات میں نے بھی نہیں سنی - میں یہ

پوچھنا چاہوں گا کہ میاں صاحب ! کہ یہ بوریاں آپ کہاں سے لے آئے - اس میں اولیت تو ہم نے دے دی ہے۔ اس میں بوریاں وغیرہ تو نہیں آنی چاہئیں - مگر اب شاہ صاحب نے کچھ کیا ہے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) : جناب والا ! اس نے عوام کے دل جیت لیے ہیں - اس عملی شکل میں غلطیاں ہونے سے جو کچھ ہوا وہ ہم ڈھونڈ رہے ہیں -

جناب گورنر : یہ بات بھی شاہ صاحب بتائیے -

سیکرٹری زراعت (جناب عبدالحمید چوہدری) : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ہر ضلع کے لیے رقم پی اینڈ ڈی نے مختص کی ہے - بعض اضلاع میں رقم زیادہ دی ہے اور بعض اضلاع میں کم رقم دی ہے - اس میں انہوں نے ایک فارمولا بنایا ہے جس میں ایگریکلچر کو ہاپولیشن جیسے سیکٹر دیے ہیں - آپ کو پتا ہے کہ پچھلے سال یہ سکیم بہت دیر سے شروع ہوئی تھی اور صرف 13 کروڑ روپے خرچ کر سکے - اس سال جو 30 کروڑ روپیہ ملا ہے وہ پی اینڈ ڈی کے فیصلے کے مطابق on going project پر چل رہا ہے اور phase II کی سڑکیں ہم اس جگہ سے شروع کر سکیں گے جن پر گنجائش ہے - اگر phase I نا مکمل رہ گیا تو phase II شروع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا - اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ راولپنڈی کو ایک کروڑ کے لگ بھگ روپیہ ملا ہے جو ہماری on going سکیم کے لیے کافی ہے -

جناب گورنر : مغل صاحب ! ہم نے آپ کے نکات نوٹ کر لیے ہیں - میں پی اینڈ ڈی والوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا کیونکہ میں نے پی اینڈ ڈی کو یہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ جو پسماندہ علاقے ہیں جو اتنی بوریاں produce نہیں کرتے ان کو ایک weightage دیا جائے - ان کا اپنا ایک وزن ہے - میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا انہوں نے ان پسماندہ

علاقوں میں وہ وزن ڈالا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ بوریاں تو کہیں اور ہوتی ہیں -

آوازیں : نہیں ڈالا -

جناب گورنر : تو اس کا آپ فارمولا بنائیں کیونکہ ہمارے جو بھی پسماندہ علاقے ہیں ان کو extra weightage دیا جاتا ہے - ورنہ وہ تو کبھی ان کے ساتھ آ کر نہیں ملیں گے - یہ جو مغل صاحب نے مجھ سے کہا ہے وہ میں آپ کا فارمولا دیکھنا چاہوں گا کہ اس میں آپ وہ weightage ڈال رہے ہیں یا نہیں - اس طرح ان کی خود بخود بوریاں بھی پوری ہو جائیں گی -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : جناب والا ! 14 اگست کے بعد میں اپنے حلقے میں گیا تھا تاکہ میں اپنے لوگوں سے ملوں انہوں نے مجھے بہت پریشان کیا -

جناب گورنر : آپ نے 14 اگست کو جانا تھا -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : جناب والا ! میں 14 اگست کے بعد 15 اگست کو گیا تھا تو میں نے انہیں کہا تھا کہ ایک نیا فارمولا ہے اور دوسرا on going project ہے - انہوں نے کہا کہ یہ دونوں فتنے ہیں - یہ وہ لوگ کرتے ہیں جو کسی مخصوص علاقے کو فائدہ پہنچانا چاہیں - اور جو on going project ہر پہلے سال زیادہ وزن ڈال دیتے ہیں اور ایک نیا فارمولا مرتب کر ڈالتے ہیں - یہ عوام الناس کی سوچ ہے - میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں یہ تو عوام کہتے ہیں -

جناب گورنر : وہ اتنا سوچ ہی نہیں سکتے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : جناب والا ! لوگ آج کل سوچ رہے ہیں یہی تو تعجب کی بات ہے -

جناب گورنر : میں آپ کا پوائنٹ سمجھ گیا ہوں - میں نے کہا ہوا ہے اور انشاء اللہ میں دوبارہ دیکھوں گا کہ ہمارے جو پسماندہ علاقے ہیں خواہ

وہ مری کا علاقہ ہو خواہ وہ میانوالی یا ڈیرہ غازی خان کے علاقے ہوں ان کو ہم نے weightage دینی ہے ۔ تو میں اس سبجیکٹ پر clear ہوں اور اگر انہوں نے اس میں کوئی ذرا سی تبدیلی کی ہے تو انشاء اللہ ہم انہیں واپس وہیں لے آئیں گے ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : شکریہ ۔ جناب والا ! میرا تیسرا پوائنٹ محکمہ حیوانات کے بارے میں تھا ۔ وہ یہ تھا کہ جیسے حکومت نے ملتان اور بہاول پور ڈویژن میں حیوانات کی سکیم بنائی ہے ۔ اگر اسی طریقے سے ممکن ہو سکے تو بارانی علاقے میں بھی ایسے ہی کیا جائے کیونکہ ہمارے عوام زیادہ پسماندہ ہیں اور غربت میں مبتلا ہیں ایسا کرنے سے شاید ہمارے عوام کی مالی حالت بہتر ہو جائے گی ۔

جناب گورنر : وزیر لائیو سٹاک ۔

جناب وزیر لائیو سٹاک (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) : جناب والا ! یہ بارانی علاقہ ایک ایجنسی کے ماتحت ہے ۔ اور محکمہ حیوانات کی ترقی کے پروجیکٹس ہیں ۔ اس میں کسی خاص علاقے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اور بارانی علاقے کے لیے رقوم موجود ہیں ۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ابھی ایک تجویز آئی تھی کہ بارانی علاقے میں جو جنگلات ہیں جہاں grazing rights دیے گئے ہیں ان کے چرانے کی فیس بڑھا دی جائے ۔ میں نے فی الحال وہ فائل واپس کر دی ہے اور اس سلسلے میں کوئی مزید بات کریں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بڑی خوشی سے کسی تجویز پر آئیں تو ہم اس کی پوری طرح support کریں گے ۔

جناب گورنر : ہم آج اسی چیز پر ذکر رہے تھے ۔ لائیو سٹاک نے درست ہونا ہے اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ پسماندہ علاقے پر آپ زیادہ توجہ دیں ۔ لائیو سٹاک اس وقت درست ہو سکتا ہے جب آپ اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں دیں گے ۔ پرائیویٹ سیکٹر کو آپ encourage کریں ۔ آپ اس کی ذرا وضاحت کیجئے گا کیونکہ یہ آپ کے interest کی چیز ہے ۔

سیکرٹری لائیو سٹاک : جناب والا ! انہوں نے جو نشاندہی کی ہے وہ ABAD کے تحت ہے - ہم نے ایک پروجیکٹ جو کہ ملتان میں چلا رکھا ہے وہ ABAD کا ہے اور ہم انشاء اللہ بہت جلد بارانی ایریا میں ایک پروجیکٹ بنا کر چلائیں گے -

لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : جناب والا ! ایک اور پوائنٹ کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ تعلیم کا معیار روز بروز گر رہا ہے اس کی ایک وجہ میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ ان کے جو متعلقہ افسر ہیں وہ دیہاتی سکولوں میں دورہ نہیں کرتے - حکومت نے قانون بنا ڈالا کہ ہر اے - ای - او مہینے میں 15 دن فیلڈ میں رہے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ تین مہینوں میں ایک دن کے لیے بھی باہر نہیں جا رہے - اس کو اگر دیکھا جائے کہ اس میں کیا دشواریاں ہیں - کیا تکالیف ہیں اور ان کو باہر بھیجنے کے انتظامات کئے جائیں تو تعلیم کی حالت بہتر ہو سکے گی -

جناب والا ! اس سلسلے میں میرا ایک پوائنٹ یہ ہے کہ میں نے تقریباً پندرہ دیہاتوں کا دورہ کیا تھا وہاں کسی جگہ بھی نئے پرائمری سکولوں کے اجرا کا مطالبہ نہیں ہوا - لیکن ہر جگہ پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کرکے مڈل کرنا اور مڈل کو ہائی سکول کرنے کا تقاضا ہوا - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وہ لوگ حق بجانب ہیں -

جناب والا ! ان لوگوں نے کہا ہے کہ ہم کھیلوں کے لیے زمین دیں گے اور عمارات تعمیر کرکے دیں گے - میں نے اس ضمن میں فیڈرل سیکرٹری تعلیم کو چھٹی لکھی ہے - انہوں نے جواب دیا ہے کہ وسائل اور مسائل ہیں - پھر میں ایئر پورٹ پر جناب عبدالعلی ، سیکرٹری تعلیم حکومت پاکستان سے ملا -

He agreed . He is convinced. He said that you have won it.

جناب والا ! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ جہاں پر عوام الناس جگہ دیتے ہیں اور عمارات مہیا کرتے ہیں - محکمہ تعلیم اس چیز کی سفارش کرتا ہے تو

وہاں پر سکول اپ گریڈ ہونا چاہیے - اور وہاں پر حکومت کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے - حالانکہ وہ لوگ دوبارہ فیس کے اجرا کو قبول کرتے ہیں حکومت میں لیوی کرے تاکہ یہ جو ایڈیشنل سٹاف لگانا ہے اس کی تنخواہ اور پینشن کا بوجھ حکومت نہ پڑے - ایسے بھی مواقع موجود ہیں جہاں لوگوں نے پہلے ہی سے متر اسی کنال رقبہ حکومت کے حوالے کر دیا ہوا ہے - لیکن چونکہ ہر سال ایک ہی پرائمری سکول کو مڈل سکول اور ایک ہی مڈل سکول کو ہائی سکول کرنا ہے - چاہے وہ لڑکیوں کا ہو یا لڑکوں کا ہو - تو ان لوگوں کی باری ہی نہیں آ سکتی - حکومت کی planning اور عوام الناس کی requirements دونوں کو harmonize کرنا ہوگا - اگر یہ نہیں ہوگا - تو موجودہ رفتار سے ہم 50 سال اور ان کی requirements پوری نہیں کر پائیں گے اور 50 سال کے بعد جہاں پر آج وہ مڈل سکول مانگتے ہیں وہاں کل وہ کالج مانگیں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ We shall always be in difficulty - جناب والا! اس پر غور کریں اس میں کوئی حرج نہیں ہے - اس سے عوام الناس میں Self help کی سپرٹ پیدا ہوگی وہ اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنا چاہتے ہیں - اپنے مسائل اس طریقہ سے حل کرنا چاہتے ہیں - اس کے لیے بنیادی پالیسی میں تبدیلی لانا ہوگی اور اس طرح سے پانچ یا دس سالوں میں ان کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے -

وزیر تعلیم (چوہدری حامد ناصر چٹھہ) : جناب والا ! ان کا یہ پوائنٹ درست ہے - up-grading کے بارے میں یہ درست فرما رہے ہیں کہ اس کی رفتار سست ہے لیکن یہ رفتار Funds اور Resources میں کمی کی وجہ سے سست ہے اور اگر ہمارے بس میں ہو تو سب سکول up-grade کر دیں - لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا ہے - تمام صوبے سے Demands ہیں - اس کو رفتہ رفتہ کیا جائے گا پلاننگ اور ڈویلپمنٹ میں ہم نے اس کے لیے کچھ فارمولے طے کر لیے ہیں - اس کے تحت ہم چل رہے ہیں - باقی آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کی Proposals پر ہم غور کریں گے آپ ان کی

مزید وضاحت ہمارے ساتھ بیٹھ کر کر لیں - ہم اس کو پوری طرح examine کر لیں گے اور اس کے لیے Planning and Development میں واپس جانے کے لیے بھی تیار ہیں -

جہاں تک Asstt: Education Officers کے دوروں کا تعلق ہے یہ صحیح ہے کہ فیلڈ آفیسرز اتنے دورے نہیں کر رہے ہیں - لیکن یہ ایک Supervisory system ہے - ان کے اوپر والے آفیسران کو چاہئیے کہ وہ ان کو چیک کریں اور اس طرح سے لوکل انتظامیہ اور دوسرے ادارے جیسے کونسلر صاحبان ہیں وہ ان کو چیک کریں کیونکہ یہاں لاہور میں بیٹھ کر ہمارے لیے ان کو چیک کرنا مشکل ہوگا - یہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو چیک کرے کہ آیا یہ لوگ دورے کر رہے ہیں یا نہیں - اس کے بعد ڈائریکٹر آف ایجوکیشن اور سیکرٹری تعلیم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی ٹورنگ کو چیک کریں - میں خود بھی اس پر کڑی نگرانی رکھنے کی کوشش کروں گا اور اگلے دو یا تین ماہ میں ان کے دورے درست کرنے کی کوشش کروں گا اور خود چیک کروں گا -

حافظ محمد یونس (میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) : جناب والا ! ہمارے سرگودھا ضلع میں تین ماہ سے کوئی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تعینات نہیں ہے - اس کی تعیناتی کے احکامات جلد از جلد فرمائیں -

جناب گورنر : میں اپنی تقریر میں بھی کہہ چکا ہوں کہ تعلیم کا معاملہ بڑا سنگین ہے جس میں ہم تفصیل سے جا رہے ہیں - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کام صحیح نہیں کر رہے ہیں - یہ نگرانی نہیں کر سکتے ہیں - یہ جو آپ کہہ رہے تھے کہ ان کو جا کر نگرانی کرنی چاہیئے - وہ انسپکشن نہیں کر رہے ہیں - ہم اس کی بھی درستی کر رہے ہیں - حالات اس سے بھی زیادہ خراب ہیں - یہ میرے پاس اس محکمے کا ایک موٹا سا جائزہ ہے جس کو

ہم نے ابھی مکمل کرنا ہے لیکن اگر آپ یہ جائزہ دیکھ لیں تو آپ حیران ہوں گے 345 یا 350 Ghost School ہیں جو اس وقت چل رہے ہیں - ایسے سکول جن کے لوگ سرکار سے تنخواہ لے رہے ہیں حالانکہ نہ وہاں موقع پر کوئی سکول ہے نہ وہاں پر بلڈنگ ہے نہ طلباء - نہ کوئی نہ کوئی - ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور انسپکٹرز اور ڈائریکٹر ، یہ اتنا بڑا محکمہ ہے ، یہ لوگ کیا کر رہے ہیں - میں نے حال ہی میں یہ تمام جائزہ تیار کروایا ہے - 364 سکول منظور شدہ ہیں - اور جہاں کے لیے وہ سکول منظور شدہ ہے وہاں پر وہ سکول ہے ہی نہیں پھر یہی سوال آتا ہے کہ یہ محکمہ کیا کر رہا ہے - ایسے سکول ہیں جہاں پر طلبا کی تعداد 300 یا 500 ہے مگر وہاں اتنے طلبا کے لیے صرف ایک استاد ہے - تو وہ وہاں پر کیا کر سکتا ہے - تو آپ دیکھیں جہاں emphasis ہونا چاہیئے وہاں پر emphasis نہیں ہے اور اس کے بعد دیکھیں کہ تقریباً 1988 یا تقریباً دو ہزار سکول ایسے ہیں جہاں استاد نہیں ہیں - 6652 سکول یہ exact figures نہیں ہیں - تقریباً اتنے ہیں یا اس سے تھوڑے بہت کم یا زیادہ سکول جو کہ without buildings ہیں - ان کی کوئی عمارات نہیں ہیں - وہ بلڈنگ نہیں بنائی ہے یا ہے نہیں - یا بنا نہیں سکتے ہیں - آگے بھاگ رہے ہیں - پہنچوے نہیں ہو رہا ہے - یہ تو حالات ہیں - اچھا اور اب 5462 سکول ایسے ہیں جو کہ مرمت طلب ہیں - 2,810 سکول ایسے ہیں جن میں کوئی فرنیچر نہیں ہے اور یہ فرنیچر کیا ہوتا ہے - یہی ٹاٹ واٹ ہوتا ہے - اور کوئی خاص فرنیچر نہیں ہوتا ہے اور وہ بھی نہیں ہے - تو یہ کیا بات ہے یہ کیا کر رہے ہیں - ہم لوگ پیسے بھی دیتے ہیں تو وہ رقوم کہاں جاتی ہیں میں تو ان سے کئی سوالات پوچھوں گا - اسی طرح سے پانچ ہزار یا چھ ہزار سکول ایسے ہیں کہ جن کا فرنیچر درست نہیں ہے - ہم نے بے ایمانیاں کی ہوئی ہیں اس کو ہم لوگ چھپاتے پھر رہے ہیں - یہ اس قسم کی یہاں پر میرے پاس details ہیں - اور میرا خیال تھا - اور آپ نے بھی سوالات کئے ہیں - انہوں نے بھی تعلیم پر سوالات کئے ہیں - میں نے اپنی تقریر میں بھی یہ بات

کہی ہے یہ ایک خاصہ سنگین معاملہ تھا ۔ خواہ آپ کالج ایجوکیشن کو لے لیں ۔ یا یونیورسٹی ایجوکیشن کو لے لیں ۔ اس کے لیے ہم سیمینار کریں گے ۔ یہ ایک خاصہ سنگین معاملہ ہے اور اس کو ہم نے درست کرنا ہے ۔ اور جہاں جہاں آپ کو سکول چاہئیں انشا اللہ ہم باقاعدگی سے آپ کو دیں گے ۔ اس کے لیے کچھ سسٹم بنائیں گے اور سسٹم کے اندر میں نے ایک فارمولا بنایا ہے ان تمام باتوں کی ہم پس ماندہ علاقہ کو زیادہ weightage دیں گے اور اس تمام کی درستی خود بخود ہو جائے گی ۔ آپ ذرا صبر کریں ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (راولپنڈی) : جناب والا ! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پروگرام میں اس ضلع کو ایک سو میل لمبی سڑک دی ہے ۔ اب تعلیم کا مسئلہ آپ حل کر دیں تو اس طرح سے حکومت عوام کے نزدیک ہو جائے گی اور اس کے لیے حکومت کو کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا ۔ بہت سے لوگ سکولوں کے لیے جگہ دینے کو تیار ہیں حکومت کو مالک بنا دیں گے ۔ عمارات بھی مالک بنا دیں گے ۔

جناب گورنر : وہ تو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ بعض جگہ لوگوں نے وعدہ کیا تھا مگر یہ بلڈنگ نہ بنا سکے یا وہ بنائی نہ گئی ۔ ہم آپ کو اتنی weightage دیں گے اس سے اس کی درستی خود بخود ہو جائے گی ۔ ذرا ایک دو ماہ اس میں لگ جائیں گے میں اس کو درست کر دوں گا ۔

جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (جناب خالد جاوید صاحب) : جناب والا ! یہ اعتراض ہوا کہ راولپنڈی میں سڑکوں کے لیے کوئی رقم نہیں دی گئی ۔ میرا خیال ہے کہ اس میں شک کی کچھ گنجائش ہے کیوں کہ راولپنڈی ڈویژن میں سڑکوں کے لیے 4 کروڑ 87 لاکھ روپے اس سال 1980-81 میں رکھے گئے ہیں ۔ اس کا ڈسٹرکٹ وائز break up میں آپ کو دے دیتا ہوں ۔ ایک کروڑ 11 لاکھ روپے اٹک کے لیے ۔ ایک کروڑ

ایک لاکھ روپیہ راولپنڈی کے لیے، ایک کروڑ 65 لاکھ روپے جہلم کے لیے اور ایک کروڑ روپے گجرات کے لیے رکھے گئے ہیں - اور جناب گورنر صاحب کے حکم کے مطابق ان تمام اضلاع کو جو Roads میں deficit تھے ان کو produce of population کے criteria پر weightage دیا گیا ہے - اگر آپ کے ضلع میں کوئی خاص علاقہ ہے تو آپ بتا دیں ہم اس پر غور کریں گے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ راولپنڈی ضلع کو کچھ نہیں ملا - Second Priority Roads کو تیار کرنے کے لیے ہمیں کچھ نہیں ملا - میرے پاس figures ہیں پچھلے دو سالوں میں لاہور کو نو کروڑ، ملتان کو 13 کروڑ، سرگودھا کو 8 کروڑ روپے، بہاولپور کو ساڑھے چھ کروڑ روپے اور راولپنڈی کو Second Priority Roads کو start کرنے کے لیے کوئی پیسہ نہ ملا - - - -

جناب گورنر : میرا پوائنٹ یہ ہے میں نے کل بھی آپ کو سمجھایا تھا - کہ پہلے آپ first priority کو ختم ہونے دیں - آپ ذرا سا صبر کریں - آپ نے صبر نہیں کرنا ؟ جب first priority ہی آپ کی ختم نہیں ہو گی - تو آپ second priority پر کیسے جا سکیں گے -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ پہلے on going project ختم کیے جائیں اور پھر دوسرا منصوبہ شروع کیا جائے - یہ ایسا مسئلہ ہے جسے عوام سمجھ ہی نہیں سکتے -

جناب گورنر : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ لوگوں کو سمجھائیں - آپ کرنل صاحب ہیں مغل صاحب ہیں - پڑھے لکھے ہیں - چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بھی کہا ہے کہ پہلے on going projects کو ختم ہونے دیں -

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : یہ جو آپ نے اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان میں کچھ غلطی ہے آپ ان کو جمع کیجیے گا ۔ پچھلے سال ساڑھے بارہ کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔

جناب گورنر : ٹھیک ہے اب آگے چلیں ۔

جناب لیاقت علی ملک (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) **:** جناب گورنر صاحب اور معزز خواتین و حضرات سب سے پہلے میں وزراء صاحبان کو مبارک باد پیش کروں گا کیونکہ آج پہلی دفعہ وہ اس معزز ایوان میں بحیثیت وزیر تشریف فرما ہیں جناب گورنر صاحب کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کافی عرصہ کے انتظار اور بے چینی کو ختم کیا لیکن تھوڑی سی گزارش ہے ''خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے'' جناب والا ! پچھلے دنوں علاقہ کے لوگوں نے مجھے کچھ مسائل دے کر یہاں لاہور بھیجا چنانچہ میں ایک وزیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ معلوم ہوا کہ اندر کوئی میٹنگ ہو رہی ہے ۔ 12 بجے تک انتظار کرنا پڑے گا ۔ بارہ بجے سے دو بجے تک میں متواتر چٹیں بھیجتا رہا لیکن انہوں نے مجھے اندر بلانا پسند نہ کیا ۔

آوازیں : وزیر صاحب کا نام بتائیں ۔

جناب لیاقت علی ملک (مظفر گڑھ) **:** میرے خیال میں نام بتانا مناسب نہ ہوگا ۔ دوسرے دن میں اسی کام کی خاطر لاہور میں رکا ۔ حالانکہ کوئی انفرادی کام نہیں تھا بلکہ اجتماعی مسائل تھے ، دوسرے دن پھر میں نے کوشش کی مگر وہی حشر ہوا ۔ متواتر پانچ روز تک یہی حال ہوتا رہا اور آخر میں وزیر موصوف سے مایوس ہو کر واپس چلا گیا ۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تمام وزراء صاحبان ایسے ہی ہیں ۔ میں جناب مانیکا صاحب سے ملا ۔ چودھری عبدالغفور صاحب سے ملا اور ان لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوا لیکن ان وزیر صاحب کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہ لوگوں سے ملنے سے کیوں گھبراتے ہیں حالانکہ جو آدمی پنجاب کونسل کے ممبر سے

ملنا پسند نہیں کرتا وہ عوام سے کیسے ملتا ہوگا ۔ ان کے لیے وزارت شائد ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھنا اور سٹاف کار میں گھومنا ہے ۔ خدارا ان کے ذہن سے یہ بات نکالیے کیونکہ ہمیں ان سے بہت سی توقعات ہیں ۔ ہم ہمیشہ بیورو کریسی پر تنقید کرتے چلے آئے ہیں ، میں بیورو کریسی کا دفاع نہیں کرنا چاہتا ، اس کے بعد میں سیکرٹریز صاحبان سے بھی ملا وہ بہت اچھے طریقے سے پیش آئے ، کچھ مسائل حل ہوئے کچھ حل نہیں ہو سکے ۔ مگر ہمارے نمائندے کی طرف سے ایسا ہونا باعث شرم ہے ۔ مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا ہے میں نے یہ بات یہاں بتانا اس لیے ضروری سمجھا تاکہ آپ انہیں سمجھائیں کم از کم ہمارے ساتھ تو ٹھیک رہیں ۔

آوازیں : نام بتائیں ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں سب نے سن لیا ہے ۔ (قہقہہ)

نواب لیاقت علی خان (چیئرمین ضلع کونسل ، ملتان) : جناب والا ! وزراء صاحبان نے یہاں اپنے محکمہ جات کی جو رپورٹیں پیش کی ہیں میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ وزیر آب پاشی نے فرمایا ہے کہ ملتان میں فیض پور مائنر ، ولی محمد مائنر ، اور رانا مائنر کی ٹیل پر جو پانی کی کمی تھی وہ دور کر دی گئی ہے ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جب شکائت ہوئی تھی محکمہ آب پاشی والوں نے بڑی محنت سے یہ شکائت دور کر دی تھی ۔ مگر اب پچھلے آٹھ دس دن سے پانی بالکل نہیں ہے ۔ پانی کی کمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں کے چند زمیندار پانی میں ٹیوبیں لگا کر پانی کی چوری کر لیتے ہیں ۔ محکمہ نہر والوں سے اس سلسلہ میں بات ہوئی تھی تو وہ فرمانے لگے ہم نے رات کو اپنے آدمی بھیجے تھے مگر زمیندار کے آدمی زیادہ تھے چالیس پچاس آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور دو تین دفعہ محکمہ نہر کے ملازمین کی پٹائی بھی ہو گئی اس سلسلہ میں ڈی آئی ۔ جی اور ایس ایس پی صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا ہمارے پاس پولیس فورس پہلے ہی کم ہے ۔ ہم نے پہلے ہی ریلوے

والوں نے فورس مانگی ہے ۔ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم پولیس فورس بھیجیں اس طرح دونوں محکموں نے اپنی مجبوری ظاہر کر دی اور اس طرح ٹیل پر بالکل پانی نہیں ہے اس کا کوئی سد باب ہونا چاہیے ۔

وزیر آبپاشی (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) : جناب والا ! یہ مسئلہ عوام ہی کا ہو گیا ہے اور معزز ممبر مجھے ملے تھے انہوں نے مجھ سے بات کی تھی اور میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ یہ صرف آپ کی ہی ٹیل کا مسئلہ نہیں ہے گوجرانوالہ ، شیخوپورہ ہر جگہ یہی حال ہے ۔ اب تو سائیفن لگ گئے ہیں نہر توڑنی ہی نہیں پڑتی ۔ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے محکمہ والوں کے دو تین آدمی ہوتے ہیں اور زمیندار کے چالیس پچاس ۔ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنا ہے اور اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہے ۔ کس کو پکڑیں کس کو نہ پکڑیں ۔

جناب گورنر : رات کو نہیں دن کو پکڑ لیا کریں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! محکمہ کی پوزیشن بہت کمزور ہے قانون کے تحت ہم صرف جرمانہ کر سکتے ہیں اور فائدہ اٹھانے والے کو اس سے نقصان نہیں ہوتا ۔

سردار محمد عظیم خان سدوزئی (صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ملتان) : جناب والا ! وزیر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے درست فرمایا ہے پچھلے دنوں ملتان میں محکمہ والوں نے کچھ لوگوں کو عین موقع پر پکڑا مگر ایک منٹ میں ان کی ضمانت ہو گئی ۔ جناب کمشنر صاحب تشریف فرما ہیں یہ مجسٹریٹوں کو ہدایت کریں کہ مجرموں کی ضمانت نہ لیا کریں ۔ اگر تو یہ ضمانتیں لیتے رہے پھر یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۔ مقدمہ تو آپ کو معلوم ہے گواہوں کو بٹھا کر ختم کر دیا جاتا ہے بلکہ سب انسپکٹروں پر استغاثے ہو جاتے ہیں ۔ میں یہ مشاہدے کی بات کر رہا ہوں پچھلے دنوں ملتان میں کچھ لوگ پکڑے گئے انہوں نے سب انسپکٹر پر استغاثہ کر دیا اور اب عدالت ان کو بلا لیتی ہے اس صورت حال میں کون ان کو پکڑے گا ۔

جناب گورنر : میں پہلے محکمہ والوں کی طاقت دیکھنا چاہتا تھا اور کبھی کبھی تو یہ ساتھ بھی مل جاتے ہیں -

سیکرٹری آب پاشی (جناب سعد محمود ہارون) **:** جناب والا ! ہم نے آدمی بھیجے تھے مگر زمیندار کے آدمی زیادہ تھے میرا مطلب ہے کہ چور زیادہ طاقتور ہیں -

جناب گورنر : کس علاقہ کی بات کر رہے ہیں ؟

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! میں ملتان کی بات کر رہا ہوں -

نواب لیاقت علی خان (ملتان) : جناب والا ! ملتان اور بہاولپور ڈویژن دونوں کپاس کے علاقے ہیں اور یہاں پر پانی کی سخت ضرورت ہے -

جناب گورنر : یہاں کوئی پولیس کی بات ہوئی ہے - آئی - جی صاحب موجود ہیں ؟

نواب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین - ضلع کونسل - ملتان) : جناب ایس - ایس - پی - صاحب نے تو اس کی انکوائری کی ہے مگر وہ تو ایک کیس ہو گیا یہ میں دونوں ڈویژنوں کے اجتماعی مسائل بتا رہا تھا -

جناب گورنر : جی میں سمجھتا ہوں - کیا آئی جی صاحب یہاں پر ہیں - ؟

آئی جی پولیس پنجاب (جناب لئیق احمد خان) **:** جناب والا ! جس واقعہ کے متعلق آپ فرما رہے ہیں وہ میرے نوٹس میں تو نہیں آیا لیکن جیسے آپ نے کہا ہے کہ وہ ایس - ایس - پی صاحب کو بتا دیا گیا ہے تو یہ ان کے نوٹس میں ضرور ہوگا اگر آپ چاہیں تو اس کے متعلق میں مزید دریافت کرلونگا -

جناب گورنر : نہیں - میں تو خیر نہیں چاہونگا - یہاں پر جو پوائنٹ پیش کیا گیا ہے یہ بڑا اچھا پوائنٹ ہے مجسٹریٹوں نے بھی سن لیا ہوگا آئی - جی پولیس صاحب نے بھی سن لیا ہوگا - سیکرٹری آبپاشی صاحب نے

بھی سن لیا ہوگا ان کے وزیر صاحب نے بھی سن لیا ہوگا آپ نے اچھا کیا کہ آپ نے یہ سوال یہاں پر اٹھایا - ہر کوئی اس کو سن لے گا اگر محکمہ انہار والے اپنا کام کریں دوسرے لوگ اپنا کام کریں ان کے پاس کئی حربے ہوتے ہیں جو لوگ غلط کام کرتے ہیں ان کو یہ باندھ چھوڑتے ہیں اس میں ایسی تو کوئی بات نہیں -

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین - میونسپل کمیٹی بہاولنگر) : جناب والا! پانی کی چوری کے کیسز یا کینال کے کیسز یہ سب کے سب قابل ضمانت ہیں اور ضمانت ان کا حق ہے جب تک وزیر قانون صاحب اس میں ترمیم نہیں کروائیں گے اس وقت پانی کی چوری نہیں رک سکتی -

جناب گورنر : آپ ہمیں بتائیں کہ اس میں کیا ترمیم ہو سکتی ہے ہم تو ترمیم کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں اگر ترمیم کروانے سے یہ کام چل سکتا ہے تو ہم ضرور کریں گے -

وزیر قانون : (جناب عبدالغفور صاحب) جناب والا ! میں اس کے بارے میں وضاحت کرنا چاہوں گا -

بات دراصل یہ ہے کہ جتنے بھی چوری کے کیسز ہیں اس میں زیر دفعہ 430 ت پ کیس درج ہوتا ہے اور چونکہ وہ قابل ضمانت جرم ہے اس لیے ملزم کی فوراً ضمانت ہو جاتی ہے - پولیس تو اپنی طرف سے زیر دفعہ 379 ت پ چوری کا جرم لگاتی ہے لیکن Interpretation of law کے تحت جو رولز ہیں اس میں چوری نہیں لگتی - دفعہ 379 ت پ قانون میں نہیں لگتی اس لیے وہ قابل ضمانت جرم بن جاتا ہے اور ضمانت ہو جاتی ہے اس کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ دفعہ 430 ت پ کے جرم کو ناقابل ضمانت بنا دیا جائے لیکن اس میں چھوٹے چھوٹے کیسز بھی ناقابل ضمانت ہو جائیں گے اس میں gravity of offence کو دیکھتے ہوئے اگر نہر کے پانی کو براہ راست چوری کرنے کے Cases کو زیر دفعہ 430 ت۔پ ناقابل ضمانت

بنا دیا جائے تو جو فوری طور پر ضمانتیں ہو جاتی ہیں وہ نہیں ہو سکیں گی ۔ اس کا حل صرف اور صرف یہی ہے ۔

جناب گورنر : نہیں ۔ آپ اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں ویسے قانونی لحاظ سے اور دوسرے محکموں کے تعاون سے بہت کچھ ہو سکتا ہے ۔ آخر ہم بھی ان ہی علاقوں میں رہتے ہیں ۔

ملک شاہ محمد اعوان (چیئرمین ، ضلع کونسل ، لاہور) **:** جناب والا ! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اگر ہم ممبران اکٹھے ہو کر وہاں جائیں جہاں پر یہ کٹ ہوتا ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں پر یہ کٹ ہو ۔

جناب گورنر : سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یہی میں بھی کہتا ہوں ۔

ملک شاہ محمد اعوان : چوہدری غلام حسین صاحب جتنے بگے گئے تھے ان کے پاس ہم ممبران ڈسٹرکٹ کونسل اور چیئرمین صاحب اکٹھے ہوئے اور سب مل کر گاؤں گئے تو اب ہمارے ضلع لاہور میں کوئی کٹ نہیں ہوتا ۔

نواب لیاقت علی خان ۔ (ملتان) : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ وہاں پر لوگ پانی کی چوری کے لیے ٹیوبیں گرا دیتے ہیں ۔

ملک شاہ محمد اعوان ۔ (لاہور) : آپ وہاں پر لوگوں کو اکٹھے کریں اور ہر ایک کو کہیں ہمارے ضلع میں تو آپس میں اتفاق کرنے سے بند ہو گیا ہے ۔

نواب لیاقت علی خان ۔ (ملتان) ۔ تو پھر آپ آ جائیں ۔

(قہقہہ)

ملک شاہ محمد اعوان ۔ (لاہور) : میں وہاں پر ہوتا تو ضرور بند کروا دیتا آخر ہماری بھی تو کوئی ڈیوٹی ہے ۔

سردار محمد عظیم خان ۔ سدوزئی (ملتان) : جناب والا ! فاضل ممبر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم سب اکٹھے ہو کر وہاں جائیں تو اس سلسلے

میں میں عرض کروں گا کہ اگر یونین کونسل کا چیئرمین خود اس کا مرتکب ہو تو اس کا کیا علاج ہے ؟ جناب جس کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں وہ یونین کونسل کا چیئرمین ہے اور پولیس نے اسے رات کو پکڑا ہے ۔ اب اس کے متعلق کیا کیا جائے ؟

جناب گورنر : دیکھئے ۔ یہ تو بہت بڑے اٹھا رہے ہیں ۔

نواب لیاقت علی خان ۔ (ملتان) : جناب والا ! جب تک آپ قانون نافذ نہیں کریں گے ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ اس کا مستقل حل ہونا چاہیے ان کو ہم کب تک روکیں گے ۔

جناب گورنر : اس کے متعلق میں نے ان سے بہت کچھ کہا ہے اب اس کے بعد بھی میں کہونگا ۔ علاقہ مجسٹریٹ ۔ ایس پی صاحب اور جتنے بھی متعلقہ افسران ہیں ان سب کو ان لوگوں سے ضرور ملنا چاہیے اور ان چیزوں کا نوٹس لینا چاہیئے آپ کی جو بھی مشکل ہو یا پریشانی ہو وہ یہاں شوق سے پیش کریں ۔ آپ نے یہاں بات کر کے دنیا کو سنا دیا ۔ آپ نے درست سنایا ہے اور مجھے امید ہے کہ متعلقہ محکمے اس کی طرف توجہ کریں گے اور یہ ہو سکتا ہے ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں انسان تو ایک دوسرے کو باندھ دیا کرتا ہے ۔

نواب لیاقت علی خان (ملتان) : جناب والا ! وزیر مواصلات نے کہا تھا کہ ان کی کمیٹی نے ملتان شجاع آباد جلال پور روڈ کے متعلق سفارش کی تھی کہ اس روڈ کو محکمہ ہائی ویز لے لے یہ سڑک اس وقت ضلع کونسل ملتان کے پاس ہے اور ساٹھ میل لمبی ہے محکمہ ہائی ویز نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو لکھا تھا کہ اس سڑک کی مرمت کے لیے اتنے پیسے دے دیئے جائیں تو ہم اس کی مرمت کرنے کے لیے تیار ہیں مگر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے انکار کر دیا اب ضلع کونسل ملتان پندرہ لاکھ روپے خرچ کر کے اس کی مرمت کر رہی ہے اور آئندہ دو ، تین مہینوں میں یہ سڑک مکمل ہو کر ٹھیک ٹھاک حالت میں ہو جائے گی جب اس کی مرمت ہو جائے

گی تو اس کو محکمہ ہائی ویز کو take over کرنے کے لیے مزید پیسوں کی ضرورت نہیں ہوگی تو میرا خیال ہے کہ ہم اس کی مرمت کروا دیتے ہیں اس کے بعد محکمہ ہائی ویز اس کو take over کر لے کیونکہ جناب والا - ساٹھ میل لمبی سڑک کو maintain کرنا ضلع کونسل کے لیے بڑا مشکل ہے اس سال تو ہم نے پندرہ لاکھ روپے خرچ کر دیئے مگر ہر سال پندرہ پندرہ لاکھ روپے تو ایک سڑک پر مرمت کے لیے خرچ نہیں کر سکتے ورنہ ہم صرف سڑکوں کی مرمت کے لیے رہ جائیں گے اور نئی سڑکیں یا نئے پروجیکٹ شروع نہیں کر سکیں گے یہ صرف ضلع کونسل ملتان کا ہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ سارے پنجاب کی کونسلوں کا بھی مسئلہ ہے ان کے پاس کئی جگہ پر لمبی لمبی سڑکیں ہیں -

جناب والا ! : ایک اور کچا کھوہ سے وہاڑی کو سڑک جا رہی ہے آدھی سڑک جو وہاڑی ڈسٹرکٹ میں ہے وہ تو محکمہ ہائی ویز کی very well maintained ہے اور جو پندرہ میل ضلع کونسل ملتان کے پاس ہے وہ بڑی خستہ حالت میں ہے یہ عجیب اتفاق ہے کہ آدھی سڑک ضلع کونسل کی ہے اور آدھی محکمہ ہائی ویز کی اور دو بڑی شاہراؤں کو ملا رہی ہے وہ بھی محکمہ ہائی ویز کو take over کر لینی چاہیئے -

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! اس سوال کو ہم examine کر سکتے ہیں -

جناب گورنر : ان through سڑکوں کا کوئی فارمولا ہے ایک تو ہائی ویز پنجاب ہے اور ایک نیشنل ہائی ویز ہوتا ہے کیا اس کا کوئی فارمولا آپ لوگوں کے پاس ہے -

وزیر مواصلات : جناب والا ! اس کا کوئی فارمولا نہیں ہے -

جناب گورنر : کوئی تو ہوگا -

وزیر مواصلات : نہیں جی - یہ جو کہہ رہے ہیں کہ محکمہ ہائی ویز اس سڑک کو take over کر لے - تو جناب والا - میں اس سلسلے میں

گزارش کروں گا کہ اگر وہ بالکل ہی لاچار ہو جائیں تو پھر محکمہ ہائی ویز کو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں اس کا کوئی نہ کوئی تو فارمولا ہوتا ہوگا ۔ آپ اس سڑک کا نام بتا دیجئیے ۔

سیکرٹری مواصلات (سید سبطالحسن شاہ) : جناب والا ! جو سڑکیں ضلع کونسلیں بناتی ہیں وہ ان کی تحویل میں رہتی ہیں اور جو گورنمنٹ اپنے پیسوں سے بناتی ہے وہ محکمہ ہائی ویز کے پاس ہوتی ہیں بعض جگہ ضلع کونسل اپنا ریزولیوشن پاس کر کے یہ سڑکیں محکمہ ہائی ویز کو دے دیتی ہے تو جناب والا ۔ اس کی maintenance کے لیے چونکہ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے ہم فنانس ڈیپارٹمنٹ کو رجوع کرتے ہیں کیونکہ اس کے لیے ہر سال ہمیں خرچ کرنا پڑتا ہے ۔

جناب گورنر : وہ تو ہمیں کرنا ہی پڑے گا ۔ لیکن اب جو ہم اگلے دو ، تین سال کے اندر سڑکوں کا جال بچھا رہے ہیں ۔ اس سے آپ کی بڑی سڑکیں through ہو جائیں گی جیسے جیسے یہ سڑکیں بنتی جائیں گی آپ کو ان کا جائزہ لینا ہوگا کہ وہ کونسی ایسی سڑکیں ہیں جن کو ہمیں پروونشل ہائی ویز کے نام سے لینا ہوگا اگر وہ through ہے اور اگر یہ پروونشل کی سطح پر آگئی ہو تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے ورنہ یہ ہے کہ جو سڑک بنائے پھر اس کو maintian بھی کرے ۔ اس کا ہم کوئی نہ کوئی فارمولا تیار کریں ۔

وزیر قانون (جناب عبد الغفور صاحب) : جناب والا ! میں اس کے متعلق وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ در اصل یہ بات سمجھ نہیں پائے ۔ یہاں تین قسم کی سڑکیں بن رہی ہیں ۔ ایک ہائی ویز جو گورنمنٹ کا بجٹ ہوتا ہے اس سے جو منظوری ہوتی ہے اس سے بنتی ہیں ان کو محکمہ ہائی ویز خود maintain کرتا ہے ۔ دوسری قسم کی سڑکیں ڈسٹرکٹ کونسل کے رابطہ بجٹ سے بنتی ہیں جسے ڈسٹرکٹ کونسل والے خود maintain کرتے

ہیں - تیسری قسم کی سڑکیں وہ ہیں جو رورل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پیسے سے بنتی ہیں اور بننے کے بعد وہ ان کو ڈسٹرکٹ کونسل کے سپرد کر دیتا ہے اس کے بعد ڈسٹرکٹ کونسل ان کی maintenance کرتی ہے ۔

جناب والا ! در اصل پوائنٹ یہ ہے کہ جو سڑک ڈسٹرکٹ کونسل اپنے خرچ سے بناتی ہے ڈسٹرکٹ کونسل اس کو تو maintain کر سکتی ہے لیکن جو رورل ڈویلپمنٹ کے تحت سڑک بنتی ہے اور اس کو ڈسٹرکٹ کونسل کے سپرد کر دیا جاتا ہے وہ اس کو maintain نہیں کر پاتی - اس لیے وہ سڑکیں ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے پاس جانی چاہئیں -

جناب گورنر : یہاں بیٹھ کر ہم کچھ نہیں کر سکتے - اس کی نوعیت کو دیکھا جائے گا کہ وہ سڑک کہاں سے شروع کی جائے ، کہاں سے نہ کی جائے - اس طرح مختلف فارمولے بن جائیں گے - اس وقت ہم بہت بڑا قدم لے رہے ہیں -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین صاحب) : ایک سڑک جو لاکھوں سے بنی وہ آپ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں -

جناب گورنر : وہ بات نہیں -

ایک ممبر : جناب والا ! زرعی سیکٹر میں جو سڑکیں محکمہ ہائی ویز بنا رہا ہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کو ٹرانسفر نہ کرے بلکہ ان کی maintenance بھی خود کرے -

رانا حافظ اختر علی خان (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) : جناب والا ! میں وہاڑی کے ایک مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانی چاہتا ہوں - وہاں 1980-81ء میں ایک رہائشی سکیم منظور ہوئی - 16 لاکھ روپیہ اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے رکھا گیا لیکن نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر وہ 16 لاکھ روپیہ خرچ نہیں ہوا لیکن اس پیسے کو کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا - اب 1981-82ء کے لیے 5 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ کل تخمینہ ایک کروڑ کچھ لاکھ روپے کا ہے - میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے استدعا کروں

گا کہ اتنی بڑی سکیم کے لیے کم از کم 60 لاکھ روپیہ 82-1981ء میں منظور فرمائیں ۔ وہاڑی ایک نیا ضلع ہے ۔ اللہ کے فضل سے بڑی تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے لیکن اس کا رہائشی مسئلہ بڑا سنگین تر ہے ۔ لہذا میں پھر گزارش کروں گا کہ اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا ! میں نے سوال نہیں سنا ہے ۔

جناب گورنر : کیا سیکرٹری فزیکل پلاننگ نے بھی سوال نہیں سنا ؟

رانا حافظ اختر علی خان (وہاڑی) : جناب والا ! وہاڑی میں 81-1980ء میں ایک رہائشی سکیم منظور ہوئی تھی جس کی ڈویلپمنٹ کے لیے 16 لاکھ روپیہ رکھا گیا ۔ لیکن نہ جانے کس وجہ سے وہ 16 لاکھ روپیہ خرچ نہ ہوا وہ کسی اور جگہ خرچ کر دیا گیا ۔ 82-1981ء میں سنا ہے اس کے لیے صرف 5 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ اس کا تخمینہ ایک کروڑ کچھ لاکھ روپیہ ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اگر اسی طرح ہمیں پانچ لاکھ روپے ملتے رہے تو اس میں 10 سال لگ جائیں گے اس کے لیے کم از کم 50 لاکھ روپیہ مختص کیا جائے تاکہ اس سکیم کی بر وقت ڈویلپمنٹ ہو سکے اور اس ضلع کا رہائشی مسئلہ حل کیا جا سکے ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : یہ کس جگہ کا مسئلہ ؟

(قہقہہ)

جناب گورنر : یہ وہاڑی کا مسئلہ ہے ۔

(قہقہہ)

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا میں تفصیل حاصل کر کے ان کو بتا دوں گا ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (بریگیڈیر احمد فواد صاحب) : جناب والا ! وہاڑی میں جو ہاؤسنگ سکیم ہے اس کا فیز ۔ 1 ختم کر چکے ہیں ۔ فیز ۔ 2 جو 82-1981ء میں آ چکا ہے اس کے متعلق کہا گیا ہے

کہ اس کے لیے اس سال زیادہ پیسے لگائے جائیں ۔ میری گزارش ہے پالیسی یہ ہوتی ہے کہ پہلے لینڈ ایکوزیشن کی جائے اس کے بعد اس کا اور بھی جائزہ لینا ہوتا ہے ۔ اگر ہم براہ راست ایک سکیم کے لیے پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ دے دیں تو وہ روپیہ lapse کر جاتا ہے ۔ کیونکہ پہلے سال لینڈ ایکوزیشن میں بہت وقت لگتا ہے ۔ اگلے سالوں میں سکیم بڑی لمبی ہو جاتی ہے ۔ اس سال لینڈ ایکوزیشن پر پانچ لاکھ روپے لگے اس طرح اور بھی لگیں گے ۔

ایک ممبر : جناب والا ! وہاں زمین گورنمنٹ کی موجود ہے ۔ کوئی encroachment نہیں کوئی اور قسم کی چیز نہیں ہے ۔

جناب گورنر : آپ کہہ رہے ہیں کہ لینڈ ایکوائر کرنی ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں گورنمنٹ کی زمین ہے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! ہم ایسا کرتے ہیں کہ پہلے سال میں لینڈ ایکوزیشن کرتے ہیں ۔ پھر اس کا سروے کرتے ہیں ۔ پھر اس کی ٹاؤن پلاننگ کرتے ہیں ۔ پھر اس کا estimation کرتے ہیں ۔ اس میں کافی وقت لگ جاتا ہے ۔ اس سال ہم نے پیسے کم دیئے ہیں مگر ہم کوشش کریں گے کہ اس سال کسی اور سکیم سے جہاں سے ہمیں پیسے مل سکیں لے کر ان کو دے دیں گے ۔

جناب گورنر : بالکل نہیں کرنا ۔ میں نے آپ کو کہا ہوا ہے ۔ خبردار گر آپ Reappropriation کریں گے ۔ No question of re-appropriation جو سکیمیں ہیں ان کو مکمل کریں ۔ پہلے بھی میں نے واضح طور پر کہا ہے ۔ Please, no re-appropriation I will not accept it. کہیں سے آپ بالکل نہیں لائیں گے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : ہمارے پاس کل رقم بہت تھوڑی ہے ۔ سکیمیں ہماری سارے پنجاب میں ہیں ۔ اس میں ایسا ہوتا ہے کہ جن

سکیموں میں litigation ہو جاتی ہے یا کچھ dispute ہو جاتے ہیں۔
جناب والا! ہمیں کئی سالوں سے تجربہ ہوا ہے۔۔۔۔

جناب گورنر : میں اسی تجربے کا کہہ رہا ہوں آپ اس تجربہ کو چھوڑیں۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : کچھ کام ایسا ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اس میں litigation ہو جاتی ہے۔

جناب گورنر : litigation کو ہی کم کرنا ہے۔

رانا حافظ اختر علی خان : جناب والا! 81-1980ء میں 16 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ نقشہ جات بھی مکمل ہیں۔ سروے ہو چکا ہے۔

جناب گورنر : اس کو میں دیکھوں گا۔ آپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں گے کہ ہم کہاں تک پہنچے ہیں۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : اس سال 30 فیصد کام مکمل ہو جائے گا۔

سردار محمد عارف خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) : جناب والا! میرے ایک دوست نے فرمایا ہے کہ پانی چوری ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے پولیس کی مدد مانگی تھی۔ ہماری نہر لوئر باری دوآب میں اتنا بڑا چور لگ گیا ہے جسے نہ تو پولیس پکڑ سکتی ہے اور نہ ہی محکمہ مال والے اس کو پکڑ سکتے ہیں۔ اس کو صرف محکمہ انہار پکڑ سکتا ہے۔

جناب والا! دریائے راوی نہر لوئر باری دوآب سے تین یا چار ایکڑ کے فاصلے پر بہہ رہا ہے۔ کئی دفعہ پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس کے کٹاؤ کو روکا جائے لیکن ابھی تک کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ اگر اس کٹاؤ کو نہ روکا گیا اور بارشیں شروع ہو گئیں تو اسی سال دریا میں جو پانی ہے وہ نہر لوئر باری دوآب میں آئے گا اور نہر لوئر باری دوآب ختم ہونے کی وجہ سے ساہیوال۔ ملتان اور قصور کی زمین بالکل بنجر ہو جائے گی۔

جناب گورنر : یہ سلسلہ کب سے شروع ہے ؟

سردار محمد عارف خان (قصور) : یہ سلسلہ کوئی 10 سال سے شروع ہے۔ دو مواضعات بالکل نیست و نابود ہو گئے ہیں اور ایک موضع چچا کلاں کا بھی رقبہ اس کی زد میں آ چکا ہے ۔ میں وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ اس طرف فوری توجہ دیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین صاحب) **:** ٹھیک کہتے ہیں ۔

جناب گورنر : یہ لوگ تجربے کرتے ہیں ۔ یہ لوگ بڑے ماہر ہیں ۔ کیا ان کو ہی کا کچھ پتا نہیں چلتا ؟ مجھے کہتے ہیں کہ ہم اس کا تجربہ کر رہے ہیں ۔ آپ دس سال سے کہہ رہے ہیں آپ کو 9 سال اور انتظار کرنا پڑے گا ۔

سردار محمد عارف خان : جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جب یہ نہر دریا میں آ گئی تو ہمارے دس اضلاع ساہیوال ، ملتان اور قصور کا کچھ حصہ بالکل ختم ہو جائے گا ۔ اور ان کے پاس اس کے بعد وہ نہر نکالنے کا کوئی متبادل بھی نہیں ۔

جناب گورنر : اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟ جو لمبا تجربہ ہے ، یہ لیبارٹری کہاں ہے ، اس کا ہمیں کچھ پتا نہیں ۔

وزیر زراعت (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) **:** یہ لیبارٹری نندی پور میں ہے وہاں ماڈل بنا کر دریا کے بہاؤ کو دیکھا جاتا ہے ۔ اس میں بھی جب جلدی کی جائے گی ، ہمیشہ نقصان ہو گا ۔

جناب گورنر : دس سال سے یہ کہہ رہے ہیں ۔

وزیر زراعت : دس سال پہلے کا تو میں جانتا نہیں ۔ کیونکہ دس سال پہلے میں پتا نہیں کہاں تھا ۔ تین مہینے سے تو میں جواب دہ ہوں کہ ہم نے ایک تجربہ کر کے راوی میں دیکھ لیا کہ فلڈ آنے سے پہلے کچھ سپرز وغیرہ لگائے تھے وہ بہہ گئے ہیں ۔ اسی وقت بتا دیا تھا کہ ان حالات میں

کوئی کنسٹرکشن نہیں ہو سکتی جب تک کہ پانی اتر نہیں جاتا اور سیلاب کا خطرہ ٹل نہیں جاتا اس وقت تک فلڈ پروٹیکشن یا کٹاؤ کو روکنے کے لیے مستقل طور پر کارروائی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بتایا گیا تھا، سپرز کو لگانے کے لیے کوئی مستقل جگہ چاہیے جس پر وہ ٹھہرے۔ ایسے مخصوص رقبے کا تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن پرسوں میں نے فائل دیکھی ہے راوی کے لیے ماڈل ہو گیا ہے۔ شاہدرہ کے پل کے نیچے تک ہو گیا ہے۔ وہ رپورٹیں آ گئی ہیں اور وہ فائل آپ کے پاس آ رہی ہے۔ اس میں بھی لکھا ہے کہ موجودہ سیلاب کے زمانے میں تو اس میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد ماڈل سٹڈی سے جو نتیجہ نکلا ہے فنڈز جب مہیا ہو جائیں گے تو انشاء اللہ اس پر کام ہو جائے گا۔ کٹاؤ کا عمل صرف راوی تک محدود نہیں۔ دریائے سندھ بھی کاٹتا پھرتا ہے ہزارہا ایکڑ، بلکہ خود میرے بارہ مربعے دریائے سندھ میں آ گئے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کے ہزارہا ایکڑ انڈس میں آ گئے ہیں۔ راوی تو اس کے مقابلے میں بہت چھوٹا دریا ہے۔ اب overall perapective پورے پنجاب کے دریاؤں کا لے لیجیے تب آپ کو پتا چلے گا کہ دریاؤں کے کٹاؤ کا کیا حال ہے اور اس کو کس طریقے سے قابو کیا جائے گا۔ یہ دس لاکھ یا بیس لاکھ، ایک سپر یا دو سپر ایک جگہ کا نہیں، بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ جب تک ہم بیٹھ کر اس کو دیکھیں گے نہیں، allocation of funds نہیں کریں گے۔ ہم اس طرح penny packets میں لگے رہیں گے۔ دریا کا یہ اصول آج کا نہیں۔ ہمیشہ سے ہے ہمارے پہلے شہر جو دریاؤں پر آباد تھے، وہ غرق ہو گئے ہیں۔ نئی آبادیاں آتی ہیں۔ یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے لیکن اگر پیسے ہوں تو ہم دریاؤں کو قابو میں کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس موجودہ صورت میں پیسے نہیں ہیں۔ یہاں پیسے لگائیے کوئی اور خرچ نکل آئے گا۔ یہ ہوتا رہا ہے۔ آپ اس دن ہمارے ساتھ ہی تھے۔ کس طرح راوی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے اپنا رخ بدل لیا۔ یہ عمل صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ مجھے ان علاقوں سے ہمدردی ہے جو دریاؤں کی زد میں آ جاتے

ہیں ۔ لیکن اس کا علاج یہی ہے کہ سٹڈی کرنے کے بعد اور سوچ بچار کرنے کے بعد اس پر کوئی خرچ کیا جائے ۔

جناب گورنر : میں سیکرٹری انہار سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس علاقے کا یہ ذکر کر رہے ہیں آپ اس سے واقف ہیں ؟

سیکرٹری انہار (جناب سعد ہارون محمود) : مجھے اس کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی ۔

سردار محمد عارف خان (قصور) : جناب والا ! میں خود وہاں آؤں گا اور انہیں دکھا کر لاؤں گا ۔

جناب گورنر : یہ تو دعوت ہوگئی ۔ پھر تو آپ جائیں ۔

مسز عارفہ طوسی (ایڈی کونسلر لاہور) : جناب والا ! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ نہر لوئر باری دو آب سے دریائے راوی صرف تین ایکڑ کے فاصلے پر رہ گیا ہے میں اس سلسلے میں محکمہ انہار سے وضاحت چاہوں گی کہ وہ اس کے بچاؤ کے لیے کیا کر رہے ہیں ؟

سیکرٹری انہار : ہم یہ دیکھیں گے ۔ ان کا خیال ہے کہ دس سال سے یہ عمل ہو رہا ہے ، ایسی بات نہیں ۔ ہم دیکھیں گے ۔

جناب گورنر : آپ ایسا کیجیے گا کہ آج شام یا کل اپنی ٹیم بھیجیں ۔ وہ جا کر دیکھ آئیں تاکہ آج شام تک یا کل ہم اس پر تھوڑی سی بات کر لیں کہ حالت کیا ہے صورت حال کیا ہے ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! ہماری بھی دریائے راوی کے آر پار زمینیں ہیں ۔ میں نے ایک دو دفعہ تجربہ کیا ہے ہوتا یہ ہے کہ بعض دفعہ دریا درمیان میں سے سطح زیادہ اونچی چھوڑ جاتا ہے ۔ تو اس کی وجہ سے جب دوبارہ بہتا ہے تو یا تو ایک سائڈ کو کاٹتا ہے یا دوسری سائیڈ کو ۔ اگر تھوڑی سی بیچ میں سے dredging کر دی جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے ۔ یہ سپرز بنانے کا کام تو کروڑوں کا ہے ۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے ، وہ زیادہ سستا ہے ۔

جناب گورنر : میاں صاحب ، ندیوں کے اتنے سادہ اور آسان حل نہیں ہوتے ۔ اس میں بڑا وقت لگتا ہے ۔ آپ اگر ایک جگہ سے اس کو سیدھا کریں گے تو کہیں اور جا کر وہ اپنی لمبائی پوری رکھے گا ۔ یہ سانپ کی طرح ہوتا ہے ۔

ملک حبیب خان (چیئرمین ضلع کونسل جہلم) : جناب والا ! منسٹر صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سارا معاملہ دریا کے سپرد کر دیا جائے ۔

جناب گورنر : وہ ایسا نہیں کہہ رہے ۔

وزیر مواصلات : میں یہ کہتا ہوں کہ کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے ۔ اگر ارد گرد کے گاؤں والے ساتھ لگیں گے تو کم خرچ ہوگا اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ۔ دریا کے سپرد کرنے کا کیا مطلب ہے ؟

چوہدری محمد صدیق سالار (فیصل آباد) : جناب والا ! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر قوم میں زندگی ہو تو دریا ڈر کے مارے بھاگ جائے ۔ چینی قوم نے دریا سے پوری ریت اور مٹی نکال کر باہر پھینک دی ۔ پورے دیہاتیوں نے ، پوری قوم نے جہاں سے دریا بہہ رہا تھا ، اس کے اندر سے ریت اور مٹی نکالی اور باہر پھینک دی ۔ دریا اپنی جگہ پر بہنا شروع ہوا اور اس کی زرعی زمینیں آباد ہوئیں ۔ قوم اگر تہیہ کرے کہ راوی میں سے ریت کو نکالنا ہے تو ہم فیصل آباد کے لوگ بھی انشاء اللہ ان کے شانہ بشانہ چلیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

میاں شجاع الرحمٰن (میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) : جناب والا ! میں دریائے راوی کے بارے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ راوی سے لاہور کو بھی خطرہ ہے کھوکھرا گاؤں کے بند کے بالکل قریب راوی پہنچ رہا ہے اور دوسری طرف فرخ آباد اور بے شمار دیہاتوں کو وہ کاٹ رہا ہے ۔ کوئی ایسا فرمولا تیار ہونا چاہیے یا ان کے محکمے میں کچھ ایسے لوگ ہونے چاہئیں

جن کا کام صرف یہ ہو کہ وہ یہ دیکھیں کہ دریا جو کٹاؤ کر رہا ہے ، وہ کیوں کر رہا ہے ، کیوں اپنے راستے بار بار بدلتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ ان کو maintain کرنے کے لیے اور وہاں بند بنانے کے لیے ایک علیحدہ محکمہ ہونا چاہیے ۔ اس وقت یہ چیز دو محکموں میں پھنسی ہوئی ہے ۔ ایک طرف تو وہ آدمی ہے جو بند کا انچارج ہوتا ہے ، جو دریا کا بھی انچارج ہوتا ہے ۔ نہریں بھی اس کے پاس ہوتی ہیں ۔ ڈرینیج بھی اس کے پاس ہوتی ہے ۔ تو اس کے لیے ایک ایسا سرکل بنانا پڑے گا جو یہ دیکھے کہ دریا اصل میں جو کٹاؤ شروع کرتا ہے اور جینل جہاں سے دریا آ رہا ہوتا ہے ، وہاں اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے پھر دریا جہاں تک جاتا ہے جہاں اسے ختم ہونا ہے وہاں تک تبدیلی کرتا چلا جاتا ہے ۔ جہاں سے تبدیلی شروع ہوئی ہے اگر وہیں اس کو روک لیا جائے تو بقایا جتنی جگہوں پر وہ کٹاؤ کرتا ہے وہ خود بخود بند ہو جائیں گی راوی میں سب سے بڑا پرابلم یہ ہے کہ وہ اپنے اوریجنل بیڈ کو چھوڑ چکا ہے اگر اس کو اپنے اس بیڈ میں ڈال دیا جائے تو دونوں طرف کے سارے ہی کٹاؤ بند ہو جائیں گے ۔ مگر ہم یہ کر رہے ہیں کہ ایک کٹاؤ ہوتا ہے ۔ اس کو روکنے کے لیے کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں ۔ پھر دوسرا کٹاؤ شروع ہو جاتا ہے پھر روپیہ خرچ کرتے ہیں تو تیسرا شروع ہو جاتا ہے ۔ تو کیوں نہ اس میں سے ریت اور مٹی نکال کر اور صرف مٹی کے کٹ لگا کر دوبارہ دریا کو اپنی پرانی جگہ پر ڈال دیا جائے اس طرح سارے کٹاؤ تقریباً بند ہو سکتے ہیں ۔ یہ نندی پور والا معاملہ پچھلے چھ سال سے تو میں بھی سن رہا ہوں ۔ چھ سال سے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پیچھے ہوں ۔ وہ کہہ رہے ہیں ۔ تجربہ ہو رہا ہے تجربہ اتنا لمبا ہوتا ہے کہ اتنی دیر میں وہاں کے گاؤں ، لوگ اور سب کچھ ختم ہو جاتا ہے اور تجربہ پورا نہیں ہوتا ۔ یا تو تجربہ اس طریقے سے کریں کہ چار چھ مہینے یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر اندر یہ ہمیں بتا دیں کہ اس کا یہ حل ہے ۔ اب ملتان روڈ ہی کو آپ دیکھیں ۔ آج سے دس سال پہلے یہ شور مچا کہ ملتان روڈ کو یہ دریا کاٹے گا ۔ دس سال کسی نے کچھ نہیں کیا ۔ جب وہ

سڑک کے اوپر پہنچ گیا تو کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اس کو روکا گیا۔ اگر اسی وقت اس کو روک لیا جاتا تو ممکن ہے کروڑ ڈیڑھ کروڑ بچ کام ہو جاتا ۔ جہاں پیچھے وہ کاٹ رہا تھا اسی جگہ بڑا سا سپر بنایا جاتا تو آگے وہی بچا لیتا ۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے لیے اریگشن ڈیپارٹمنٹ میں ایک ایکسٹرا سرکل ہونا چاہیے جو دریاؤں کے کٹاؤ اور بندوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہو ۔ آپ دیکھیے لاہور کا بند بھی زد میں آ گیا ہے ۔ مگر ابھی تک ہم کچھ نہیں کر رہے ۔ بند سے راوی شاید تین ایکڑ رہ گیا ہے ۔ اگر اس سال اس پر کچھ نہ کیا گیا تو اگلے سال یقیناً وہ بند کو توڑے گا اور لاہور شہر میں پانی داخل ہو جائے گا ۔ اسی جگہ سے 1953ء میں بند ٹوٹا تھا ۔ اور اس نے سارے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا ۔ اس پر خاص طور پر غور کیا جائے۔

جناب گورنر : اس پر میں نے لکھ دیا ہے کہ بند دو محکموں میں حرام نہیں ہونا چاہیے ۔

میاں شجاع الرحمٰن (لاہور) : ان میں بھی جھگڑا پڑا ہوا ہے ۔

جناب گورنر : اس میں کوئی شک نہیں جس کا کام بند بنانا ہے جس کا کام اس کو maintain کرنا ہے وہی اس کو قابو کریں ۔ وہ میں نے دیا ہے ۔ دریاؤں کی سائنس بہت مشکل ہے یہ میں مانتا ہوں ۔ لیکن اتنا وقت نہیں لگنا چاہئے کہ چھ چھ سال لگ جائیں ۔ اتنا وقت نہیں لگنا چاہیے۔ اور پھر وہ لیبارٹری کسی کام کی نہیں ہے ۔ میں سیکرٹری آبپاشی سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا دریاؤں کی study کے لیے الگ لوگ ہیں ۔

سیکرٹری آبپاشی : اس کے لیے عملہ ہے وہ نندی پور میں تجربات کرتے ہیں ۔ عام طور پر ایک تجربے میں چار چھ مہینے لگ جاتے ہیں ۔ اور ہر جگہ محکمہ انہار کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ بعض چیزیں محکمہ انہار کی نہیں ہیں ۔ محکمہ انہار براہ راست ہیڈ ورکس کے بچاؤ کے لیے ذمہ دار ہے ۔ شہروں کے لیے اس کا براہ راست ذمہ نہیں ہے ۔ لیکن جہاں فیصلہ کر دیا جائے۔

کہ کام اس نے کرنا ہے اس وقت وہ آ کر شروع کرتا ہے ۔ ملتان روڈ بند کا فیصلہ اگست 1978 میں ہوا تھا اور 79 1978 میں بننا شروع ہوگیا تھا ۔ اس میں تجربات شروع ہوگئے تھے اور موقع پر کام شروع ہو گیا تھا ۔ جولائی 80-1979 میں مکمل ہو گیا تھا یہ غلط فہمی ہے کہ محکمہ دس سال تجربہ کرنے میں لگاتا ہے ۔ فیصلہ ہونے میں لگ جاتے ہونگے مگر ایک دفعہ فیصلہ ہو جائے کہ کام کرنا ہے تو اس میں 5 یا 6 مہینے سے زیادہ نہیں لگتے ۔

جناب گورنر : یہ کہنا کہ 5 یا 6 مہینے سے زیادہ نہیں لگتے درست نہیں ۔ میں اور کسی چیز کو جانتا ہوں یا نہیں مگر راوی کے متعلق ضرور جانتا ہوں کیونکہ اس کے متعلق میں ایک سال سے کہہ رہا ہوں لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا ۔

جناب محمد نواز شریف (وزیر مالیات) : جناب والا ! دریاؤں کی ریت بیچنے کے ٹھیکے تیس تیس سال سے دئیے ہوئے ہیں ۔ اور ان لوگوں کو دئیے ہوئے ہیں جن کی یہ زمین نہیں ہے ۔ ہوتا یہ ہے کہ جس کو ریت بیچنے کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے وہ بجائے اس کے کہ دریا کے اندر جائیں نزدیک سے کھودنا شروع کر دیتے ہیں ۔ ظاہر ہے وہ جگہ نیچی ہو جائے گی اور پانی کا بہاؤ ادھر ہو جائے گا ۔

جناب گورنر : میرے خیال میں جہاں شہروں کے نزدیک دریا ندیاں بہتی ہیں ان کو regulate کرنا پڑے گا ۔ اس کے بغیر کام نہیں ہوگا ۔

چوہدری ہارون الرشید تھیم (چیف آرگنائزر انجمن کاشت کاراں پنجاب حافظ آباد ، ضلع گوجرانوالہ) : جناب جو لوگ دریاؤں کے کنارے پر رہتے ہیں وہ ہمارے ہی رشتہ دار ہوتے ہیں ہم بھی آپس میں بیٹھ کر سائنس کی طرح تجربہ لگاتے ہیں آخر یہ کیا چیز ہے بزرگوں کے زمانے میں کیا تھا اور ہمارے زمانے میں کیا ہے اور کیا ہونے والا ہے در اصل دریاؤں کے اپنے بیڈز اونچے ہوگئے ہیں ۔ جس کی وجہ سے وہ اپنا پانی برداشت نہیں کر سکتے ۔

ہیڈز کیوں اونچے ہوئے ہیں - ہم دیہاتی لوگ بیٹھ کر اندازہ لگاتے ہیں - جگہ جگہ ڈیم بنے ہیں جگہ جگہ ہیڈز بنے ہیں جگہ جگہ پل بنے ہیں - جو دریاؤں کو بہنے کی آزادی تھی وہ اب نہیں رہی ہے - ایک واسطے پر بہنے کی وجہ سے دریاؤں کے ہیڈز اونچے ہوگئے ہیں - ان کے متعلق کیا اور کیسے کیا جائے - ہم دیہاتی سوچ سوچ کر بالکل مایوس ہوگئے ہیں یہ قدرت کا نظام ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیسے کنٹرول کریں - دوسرے بھائی بھی اس سلسلے میں کھڑے ہیں میں اس کے متعلق تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں میں ایک مرتبہ جنڈیالہ شیر خان گیا وہاں مسجد میں چلا گیا تو یہ شعر لکھا تھا -

نہیں وجدے دریاواں نوں بند

یہ شعر سو سال سے آپ کی مسجد پہ لکھا ہوا ہے -

تہ بازاری

حاجی محمد اسلم بٹ (چیئرمین میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) : جناب چیئرمین گزارش ہے کہ میں دو تین چیزیں مختصراً عرض کروں گا ایک تہ بازاری کے متعلق ہے ، دوسری صنعت کے متعلق ، تیسری مارکیٹنگ کے متعلق - میں بڑا مختصر عرض کروں گا اور لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا - تہ بازاری کے متعلق کئی مرتبہ سفارشات منظور کی گئی ہیں - اس میں تفصیل سے نہیں بتایا گیا ہے - وہ اس طرح سے ہیں کہ ایک لائن میں سب بیٹھے ہیں - کچھ تو تہ بازاری دیتے ہیں کچھ لوگ جو اسی لائن میں بیٹھے ہیں وہ تہ بازاری نہیں دیتے - جب تک کونسلر صاحبان نہیں آئے تھے اس وقت محکمہ والوں نے رشوت کا یہ چور دروازہ کھول رکھا تھا - مثال کے طور پر 20 دوکاندار ہیں ان میں 6/5 تہ بازاری کی رقم دیتے ہیں اور باقی نہیں دیتے - اس لیے یہ مسئلہ بڑا سنگین ہے اس کو کیسے نبٹایا جائے - جو ایک لائن میں ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں ہمارا ساتھ والا تہ بازاری نہیں دیتا میں کیوں دوں - کیا ان کی پرچی کاٹیں یا نہ کاٹیں ؟ ہم انہیں اٹھا

بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ بھی لائن میں ہیں ۔ اور جو تہ بازاری نہیں دے رہے وہ بھی لائن میں ہیں ۔ اس کے متعلق آپ فرمائیں ہم کیا کریں ۔

جناب گورنر : میاں صاحب آپ نے اس کا کیا کیا ؟

میاں شجاع الرحمن (لاہور) : جن کے پاس پکی تہ بازاری ہے ہم ان سے پیسے لے رہے ۔ ہیں جو لوگ پچھلے آٹھ دس سالوں سے بیٹھے ہیں ان میں سے کئی لوگوں کو اٹھا دیا ہے باقی لوگوں سے ہم پیسے نہیں لے رہے ہیں ۔ کوشش بھی ہے کہ ان کو خالی کرایا جائے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (گوجرانوالہ) : یہ بات نہیں ہے وہ سالہا سال سے ایک ہی لائن میں بیٹھے ہیں جس وقت سے وہ بیٹھے ہیں اسی وقت سے وہ بیٹھے ہیں ۔ کچھ دیتے ہیں اور کچھ نہیں دیتے جو دیتے ہیں وہ محکمہ والوں نے رشوت کا چور دروازہ رکھا ہوا تھا ۔

جناب گورنر : سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات آپ بتائیں ۔

نواب زادہ غلام قاسم خان خاکوانی (کنونئر برائے سبجیکٹ کمیٹی لوکل گورنمنٹ و دیہی ترق) : جناب والا ! میں اس کا کنوینر ہوں ۔ میں نے شروع ہی میں گزارش کی تھی کہ 5 جولائی 1977 کے بعد جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے لیے مارشل لاء کا ضابطہ ہے اور جو اس سے پیشتر بیٹھے تھے ان کو regularise کر دیا گیا ہے میں نے گزارش کی تھی کہ جب سے ہم لوگ آئے ہیں وہاں ایسے لوگ بھی بیٹھے ہیں جن کو regularise نہیں کیا گیا ۔ جب سٹاف کو کہتے ہیں تو وہ کھلم کھلا کہتے ہیں کہ ہمارے پاس لسٹیں موجود ہیں آپ ہمیں اجازت دیں ہم ان سے باقی سالوں کا بقایا لے کر دے دیتے ہیں اور وہ بھی دینے کو تیار ہیں اور اپنی دوکانوں کو ریگولر کرانا چاہتے ہیں ۔ ہم نے کہا نہیں کیونکہ جب یہاں پہلی دفعہ میٹنگ ہوئی تھی اس میں آپ بھی تشریف فرما تھے اس وقت فیصلہ ہوا تھا کہ تہ بازاری کی اجازت دے دی جائے ۔ میں جب ملتان گیا تو وہاں سے میں نے سیکرٹری صاحب کی خدمت میں لکھا کہ ان کو ریگولر کرنے کے لیے

ہمیں چٹھی لکھی جائے۔ تاکہ ہم اس کی رو سے شروع کریں ۔ اس کے بعد آپ کی visit گوجرانوالہ اور لاہور میں ہوئی کچھ لوگوں نے وہاں بھی عرض کیا ۔ تہ بازاری اتنی زیادہ ہے کہ ٹریفک میں رکاوٹ ہے لوگ شاپنگ نہیں کر سکتے خواتین بازاروں میں شاپنگ کے لیے نہیں جا سکتیں ۔ تو آپ نے اس کو reconsider کرنے کے لیے کہا ۔

جناب گورنر : در اصل اس میں کوئی شک ہوگا ۔ میں عرض کروں کہ اس میں ایک اصول involved ہے میں اس کو بدل نہیں سکتا ۔ جب میں سیکرٹری ڈیفنس تھا تو وہاں بھی میں نے دیکھا کہ کنٹونمنٹ کے علاقوں کے سلسلے میں ایک اصول involve ہے اس کو جب آپ recognise کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ Encroachment کو recognise کر کر رہے ہیں ۔ آپ یہ کیسے کریں گے ۔

نواب زادہ غلام قاسم خان خاکوانی (کنوینئر) : بالکل درست ہے میں مانتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے اور اس میں ایک چیز اور بھی ہے ۔ اس کو میں raise کر کے 60 سے 100 بھی کر سکتا ہوں ۔ پچاس اوروں کو بھی back date سے تہ بازاری الاٹ کر کے شامل کر سکتا ہوں ۔ یہ ہو سکتا ہے اور possibility بھی ہے ۔

جناب گورنر : میں آپ سے یہ توقع ہی نہیں کر سکتا ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب سے میں کونسلر منتخب ہو کر آیا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ شہر والوں نے ان کے ذریعہ جو پریشر ڈالا ہے ۔ اس لیے یہ ممکن ہے ۔

جناب گورنر : میں نے میاں صاحب سے یہ سوال کیا تھا کہ یہ لوگ وہاں کیوں بیٹھے ہیں ؟ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں ۔ روزی ، قصہ کہانی ۔ یہ وہ ۔ آنکھ بند کر کے خود اس میں مل گئے ۔ خود کھایا خود پیا لیکن وہ جو سڑکیں آپ نے بنائی تھیں ۔ وہ جو بازار آپ نے بنائے تھے

وہ تنگ سے تنگ تر ہوتے چلے گئے ۔ اب حقیقت یہ ہے کہ وہاں جو لوگ بیٹھے ہیں ، ان میں سے آدھے کرایہ دے رہے ہیں اور آدھے نہیں دے رہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ کھا رہے ہیں اور وہ کھلا رہے ہیں ۔ اب ایک شہر کے نقطۂ نظر سے ان سڑکوں کو آپ کھلا کرنا چاہتے ہیں یا ان کو وہیں چھوڑنا چاہتے ہیں ۔ کیا اس میں ہمیں یہ حل ملتا تھا کہ کہیں اور جا کر جگہ بنائیں یا کوئی اور بازار بنائیں ؟ کیا اس کی ضرورت ہے؟ یہ تو ہر شہر کا اپنا اپنا مسئلہ ہوتا ہے ۔ یہ تو آپ لوگوں نے ، میئروں نے مل کر ان پر فیصلے کرنے ہیں ۔ آیا آپ اپنے شہروں کو کھولنا چاہتے ہیں یا انہیں بند کرنا چاہتے ہیں ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اگر کسی کی روزی کسی ریڑھی پر لگی ہوئی ہے تو اسے توڑوں ۔ اسے روزی کی ضرورت ہے ۔ تو سوال یہ پیدا ہے کہ ہر شہر کے اپنے اپنے مسائل ہیں ۔ پہلے آپ کوشش کریں اور دیکھیں کہ آیا آپ انہیں کوئی متبادل جگہ دے سکتے ہیں ۔

سٹی کا پلان ۔ سڑک کا پلان آخر کسی نے تو اس کو بنایا ہے ۔ چاہے وہ ٹیڑھی پلان ہے یا سیدھی پلان ہے ۔ یہ تو آپ لوگوں نے بیٹھ کر اپنے اپنے شہر کے لیے جواب دینا ہے ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس میں پرنسپلز (involved) ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج آپ نہ کریں ۔ کل کر لیں ۔ آپ سال بعد کر لیں مگر اپنے دماغ پر تھوڑا سا وزن ڈال کر ایک ایکسرسائز ضرور کیجیے کہ کیا ہم ان کے لیے اور جگہ ڈھونڈ سکتے ہیں جہاں کہ ان کو تقریباً وہی روزی مل سکے ۔ وہ بھی خوشی سے چلا جائے گا اور آپ کی سڑکیں بھی کھلی ہو جائیں گی ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : جناب والا ! جیسا کہ گوجرانوالہ کے میئر فرما رہے ہیں واقعات یہ ہیں ۔ کہ پہلے ہی ہماری سڑکات پر تہ بازاری موجود ہے جو ریگولر ہے اور جولائی 1977ء سے پہلے کی ہے ۔ اب ان میں اگر وہ ایسی جگہ پر بیٹھ گئے ہیں جہاں سڑک پر رکاوٹیں ہیں ۔

جناب گورنر : اگر تو وہ اصول پر فٹ ہو رہا ہے یعنی آپ یہ قبول

کرتے ہیں کہ آپ کو اتنی چوڑی سڑک چاہیے۔ تو وہ آپ پر اور آپ کے شہر پر منحصر ہے۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی : جناب والا ! میں اس کا ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

جناب گورنر : میں ان تہ بازاریوں کے متعلق کہہ رہا ہوں جن کو آپ نے regularise کیا ہے اگر تو اس اصول میں اس پلان میں یہ آتا ہے تو پھر کبھی نہ کبھی آپ نے ان کو ہٹانا ہے۔ شیخ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر شہر کا اپنا اپنا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر آپ نے بطور کونسلر یہ قبول کر لیا ہے کہ یہ جو گلی کشادہ تھی اب ڈبی بازار بن گئی ہے۔ اگر اب وہ ڈبی بازار قبول کرتے ہیں تو یہ آپ کے اوپر ہے۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی : جناب والا ! وہ دکانیں، وہ تہ بازاری کی جگہ ہم نے ناجائز تجاوزات سمجھ کر ہٹا دی ہیں جو سڑکوں کے اندر آ گئی ہیں۔ جو انہوں نے ناجائز تجاوزات کر لی ہیں وہ ہم نے ہٹا دی ہیں۔ اس کی ہم مثال قائم کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تو اس لائن پر جانا چاہتے ہیں جس لائن پر چاہے ہی تہ بازاری ہے۔

جناب گورنر : اگر اس لائن کو آپ طے کر لیں کہ اب ہماری لائن یہ نہیں، یہ ہوگی جو اس لائن کے اندر ہیں اس کے متعلق فیصلہ آپ کریں۔ لیکن میں ذرا ان سے سننا چاہوں گا۔ شیخ صاحب آپ بھی میئر ہیں آپ ذرا بات کریں۔

جناب شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن، راولپنڈی) :
جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ تہ بازاری کی کسی طور پر بھی حوصلہ افزائی کرنا اور کسی شکل میں بھی اسے regularise کرنا مناسب نہیں ہے۔ اب جناب اسلم بٹ صاحب کا مسئلہ یہ ہے کہ ایک لائن ہے اور کچھ لوگ اس پر regular طریقے سے بیٹھے ہیں باقاعدہ ان کے پاس لائسنس ہے اور ان کو اجازت ہے۔ کچھ لوگ اس میں موجود ہیں جن کو اجازت نہیں ہے لیکن لائن وہی آتی ہے۔ اب اپنا

اپنا طریقہ کار ہے ۔ آج سے پانچ سال پہلے راولپنڈی میں ایک کمشنر صاحب تھے (جن کا میں نام نہیں جانتا) انہوں نے اس کا حل یہ تجویز کیا تھا کہ پابندی لگا دی جائے ۔ کچھ ہمارے میونسپل بائی لاز ہیں ۔ جن کے تحت ہم نقشے منظور کرتے ہیں ۔ تو اس وقت کے کمشنر صاحب نے یہ بھی تجویز کیا تھا کہ ایک بلڈنگ پلان کمیٹی علیحدہ بنا دی تھی ۔ اس میں ایس ۔ ای ، ہائی وے چیئرمین تھا اور اس میں کمشنر اور کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر بھی شامل تھے ۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ ہر حالت میں بیس فٹ موجودہ سڑک سے ہٹ کر نقشہ منظور کیا جاتا ہے وگرنہ کسی صورت میں نقشہ منظور نہیں ہوتا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس پانچ سات سال کے عرصہ میں بیس پچیس مکانات ایسے بن گئے ہیں جو بیس فٹ ہٹ کر بن گئے ہیں ۔ اب اگر کمشنر صاحب یہ سوچیں کہ جو چالیس مکانات بن چکے ہیں دس کی اور گنجائش ہے اور ہم ان دس کو بھی اجازت دے دیں تو وہ غلط تھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب پانچ دس سال کے بعد جو نئی تعمیر ہوگی اسے کچھ نہ کچھ پیچھے ہٹا کر بنانا پڑے گا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک لمبے عرصے کے لیے منصوبے بنانے چاہییں ۔ اس میں ناجائز تجاوزات ، تہ بازاری وغیرہ کی کسی صورت میں اجازت نہیں دینی چاہیے ۔

جناب گورنر : میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ اس میں تو ایک اصول ملوث ہو جاتا ہے ۔ یہ ہر شہر کے لیے اپنا ہوگا کہ آپ لوگ وہ لائن کہاں کھینچنا چاہتے ہیں ۔ وہ میں بھی جانتا ہوں ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میئر صاحبان کو شہر کی اپنی لکیر کہاں کھینچنا چاہیے ۔ انہوں نے اس کا تھوڑا سا لانگ ٹرم حل سوچا ہے کہ جو نئے گھر بننے ہوں گے ان کی لائن کیا ہوگی ۔ یہ تو آپ کے اوپر ہے ۔ اصول اس میں ضرور ملوث ہوتے ہیں ۔ کسی وجہ سے وہ گھر ضرور بن گئے ہیں ۔ تو آیا آپ نے اس لائن کو منظور کرنا ہے یا نہیں ان کو چھوڑنا ہے یا نہیں ۔ یہ ہر شہر کا اپنا اپنا ہوگا ۔ لیکن اصولاً یہ چیز غلط ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : جناب والا ! ایک چیز کا آج فیصلہ ہو جانا چاہیئے کیا ہم اس کرپشن کو regularise کرتے ہیں کہ جو پیسے ان سے لیے جا رہے ہیں اور ان کو اجازت ہے کہ وہ وہیں بیٹھے رہیں ؟

جناب گورنر : نہیں ۔ یہ کرپشن کہاں سے ہوئی اس کا آپ کو پتا ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! جب میں ممبر منتخب ہوا تھا تو ہمارا یہ اصول تھا کہ ہم انہیں صرف جھابڑی لگانے کے لیے جگہ دے دیتے اور وہ شام کو اپنی جھابڑی اٹھا کر وہاں سے چلے جاتے تھے ۔ اب بعد میں کھوکھوں کا سلسلہ شروع ہوا اور سڑکیں بند ہونی شروع ہوئیں ۔ اصولاً یہ غلط ہے ۔ میں نے آپ کو پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ کو کوئی قانون بنانا پڑے گا ۔ جو لوگ اپنی عمارت کھڑی کر لیتے ہیں اور جا کر stay order لے آتے ہیں ۔ اس کے متعلق ایک قانون غالباً کراچی والوں نے بنایا تھا ۔

جناب گورنر : ہم اس پر بھی آ رہے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا ! آپ بھی ہمارے ہاتھ مضبوط کریں ۔ ان کو ہٹانا چاہیے ۔ ورنہ ڈیفینس کے لحاظ سے یہ بہتر نہیں ہے میں تو سول ڈیفینس کا آدمی ہوں ۔ میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ آگ لگ گئی تو وہاں تک کیسے پہنچیں گے ۔ شہر کا برا حال ہے ۔ جناب والا ! میں 10 یا 18 سال وارڈ کا ممبر رہا ہوں ۔ میرے وارڈ میں آپ کو ایک بھی کھوکھا نظر نہیں آئے گا ۔ مگر جنہوں نے لگوائے ہیں ۔ مال بنایا ہے یہ تو ان کے اوپر منحصر ہے ۔ جو نہیں لگانے دیتے انہوں نے نہیں لگانے دیا ۔ بہت سے ایسے کونسلر بھی ہیں جنہیں میں دیکھتا رہا ہوں کہ بیس سال ان کے وارڈ میں ایک کھوکھا بھی نہیں لگا ۔ کوئی اس قسم کی تجاوزات نہیں ہیں ۔ بعد میں اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے ۔ مگر اصولاً یہ چیز غلط ہے ۔ اسے روکنا چاہیے اور اسے وہاں سے ہٹانا چاہیے ۔ آپ کب تک ان کو برداشت کرتے جائیں گے ۔

جناب گورنر : میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کو آپ اپنے شہر کی طبیعت کے مطابق resolve کریں - بہتر یہ ہوگا کہ آپ صاحبان یہاں پر آئے ہوئے ہیں - چار پانچ دن آپ یہاں ہیں اور چار پانچ دن ممبر صاحبان بھی یہاں ہیں - آپ بتائیں کہ آپ نے اپنے شہر میں اس چیز کو کس طرح solve کیا ہے -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : جناب والا ! میں نے تو آج تک اس سلسلہ میں ایک پرچی بھی نہیں کاٹی ہے - مجھے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں - - - -

جناب گورنر : ٹھیک کیا ہے آپ نے -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : مگر میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ جب ہم ان کو ہٹانا چاہتے ہیں تو اوپر سے ہدایت آجاتی ہیں - کہ ان کو نہ ہٹائیں یا ان کو جلدی نہ ہٹائیں - - -

جناب گورنر : اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ کرتے ہوں گے یا کوئی کرتا ہوگا - ہم بھی کرتے ہیں - اس میں جب تک آپ ان کے لیے alternative نہیں سوچتے تو وہ بھی - - -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : بالکل نہیں جناب والا ! ہم encroachers کو کیسے alternative دیں -

جناب گورنر : You will have to face the problems . میں تو پہلے کہتا ہوں کہ کسی وجہ سے وہ آجاتا ہے - کیوں آتا ہے آپ چاہتے ہیں ایک تو بطور شہر کے - -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) : Because there are persons already sitting there. پہلے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے آجاتا ہے - - -

جناب گورنر : اس پر ہم تمام کو بیٹھ کر دیکھنا چاہیئے - آپ تمام ممبر صاحبان بیٹھیں ایک کمیٹی بنا لیں گے - کیوں کہ

اس میں human problems بھی ہیں ۔ وہاں پر یہ چیز کیوں ہوئی ہے ، کیسے ہوئی ہے ۔ یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ یا تو ہم اتنے ایماندار ہوتے کہ ہم ان کو پہلی اینٹ وہاں نہ رکھنے دیتے ۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے ۔ ایک problem ہے سوچیں کہ اس کو ہم نے کیسے resolve کرنا ہے ۔ بڑی عقلمندی اور بڑے پیار کے ساتھ اسے حل کریں ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) :

جناب والا ! میں یہ عرض کروں کہ جب کوئی صنعت لگائی ہوتی ہے اس کا باقاعدہ طور پر سروے کرنا چاہیے ۔ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ بہت سی صنعتیں یکدم لگ جاتی ہیں اور بعد میں بند کرنی پڑتی ہیں ، مثال کے طور پر وولن کے جتنے کارخانے ہیں وہ ایک سال سے بند ہیں ۔ اس وجہ سے کہ شروع شروع میں اس صنعت میں خاصا منافع تھا لوگ اس میں دھڑا دھڑ جانا شروع ہوگئے ۔ کسی نے یہ نہ سوچا کہ مال کی کھپت کتنی ہوگی ۔ میرے خیال میں آج کروڑوں روپے کا زر مبادلہ ضائع ہوا ہے ۔ بہت سے وولن کے کارخانے بند پڑے ہوئے ہیں ۔ نقصان کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں ۔ یہی حال جناب والا ! پیپر پرنٹنگ مشینوں کا ہے (Silter machines) سلٹر مشینوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے ۔ جس سے تلہ بنتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہتر ہوگا کہ کوئی صنعت لگانے سے پہلے اس کا سروے کر لیا جائے تو ہم تبھی بچ سکتے ہیں ورنہ قوم کا پیسہ ضائع ہوگا دوسری عرض یہ ہے کہ ابھی ابھی باڑہ مارکیٹ اور سمگلنگ کے متعلق بات ہوئی ہے وہ اس طرح سے ہوتی ہے کہ اس میں پی ۔ آئی ۔ اے کے آدمی بھی involve ہیں ۔ رات کو صلاح مشورہ کرتے ہیں کہ کل ہانگ کانگ جایا جائے وہاں سے کچھ سامان لایا جائے ۔ وہاں جاتے ہیں ہانگ کانگ سے سنگاپور چلے جاتے ہیں ۔ 10،15 ٹرنک ہوتے ہیں ان کو سوٹ کیس نہیں کہا جا سکتا ۔ وہ بڑے بڑے ٹرنک ہوتے ہیں اس میں کافی مال ڈال لیتے ہیں اور اس کو یہاں لانے کا ایک ہزار روپیہ فی ٹرنک مقرر ہوتا ہے ۔ جب مثال کے طور پر میں نے وہاں سے 10 ٹرنک لے لیے اور میں نے وہاں وہ پی آئی اے

والوں کو دے دیئے اور ہم نے ان سے وہاں یہ کہا کہ یہ میرے گھر دے دینا - مجھ سے یہاں دس ہزار روپیہ لے لو - ہوتا یہ ہے جناب والا ! کہ جب میں وہاں سے آجاتا ہوں - کسٹم تو میں دیتا نہیں ہوں تو میرے آنے کے چند گھنٹے کے بعد جب پی آئی اے کی پرواز آتی ہے تو سامان خود بخود میرے گھر آ جاتا ہے - یہ صحیح واقعات ہیں - ایسا ہوتا ہے یہ میں نے غلط نہیں کہا میں اس کا ثبوت دینے کے لیے تیار ہوں - یہ جتنی یہاں پر باڑہ مارکیٹیں ہیں یہ سب اس کی پیداوار ہیں - ایک ایکسپورٹ سکیم نکلی ہے جس کے تحت لوگ کچھ کپڑا وغیرہ ایکسپورٹ کرتے ہیں - مثلاً اس کا ریبیٹ (rebate) 45 فیصد ملتا ہے - جناب دو تین روپے گز کا لٹھا ہوتا ہے یہ اسے سلکی ریشمی کپڑا بنا کر اس کا ریٹ 12 روپے گز لگا لیتے ہیں - ریبیٹ (rebate) اس کی ساڑھے پانچ روپے لے لیتے ہیں - یہ کروڑوں روپے کی بات ہے سینکڑوں ، ہزاروں یا لاکھوں روپے کی نہیں - ایسا روزانہ ہوتا ہے اور یہ بلوچستان سے ہو رہا ہے - کوئٹہ سے ٹرک جاتا ہے - وہ پیسے دیتے ہیں وہاں پر مہریں لگتی ہیں اور اس طرح سے مہریں لگوا کر ٹرک وہ کپڑا واپس لے آتا ہے اور پھر وہ ٹرک دوبارہ جاتا ہے - اور مہریں لگوا کر کپڑا واپس لے آتا ہے اور یہاں آ کر پھر اسے باہر کا ریشمی کپڑا بنا کر بیچا جاتا ہے - تو یہ بات ہے جناب ! اگرچہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے لیکن یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کا معاملہ ہے کسی نہ کسی طرح سے وفاقی حکومت کو یاد داشت بھجوائیں کہ یہ سلسلہ بند ہو جائے -

جناب گورنر : بٹ صاحب آپ کا شکریہ - وزیر صنعت نے ان کے سوالات نوٹ کر لیے ہوں گے کل وہ اس بارے میں جواب دیں گے - اب اگلا آئیٹم - Next item please اب پانچ منٹ کا Break کر لیں یہ ذرا اپنا apparatus سیٹ کر لیں اس کے بعد 4 بجکر 20 منٹ پر دوبارہ شروع کریں گے -

جناب گورنر سے وفود کی ملاقات کا اعلان

جناب اناؤنسر : حضرات ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیے ۔ نئے پروگرام کے مطابق اگلے تین روز میں گورنر پنجاب کونسلرز کے وفود سے ملاقات کریں گے ۔ ہر وفد پانچ سے سات ارکان پر مشتمل ہوگا اور ہر وفد کی ملاقات کے لیے پندرہ منٹ ہوں گے ۔ کونسلرز حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے وفود کے گروپ تشکیل کرکے ان کی فہرست Addl. Director Local Government کو آج شام تک دے دیں تاکہ ان کی ملاقات کے لیے وقت مقرر کیا جا سکے اس مقصد کے لیے تمام ڈویژنل کمشنرز اور ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ اجلاس کے بعد ہال میں موجودہ رہیں گے ۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 4.20 تک ملتوی کر دی گئی)

جناب گورنر : چار بج کر 25 منٹ پر تشریف لائے اور اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ پنجاب کا خطاب

1980-81ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جائزہ

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (جناب خالد جاوید صاحب) **:** جناب گورنر اور معزز ارکان کونسل میں آپ کے سامنے ترقیاتی پروگرام 1980-81ء کا جائزہ پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! اس کے لیے ہم نے سلائیڈیں بنائی ہیں اور معزز ممبران کو گوشوارے سمجھنے میں آسانی ہوگی ۔ (اس مرحلہ پر ترقیاتی پروگرام کی سلائیڈ دکھائی گئی ۔) تو جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ شعبہ وار مختلف محکموں میں جو کچھ خرچ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے ۔ (اس کے بعد دوسری سلائیڈ دکھائی گئی) جناب والا ! چونکہ سلائیڈ بہت بڑی تھی ۔ اس لیے اس کو دو حصوں میں دکھایا گیا ہے ۔

جو کچھ سلائیڈ میں دکھایا گیا ہے میں اسے پڑھ بھی دیتا ہوں شاید یہاں اتنا واضح نہ ہوا ہو۔

ایگریکلچر ۔ 160 فیصد

لائیو سٹاک ۔ 99.31 فیصد

جنگلات ۔ 96.66 فیصد

فشریز ۔ 88 فیصد

کواپریٹیو ۔ 100 فیصد

سڑکیں ۔ 99 فیصد

رورل ڈویلپمنٹ ۔ 84 فیصد

صنعت ۔ 73 فیصد

اریگیشن ۔ 88 فیصد

ٹاؤن پلاننگ ۔ 92 فیصد

کم آمدنی والے ہاؤسنگ سکیم ۔ 99 فیصد

اربن واٹر سپلائی ۔ 101 فیصد

گورنمنٹ سرونٹ ہاؤسنگ سکیم ۔ 97 فیصد

گورنمنٹ آفسز بلڈنگ ۔ 91 فیصد

اربن ڈویلپمنٹ ۔ 67 فیصد

ایجوکیشن ٹریننگ ۔ 92 فیصد

صحت ۔ 104 فیصد

سوشل ویلفیر ۔ 91 فیصد

مین پاور ۔ 128 فیصد

آپ اس سے اندازہ لگائیں گے کہ بہت سے محکمہ جات پر نہ صرف یہ کہ پورا خرچ کیا گیا بلکہ بعض محکمہ جات نے اس سے بھی زیادہ خرچ کیا ۔ میں جوں جوں ہر شعبے کے بارے میں عرض کروں گا اس کے ساتھ ساتھ میں جہاں کہیں کمی ہے اس کی وضاحت بھی کروں گا ۔

زراعت کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

سب سے پہلے میں زراعت کے بارے میں کچھ گزارش کرتا ہوں یہ ہمارا سب سے اہم شعبہ ہے محکمہ زراعت کے لیے ہم نے 44 کروڑ اور 22 لاکھ روپے مختص کیے تھے اس کے مقابلہ میں 74 کروڑ 32 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اس محکمہ کی منصوبہ بندی کے بارے میں دو ۔ تین اہم نقاط ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔

ماضی میں یہ دستور رہا ہے کہ زیادہ تر محکمہ زراعت کو مالی امداد (جس کو ہم subsidy کہتے ہیں) ان کی سکیموں کے لیے دی جاتی تھی ۔ بیج ، کھاد ، pesticides ، زرعی مشینری اور بہت سے دوسرے پروگراموں کے لیے سال 81-80ء میں جو حکمت عملی تھی وہ آہستہ آہستہ اس کے برعکس کر دی گئی ۔ کچھ جگہ پر یہ pesticides تھیں وہاں پر subsidy یا مالی امداد ختم کر دی گئی ۔ دوسرے پروگراموں میں بھی اس کو آہستہ آہستہ کم کر دیا گیا یہ ایک نمایاں پہلو تھا ۔ 81-80ء میں اس کی وجہ یہ تھی کہ جو بہت سی مالی امداد تھی وہ ٹھیک طرح سے استعمال نہیں ہوتی تھی اور خیال تھا کہ اگر اس پیسے کو زراعت کے لیے ہی کسی طرح سے خرچ کیا جائے تو اس سے بہتر اور خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکیں گے ۔

دوسرا نقطہ جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ہم نے زراعت کے شعبہ میں 81-80ء میں کوشش کی ہے کہ کاشتکار کو وہ تمام بنیادی سہولتیں اور تمام بنیادی چیزیں مہیا کی جائیں جس سے زرعی انقلاب برپا ہوتا ہے کیونکہ یہ ہمارا تجربہ ہے میرے پاس ان بنیادی چیزوں کے چند ایک اعداد و شمار ہیں اور یہ میں آپ کو بتاتا چلا جاؤں گا ۔

بیج کے لیے ہم نے کوئی تقریباً تین کروڑ اور 47 لاکھ روپے مختص کیے تھے جو کہ سارے خرچ ہو گئے اس میں دو بڑی چیزیں تھیں ایک پنجاب سیڈز کارپوریشن کے لیے ایک کروڑ 83 لاکھ روپے ہم نے دیئے اور

دوسرے یہ تھی کہ بہتر بیج خریدنے کے لیے کچھ رقم دی گئی اس کے لیے ایک کروڑ 40 لاکھ روپے کی مالی امداد بھی دی گئی ۔ اس سال 5 لاکھ ٹن کے قریب گیہوں کے ، چار لاکھ پچاس ٹن کے قریب کپاس کے ، 13 ہزار ٹن کے قریب چاولوں کے اور 15 ہزار ٹن کے قریب مکئی کے عمدہ بیج کے لیے رقم فراہم کی گئی ۔

دوسری بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا وہ پانی کے متعلق تھی ، پانی کی کمی تو کاشتکار کو ہمیشہ محسوس ہوتی ہے ہمارے بیشمار پروگرام ہیں حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ نہروں میں پانی کی سپلائی برقرار رہے اور ٹیوب ویلوں کے پروگرام بڑے زور و شور سے چلائے جائیں ۔ لیکن اس کے باوجود پانی کی کمی محسوس ہوتی ہے اور پانی زراعت کے لیے بڑا critical input ہے میں نے اس سلسلے میں یہ سوچا کہ اگر ہم پانی نہیں بڑھا سکتے تو کم از کم اس پانی کو بچایا جائے جو ضائع ہو جاتا ہے تحقیق نے ثابت کر دیا کہ کاشتکار کو جو پانی مہیا کیا جاتا ہے ، اس کا بیس سے تیس فیصد حصہ کسی نہ کسی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے تو اس طریقے سے وہ پانی بچایا جا سکتا ہے لہذا پانی کی فراہمی زیادہ کرنے کے لیے کھالوں کی improvements کا جو پروگرام تھا وہ بڑے زور و شور سے شروع کیا گیا ۔ سال 81-1980ء میں 126 کھالے درست کیے گئے اس سے پہلے 80-79ء میں تقریباً دس ہزار کھالے درست کیے گئے تھے اور 82-81ء میں ہمارے پروگرام میں تقریباً 15 ہزار کھالے ہیں جن کو درست کیا جاتا ہے ۔ ان کے بارے میں میں دوبارہ عرض کروں گا ۔

ان کھالوں کے لیے ہم نے کوئی 7 کروڑ 70 لاکھ روپے مختص کیے تھے ۔

اس کے بعد کئی ایسی چیزیں ہیں کہ جب تک وہ مہیا نہ کی جائیں کوئی خاطر خواہ نتائج مرتب نہیں ہو سکتے اور یہ وہ چیزیں ہیں جن میں ہم تحقیق زرعی توسیع کو استعمال کرتے ہیں تجربے میں دیکھنے میں آیا ہے

کہ نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی جو آپ بنیادی سہولتیں مہیا کرتے ہیں تو کچھ دیر تک زرعی انقلاب چلتا ہے لیکن زرعی انقلاب کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسے دیرپا قائم رکھنے کے لیے دوسری چیزوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس پر ایک emphasis کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم نے اس سال 1980-81ء میں extension کے لیے 8 کروڑ روپے مختص کے لیے۔ 7 کروڑ 70 لاکھ روپے جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا وہ پانی کے لیے تھے مشینی زراعت کے لیے ہم نے 8 کروڑ 75 لاکھ روپے رکھے تھے یہ سب کے سب خرچ ہو گئے بلکہ کچھ زیادہ ہی خرچ ہو گئے اس میں دو کروڑ روپے ٹیوب ویلوں کی subsidy تھی ۔ 34 لاکھ روپے کی رقم ادارہ مشینری زراعت اور 17 لاکھ روپے ترقی تحقیق کی تربیت اور 17 لاکھ روپے ورکشاپ وھاڑی اور قصور کے لیے خرچ کیے گئے ۔ زرعی تحقیق کے لیے ہم نے دو کروڑ روپے مختص کئے جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ زرعی تحقیق اور ترقی دونوں ہی ہمارے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں ۔ تقریباً تین کروڑ روپے اس شعبہ کے تحت مختص کیے گئے بجلی اور ٹیوب ویلوں کے لیے اس کے تحت اس پروگرام کا بھی آغاز کیا گیا جس کے بارے میں جب 1981-82ء کا ذکر آئے گا تو میں تفصیل سے کچھ عرض کروں گا ۔ اس بارے میں جناب گورنر نے بھی آج صبح ارشاد فرمایا تھا جو کہ cost sharing basis کے متعلق تھا لیکن اس تین کروڑ روپے میں 1700 ڈیزل ٹیوب ویل جو تونسہ کے علاقے میں تھے ان کو الیکٹرک کنکشنز دیئے گئے اور تقریباً 1300 ٹیوب ویلوں کو واپڈا کی طرف سے نئے کنکشنز دیئے گئے جن کے بارے میں بھی کچھ درخواستیں ان کے پاس تھیں تو یہ ایک نہایت ہی مختصر سا جائزہ زراعت کے مختلف سب سیکٹروں کے ذیلی شعبوں کا تھا ۔

افزائش حیوانات کے بارے میں ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد اس کے ساتھ ایک ملتا جلتا شعبہ ہے اور وہ شعبہ ہے افزائش حیوانات کا ۔ افزائش حیوانات کے لیے 1980-81ء میں 7 کروڑ

28 لاکھ روپے مختص ہوئے جس میں سے 7 کروڑ 23 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اس شعبہ میں ہم نے جو زیادہ تر کوشش کی وہ یہ تھی کہ بیماری کو کنٹرول کیا جائے ، مصنوعی نسل کشی اور جانوروں کی پیداوار کی خوراک کے بارے میں اس قسم کی جو improvements تھیں وہ کی جائیں اس کا میں آپ کے سامنے مختصر سا جائزہ پیش کرتا ہوں اس شعبہ میں حیوانات توسیع کے 3 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے 3 کروڑ 74 لاکھ روپے خرچ ہو گئے ۔ مرغبانی کے شعبہ کے لیے 1 کروڑ 8 لاکھ روپے تھے جس میں سے ایک کروڑ سات لاکھ روپے خرچ ہو گئے ۔ لائیو سٹاک بورڈوں کے لیے 2 کروڑ 12 لاکھ روپے تھے جس میں سے ایک کروڑ 75 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور وٹرنری ریسرچ کے لیے 39 لاکھ روپے رکھے تھے وہ سب کے سب خرچ ہوگئے۔ محکمے کے 312 شفاخانوں ، 302 ڈسپنسریوں ، 1811 مراکز میں جو طبی سہولتیں تھیں وہ مہیا کی گئیں اور مصنوعی نسل کشی کے 80 مراکز اور 189 ضلعی مراکز قائم کئے گئے اس شعبہ کو ہم اس لیے بڑھا رہے ہیں کہ شہروں میں آبادی بڑھنے کی وجہ سے گوشت اور اس قسم کی چیزوں کی قیمتوں میں بہت فرق پڑ رہا ہے اور جیسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو 16.3 گرام لحمیات ملتے ہیں جبکہ تقریباً 31 گرام ہونے چاہئیں اس تفاوت کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جنگلات کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد جو سیکٹر ہے وہ جنگلات کا ہے ۔ جنگلات کے شعبہ میں بہت سے نئے تجربات ہو رہے ہیں ۔ 82-1981ء کے پروگرام کے سلسلے میں کچھ عرض کروں گا ۔ 82 1981ء میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ محکمہ جنگلات میں جو عام پروگرام تھے وہ جاری ہیں ۔ جو جو پیسے ہم نے دئیے وہ خرچ کئے گئے ہیں ۔ حتی الوسع جو ٹارگٹ تھے وہ meet ہوئے ۔ میں ان کی تفصیل دے دیتا ہوں ۔

شجر کاری کے لیے 4 کروڑ 30 لاکھ روپے مختص تھے جس میں سے

4 کروڑ 12 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ تنظیم اصلاح جنگلات کے لیے ایک کروڑ 25 لاکھ روپے مختص تھے جس میں سے ایک کروڑ 22 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ ریگستانی چراگاہوں کے لیے 39 لاکھ روپے تھے اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لیے 20 لاکھ روپے دیئے گئے۔ جنگلات کے محکمے کی طرف جناب گورنر صاحب کی ہدایات کے مطابق خاص توجہ 82-1981ء میں دی جا رہی ہے۔ میں اس کا مختصراً ذکر کروں گا۔

چند ایک نمایاں کامیابیاں جو ہوئی ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ان کا ٹارگٹ تھا کہ سڑکوں اور ریلوے کے کنارے شجرکاری کی جائے گی۔ 1894 میل ٹارگٹ تھا 903 میل کے لیے شجر کاری کی گئی۔ اس کے بعد بلاک شجر کاری کر رہے ہیں۔ جو 9426 ایکڑ پر ہونی تھی وہ 9166 ایکڑ پر ہوئی ہے۔ نرسری 163 ایکڑ پر کی جانی تھی وہ پوری کی پوری تقریباً مکمل ہو گئی ہے۔ گملوں میں پودوں کی افزائش کا 35 لاکھ کا ٹارگٹ تھا جو 37 لاکھ کیا گیا۔ محکمہ نے اچھا کام سر انجام دیا ہے۔

اس کے بعد خوراک کا شعبہ ہے ہم نے ایک لاکھ ٹن کے لیے سٹوریج 81-1980ء میں بنایا وہ پوری کی پوری رقم خرچ کر دی گئی ہے۔ یہ 7 کروڑ 62 لاکھ کی رقم تھی اس میں سے 7 کروڑ 60 لاکھ خرچ ہو گئی ہے۔

ماہی پروری کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

اسی سال 82-1981ء میں محکمہ ماہی پروری کو 75 لاکھ دیئے گئے جس میں سے 66 لاکھ خرچ ہوئے۔ محکمہ ماہی پروری اس سے پیشتر تحقیقاتی کام کرتا تھا۔ اب ان کو مچھلی کی پیداوار بڑھانے کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔ 81-1980ء میں تین فارمز پیداوار کے لیے تھے جو 52 لاکھ روپے میں بنائے گئے۔ اب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی مدد سے ایک پراجیکٹ تیار کیا گیا ہے اس کا کل میزانیہ تین کروڑ 33 لاکھ روپے ہے لیکن اس کے لیے 81-1980ء میں 18 لاکھ

50 ہزار روپے رکھے گئے تھے جس میں تقریباً 5 لاکھ 35 ہزار روپے خرچ ہوئے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسکیم کی منظوری دیر کے بعد آئی ۔ محکمہ کے اندازہ کے مطابق 5.58 ملین پونگ کی پیداوار ہوئی اور پچھلی کی جو پیداوار ہے وہ 13200 میٹرک ٹن ہوئی ۔

دیہی ترقیات کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے سال 81-1980ء میں 19 کروڑ 79 ہزار روپے رکھے گئے جس میں سے 16 کروڑ 72 لاکھ روپے خرچ ہوئے ۔ جو ان کا بڑا پروگرام تھا اس کے بارے میں عرض کئے دیتا ہوں ۔ 123 میل نئی لمبی سڑکیں بنائی گئیں جن پر 5 کروڑ 26 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ۔ 47 میل جو لنک روڈز تھیں ان پر ایک کروڑ 36 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ۔ یہ نئی بنائی گئیں ۔ 75 وہ تھیں جو پہلے چل رہی تھیں ان کو مکمل کیا گیا ۔ ان پر تین کروڑ 62 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ۔ دیہی مراکز 5 بنائے گئے ۔ 37 پر کام جاری ہے ۔ ان پر دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا اور چھوٹی چھوٹی بہت ساری ایسی سکیمیں تھیں ۔ جن کی کل تعداد 14944 ہے ۔ ان میں سے 9797 سکیمیں مکمل کی گئیں باقی 5147 پر کام چل رہا ہے ۔ گلیوں کی پختگی اور نکاسی آب کی کچھ سکیمیں ہیں ۔ کچھ یونین کونسلوں کے دفاتر ہیں ان کی مرمت کر دی ہے ۔ اس شعبہ میں کچھ کمی خرچ میں اس لیے ہوئی کہ بہت سی سڑکیں جو بنتی ہیں یہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت بنتی ہیں اور جو عالمی ادارہ خوراک ہے اس کی امداد آنے میں کچھ دیر ہو جاتی ہے وہ جنسی امداد ہوتی ہے اس کو تبدیل کرنے ہیں بعض دفعہ کچھ مشکلات آتی ہیں ۔ بہت سا مٹی کا کام کرنا ہوتا ہے جس کے لیے آسانی سے لوگ ملتے نہیں ۔

صنعت و حرفت کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد جس شعبہ کو آپ سلائڈ پر دیکھ رہے ہیں وہ شعبہ صنعت و حرفت کا ہے ۔ صنعت و حرفت کے لیے 81 1980ء میں 4 کروڑ

75 لاکھ روپے رکھے گئے جس میں سے 3 کروڑ 51 لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ یہ رقم اس لیے تھوڑی رکھی گئی کہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ حتی الوسع صنعت و حرفت کو نجی شعبہ میں فروغ دیا جائے۔ حکومت صرف اس حد تک اس میں آئے جس سے نجی شعبہ کو بڑھنے میں مدد ملے۔ جیسے انڈسٹریل سٹیٹ ہے یہ ایسا پراجیکٹ ہے جس میں نجی شعبہ کوئی مایہ نہیں لگانا چاہتا اور بھی نئے پروگرام ہیں جو چیدہ چیدہ چیزاں تھیں ان کے متعلق میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ نظامت صنعت و حرفت کوئی 66 کروڑ روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ کچھ نئے دفاتر بنائے۔ پنجاب انڈسٹریل بورڈ نے 67 لاکھ روپے خرچ کئے جس میں سے 57 لاکھ روپے ڈیرہ غازی خان کی شوگر مل پر خرچ ہوا۔ اور جو 10 لاکھ روپیہ ہے اس سے وہ چند ایک feasibility study کے مطابق نئے پراجیکٹ بنانا چاہتے ہیں، اس کے لیے استعمال کئے۔

پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے کوئی 24 لاکھ روپے خرچ کئے زیادہ تر ڈنڈوت کا جو پول ہے اس کی deep ڈرلنگ پر خرچ کیا گیا۔ سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو 3 کروڑ 87 لاکھ روپے دیئے گئے۔ یہ مختلف انڈسٹریل اسٹیٹ کے لیے ہے۔ یہ گوجرانوالہ میں phase II ہے۔ گوجر خان ہے۔ جہلم ہے ساہیوال ہے فیصل آباد ہے۔ یہ رقم پوری خرچ نہیں ہو سکی۔ اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو یہ تھی کہ فیصل آباد میں جو انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اس میں حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کے درمیان کچھ اختلاف ہے اس کی کچھ تفاصیل ہیں جو طے نہیں پا سکیں۔ اس لیے 88 لاکھ روپیہ خرچ نہیں ہو سکا۔ ساہیوال میں بھی تقریباً 29 لاکھ روپیہ خرچ نہیں ہو سکا۔ زمین کا کچھ جھگڑا تھا لیکن اب یہ جھگڑا بہت حد تک طے پا چکا ہے۔

آبپاشی کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

جو سلائیڈ پر اگلا شعبہ دیکھیں گے وہ شعبہ آب پاشی کا ہے۔ اس کے لیے 18 کروڑ 48 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے 16 کروڑ 44 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ یہ تقریباً 50 فیصد ڈرینیج کی سکیموں پر خرچ

ہوا ۔ 18 فیصد تقریباً نہروں کی امپرومنٹ وغیرہ پر خرچ ہوا ۔ 18 فیصد تقریباً سیال ڈیمز پر خرچ ہوا ۔ باقی چھوٹی چھوٹی متفرق سکیمیں ہیں ان پر خرچ کیا گیا ۔ اس پروگرام میں 3748 لاکھ کیوبک فٹ مٹی کا کام ہوا ۔ جس میں سے 2650 لاکھ کیوبک فٹ ڈرینیج کے لیے تھا ۔ 974 لاکھ اریگیشن کے لیے تھا اور 89 لاکھ فلڈ ورکس کے لیے تھا ۔ 622 نہروں کے لیے اور 298 ڈرینیج کے لیے ۔ اگرچہ سلائڈ پر نہیں دکھایا گیا ۔ میں بجلی کے بارے میں یہاں تھوڑا سا ذکر کر دوں جو پروگرام واپڈا کرتا ہے اور جس کے لیے مرکزی حکومت پیسہ دیتی ہے ۔ 81-1980ء میں انہوں نے 1037.25 لاکھ روپے اپنے پروگرام میں رکھے تھے ۔ اس کے تحت 576 گاؤں کو بجلی دی جانی تھی اس میں سے واپڈا کی اطلاع کے مطابق 350 گاؤں کو بجلی دی جا چکی ہے جب کہ باقیوں پر کام ہو رہا ہے ۔ اس میں cost sharing کی جو بات میں نے شروع کی تھی ۔ جو تین کروڑ روپیہ تھا ، زراعت کے شعبے میں ، اس سلسلے میں تقریباً 23 گاؤں کو بجلی دی جا رہی ہے ۔ یہ بھی واپڈا کی اطلاع ہے ۔

مواصلات کے بارہ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

اگلا شعبہ جو آپ تصویر میں دیکھیں گے ، وہ ہے مواصلات ۔ میں بہت مختصر ذکر کروں گا ، چونکہ وقت بھی کم ہوتا جا رہا ہے مواصلات میں 30 کروڑ 37 لاکھ روپے اس کی ایلوکیشن تھی ، جس میں سے کوئی 26 کروڑ 59 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ۔ اس کا میں آپ کو بریک اپ دیتا ہوں نئی سڑکوں کی تعمیر کے لیے 10 کروڑ 29 لاکھ تھا ۔ موجودہ سڑکوں کی بہتری کے لیے 5 کروڑ 52 لاکھ ، پلوں کے لیے 3 کروڑ ، متفرق جیسے منصوبہ بندی ، تحقیق وغیرہ مشینری کے لیے 2 کروڑ تھا ۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کی بحالی کے لیے 4 کروڑ 99 لاکھ تھا ۔ انہیں جو فزیکل ٹارگٹ دیے گئے ، ان کے مطابق 210 کلو میٹر نئی سڑکیں بنی ہیں اور 169 کو بہتر بنانا ہے جس کے مقابلے میں 152 کلو میٹر نئی سڑکیں بنیں اور 121 کو بہتر بنایا گیا ۔ فزیکل ٹارگٹ میں یہ کمی اس لیے ہو گئی کہ

جوں جوں کام مکمل ہوتے گئے ، کام کی قیمت بڑھ گئی تو یہ پیسہ تھوڑا تھا ـ کافی نہیں ہوا ـ

اس کے بعد اگلا شعبہ جو آپ اس سلائیڈ پر دیکھ رہے ہیں ، وہ ہے لو انکم ھاؤسنگ سکیم یعنی کم آمدنی والے منصوبے ـ اس کے تحت 15 سکیمیں چلائی گئیں ـ ان میں سے 13 سکیمیں 1980-81ء میں مکمل کرلی گئیں اور 5 ہزار پلاٹ بنائے گئے ـ

دیہی آب رسانی کا سالانہ ترقیاتی پروگرام

اگلا شعبہ جو آپ دیکھیں گے ، وہ ہے دیہی آب رسانی ـ اس میں 163 سکیموں پر کام شروع کیا گیا جس میں 63 مکمل ہو گئیں ـ 58 آب رسانی کی تھیں اور 5 نکاسی آب کی ـ اندازہ یہ ہے کہ 2 لاکھ 55 ہزار لوگوں کے لیے یہ اضافی سہولتیں ہوں گی ـ اس کے علاوہ 13 سکیمیں ضلع میانوالی اور تحصیل خوشاب میں مکمل کی گئیں ـ

اربن واٹر سپلائی کا سالانہ ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد تصویر پر جو آپ شعبہ دیکھیں گے ، وہ ہے شہری آب رسانی (اربن واٹر سپلائی) اس میں کوئی 47 سکیمیں شروع کی گئیں ـ ان میں سے 25 آب رسانی کی تھیں اور 22 نکاسی آب کی تھیں ـ اس میں سے 9 آب رسانی کی مکمل ہو گئیں اور 5 نکاسی آب کی ـ اندازہ یہ ہے کہ 4 لاکھ 72 ہزار لوگوں کے لیے یہ زاید سہولتیں مہیا کی گئیں ـ

رہائش برائے سرکاری ملازمین کا سالانہ ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد جو اگلا سیکٹر آپ یہاں پر دیکھ رہے ہیں ، وہ ہے رہائش برائے سرکاری ملازمین کا ـ اس میں 118 سکیمیں شروع کی گئی تھیں جس میں سے 52 سکیمیں مکمل ہو گئیں ، ان پر 5 کروڑ 85 لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور اس سے 5 سو گھر بنائے گئے ـ

اس کے بعد سرکاری دفاتر ہیں ـ اس میں 90 سکیمیں تھیں ـ 50 مکمل ہوئیں ، ان پر 5 کروڑ 45 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ـ اندازہ ہے کہ 40 لاکھ مربع فٹ رقبہ تعمیر کیا گیا ـ

اربن ڈویلپمنٹ کا سالانہ ترقیاتی پروگرام

اس کے بعد آپ اس پر جو دیکھتے ہیں ، وہ ہے اربن ڈویلپمنٹ ، یعنی شہری ترقیاتی سکیمیں - یہ شعبہ نہایت اہم ہے - کیونکہ تقریباً 28 فی صد آبادی شہروں میں رہتی ہے - اس کا خصوصی فیچر یہ ہے کہ ویسے تو ہماری آبادی بڑھنے کی رفتار تقریباً 3 فی صد ہے ، لیکن شہروں میں 4.8 فی صد ہے - بڑے شہروں میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہاں تقریباً 9.5 فی صد ہے - اگر اسی رفتار سے آبادی بڑھتی ہے تو شہروں کی سہولتیں بھی کم رہ جاتی ہیں - ہم ان کے ساتھ چل نہیں سکتے - لہذا اس صورت کو سامنے رکھتے ہوئے ڈویلپمنٹ اتھارٹیز قائم کی گئیں - لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی تو 1975ء میں قائم کی گئی اور ملتان اور فیصل آباد کی 1976ء میں - سال 1980-81ء میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو 15 کروڑ 61 لاکھ روپیہ دیا گیا جس میں سے اس نے 10 کروڑ 83 لاکھ روپیہ خرچ کیا - فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو 5 کروڑ 05 لاکھ روپے دیے گئے - انہوں نے 2 کروڑ 72 لاکھ روپے خرچ کیے -

جناب گورنر : نماز کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے -

اناؤنسر : خواتین و حضرات ! نماز کا وقفہ ہے - یہ وقفہ 5 بج کر 10 منٹ پر ختم ہوگا -

(4 بج کر 55 منٹ پر نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(عصر کی نماز کے بعد 5 بجکر 10 منٹ پر ہاؤس کی کارروائی زیر صدارت جناب گورنر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب گورنر : چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ -

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب والا ! میں شہری ترقیاتی پروگراموں کے بارے میں ذکر کر رہا تھا - تو یہ 30 کروڑ میں سے تقریباً 20 کروڑ 48 لاکھ روپے خرچ ہوئے - اس کی وجہ سے دو لاکھ لوگوں کو فراہمی آب کی سہولتیں میسر ہوئیں - دو لاکھ لوگوں

کے لیے نکاس گندگی اور دو لاکھ لوگوں کے لیے نکاس پانی کا انتظام کیا گیا ۔ ان پیسوں سے 13 ہزار 7 سو قطعات اراضی کی ترقی ہوئی ۔ 750 مکانات تعمیر ہوئے ۔ 40 کچی آبادیوں کی ترقی ہوئی ۔ اس سیکٹر میں جو کمی رہ گئی اس کی دو تین وجوہات تھیں ۔ ایک تو یہ کہ ایل ڈی اے کا نیشنل کنسٹرکشن سے کچھ جھگڑا تھا ۔ اس وجہ سے ان کی مین سوریج سکیم پر دو کروڑ روپے خرچ نہ ہو سکے پھر گڑھی شاہو کا ایک پل تھا ۔ اس کے ڈیزائن کے سلسلے میں ریلوے کے ساتھ کچھ مسئلہ رہا اور ایک کروڑ میں سے صرف 5 لاکھ روپیہ خرچ ہو سکا ۔ فیصل آباد میں جو مسئلہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ ان کی مین سکیم تھی جس کا نام تھا کیمبری ہینسو ڈرینیج اینڈ واٹر سپلائی سکیم ۔ اس کے سمیے کے اوپر کچھ فیصلہ ہوتا تھا اور اس پر بھی پورے پیسے خرچ نہ ہو سکے ۔ 5 کروڑ 95 لاکھ میں سے صرف 2 کروڑ 72 لاکھ روپے خرچ ہو سکے ۔

تعلیم کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

جناب والا ! اب میں تعلیم و تربیت کے محکمے کی طرف آتا ہوں ۔ (اس مرحلہ پر ہاؤس کو ایک سلائڈ دکھائی گئی) یہ جو آپ سلائڈ دیکھ رہے ہیں اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کل 24 کروڑ روپے کی رقم میں سے تقریباً 15 کروڑ سے زیادہ پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن پر خرچ ہوئے ہیں ۔ اس میں 926 نئے پرائمری سکول بنائے گئے ۔ 1456 سکولوں کے لیے ضروری سامان مہیا کیا گیا ۔ 138 مساجد سکول کھولے گئے ۔ 6 سو سکولوں میں ایک ایک کمرے کا اضافہ اور کچھ سامان دیا گیا ۔ 162 پرائمری سکولوں کو مڈل اور 77 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ۔ فنی تعلیم میں دس نئے ووکیشنل ادارے اور دس نئے کمرشل ادارے وجود میں آئے ۔

صحت کے بارے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام

جناب والا ! اب میں صحت کے سب سیکٹر کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ (اس مرحلہ پر ہاؤس میں پھر صحت کے سلسلے میں سلائڈ دکھائی گئی)

آپ اس سلائڈ میں ملاحظہ کریں گے کہ رورل ہیلتھ سنٹر اور پبلک ہیلتھ یونٹ کے لیے 33 کروڑ میں سے تقریباً 16 کروڑ 53 لاکھ روپے مختص کئے گئے ۔ 325 بنیادی صحت کے مراکز مکمل کئے گئے ۔ جناب والا ! جنرل ہسپتالوں میں تعلیم کے سلسلے میں میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج ، نشتر میڈیکل کالج اور راولپنڈی میڈیکل کالج میں 12 سو طلبا کے لیے ہوسٹل کی سہولیات ڈویلپ کی گئیں ۔ نیورو سرجری یونٹس جنرل ہسپتال کے اور فیملی پرائیویٹ وارڈ نشتر میڈیکل کالج کے مکمل کئے گئے ۔ جہاں تک ضلعی ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے شیخوپورہ ، قصور اور وہاڑی میں کام ہوتا رہا لیکن قصور میں کام مکمل نہ ہوا ۔ باقی دو اضلاع میں کام مکمل ہوگیا ۔ اور تین سو بستر میسر ہوئے ہیں ۔ سات تحصیل ہسپتال مکمل ہوئے جن کے 422 نئے بستر میسر ہوئے ۔

1981-82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اہم نکات

جناب والا ! اب میں 1981-82ء کے ترقیاتی پروگرام کے بارے میں اختصار کے ساتھ چند ایک معروضات پیش کرتا ہوں ۔ 1981-82ء کے ترقیاتی پروگرام کے لیے ہم نے 3 سو 35 کروڑ روپے مختص کیے ہیں ۔ یہ رقم پچھلے سال کی نسبت 26 فیصد زیادہ ہے ۔ یاد رہے کہ پچھلے سال کی جو رقم تھی وہ 1979-80ء سے 16 فیصد زیادہ تھی ۔ باوجود محدود وسائل کے حکومت کا یہ determination ظاہر ہوتا ہے کہ ہر حالت میں ترقیاتی پروگراموں کو بڑھایا جائے ۔ اور زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے کہ اس کے لیے پیسہ مہیا کیا جا سکے ۔ یہ سلائڈ اس comparision کو بتاتی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ 1981-82ء کے پروگرام کو مرتب کرتے ہوئے ہمیں دو دقتیں پیش آئیں ۔ ایک تو یہ کہ وسائل بہت تھوڑے تھے اور ظاہر ہے کہ مطالبات لا تعداد تھے اور وسائل محدود تھے ۔ دوسرا یہ کہ بہت سی رقوم جاری شدہ پروگرام کے لیے مختص تھیں ۔ اور تقریباً 66 فیصد پروگرام ایسے تھے جو جاری شدہ تھے ۔ تو یہ جو دو مشکلات

تھیں ان کی وجہ سے ہمارے لیے کوئی نیا راستہ تلاش کرنا مشکل ہو گیا ۔ اس لیے ہمارے پاس cushion بہت کم ہوگیا ۔ اس کے باوجود جرأت مندانہ اقدامات اٹھا کر ہم نے ترجیحاتی بنا پر چند ایک پروگرام وضع کیے اور منصوبہ بندی کو ایک خاص رخ دینے کی کوشش کی ہے جو میں آپ کے سامنے ابھی عرض کروں گا ۔ اس میں سے پہلا پروگرام جس کے بارے میں جناب صدر نے صبح کے وقت ہاؤس میں ارشاد فرمایا وہ ہے فارم ٹو مارکیٹ روڈز ۔ تو یہ جو کھیتوں سے منڈیوں تک سڑکیں تھیں ۔ ان کے لیے اس سال 1981.82ء میں 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے اور ایک جامع پروگرام پانچ چھ ڈویژن کے لیے تیار کیا جا رہا ہے جس کے لیے ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں ۔ یہ سڑکیں ہمارے دیہی علاقوں کی بہبودی اور ترقی کے لیے ایک developmental approach ہے ۔ کیونکہ یہ خالی مواصلاتی سلسلہ ہی نہیں ہے بلکہ ہمیں امید ہے کہ جب ہم یہ مواصلاتی سلسلہ قائم کر لیں گے تو اس کے بعد یہ مختلف دیہات کو مزید نشو و نما دے گا ۔ ان کی اکانومی (economy) کو بہتر بنائے گا ۔ یہ چیز اس ساری مرتب شکل کو بدل کر رکھ دے گی ۔ 24 سو میل لمبی سڑکیں اس پروگرام کے تحت بنیں گی ۔ آپ غور کریں کہ یہ سڑک جی ٹی روڈ سے دو گنا زیادہ لمبی ہے ۔ یہ بہت بڑی effort ہے جو حکومت اس پروگرام کے تحت کر رہی ہے ۔ ہم نے خاص طور پر 1981.82ء میں اس پروگرام پر زور دیا ہے ۔

ایک دوسرا پروگرام جس سے اس کا گہرا رابطہ ہے وہ بجلی کا پروگرام ہے ۔ ہم نے اس سال 1981-82 میں 15 کروڑ روپے کی رقم اس پروگرام کے لیے مختص کی ہے ۔ جس میں سے 2 کروڑ روپیہ گیارہ کے وی لائنوں کے لیے ہوگا ، دس کروڑ دیہات میں بجلی پہنچانے کے لیے اور باقی تین کروڑ روپیہ ٹیوب ویل الیکٹریفیکیشن کے پروگرام کے لیے ہے ۔ یہ جو بجلی کا پروگرام ہے اس کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں گرڈ سٹیشن موجود نہیں ہیں ۔ یا اگر موجود ہیں تو وہ 11 KW network کے نہیں ہیں جس کی وجہ سے

بہت سے گاؤں فیض یاب نہیں ہو رہے ہیں ۔ یہ دو کروڑ روپے اس لیے رکھے گئے ہیں کہ 11 KW network کے گرڈ کو بڑھایا جائے ۔ دوسرا یہ ہے کہ جس cost sharing scheme کا آغاز ہم نے 81-1980ء میں شروع کیا تھا ۔ اس کو ہم پروان چڑھانا چاہتے ہیں ۔ اس کی نشو و نما کرنا چاہتے ہیں ۔ تاکہ مرکزی حکومت کی طرف سے دیہات میں بجلی پہنچانے کے متعلق جو restrictions ہیں ۔ وہ اس پروگرام کے تحت ختم کر دیں اور جہاں جہاں لوگ ایک تہائی پیسہ دینے کے لیے تیار ہیں بغیر کسی جھجک کے اور بغیر کسی restriction کے ان کو بجلی فراہم کی جا سکے ۔ جناب والا ! اس کا مقصد صرف دیہات کو جگمگانا یا ان کو بقعہ نور بنانا نہیں ہے بلکہ ہمیں امید ہے کہ گاؤں میں بجلی پہنچانے اور وہاں پر سڑکوں کا جال بچھانے سے ہم ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیں گے جو کہ مستقبل میں ان دیہات کا نقشہ بدل کر رکھ دے گا ۔ اور جو agro based industry یا دوسری سہولات اس وقت دیہات میں میسر نہ ہے وہ ہم وہاں پر پہنچا سکیں ۔ تیسرا بہت اہم نکتہ ہماری 81-1980ء کی منصوبہ بندی کا یہ ہے کہ ہم نے بہت غور و خوض کے بعد دیہاتی علاقہ کے اوپر زیادہ سے زیادہ رجحان رکھا ہے زیادہ سے زیادہ slant دیہات کے لیے planning process کو دی ہے ۔ پہلے جو دو منصوبے village electrification اور rural roads ہیں وہ بھی اسی کی ایک کڑی ہیں ۔ لیکن اس پروگرام کو 82-1981ء میں ہم نے ایک positive direction دینے کی کوشش کی ہے جن کے کچھ نکات میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں پنجاب کی بہتر 72 فیصد آبادی تقریباً 25103 دیہاتوں میں رہتی ہے اور یہ آبادی بہت سی بنیادی سہولتوں سے بہرہ ور نہیں ہے ۔ خواندگی کی شرح گاؤں میں چودہ فیصد ہے جب کہ بہت سے شہروں میں اکتالیس فیصد ہے ۔ اور دیہاتوں میں دس فیصد سے زیادہ آبادی اس وقت water supply scheme سے محروم ہے ۔ جب کہ سیوریج کی سہولت ایک فی صد کے لیے ہے تو ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے deliberately اس شعبہ کو اہمیت دینے کی کوشش کی ہے ۔ اس میں

آپ دیکھیں گے نمبر ایک پر Rural Development Programme یا دیہی ترقیاتی پروگرام کے ذریعہ سے گاؤں کی اشو و نما اب مواصلات اور دوسری ترقیاتی سکیموں سے ہو سکے گی ۔ اس وقت ہم نے 29 کروڑ روپے اس کے لیے رکھے ہوئے ہیں ۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں پچھلے سال 16 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ 29 کروڑ روپے 103 میل لمبی سڑکیں بنانے کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ اور اس سے 44 میل لمبی link roads بنائی جائیں گی ۔ اور سات ہزار چھوٹی چھوٹی سکیمیں ہیں جو کہ مختلف گاؤں میں dispersed (پھیلی ہوئی) ہیں وہ اس پروگرام سے ساری کی ساری مکمل کی جائیں گی ۔

جناب والا ! اس کی ایک اور کڑی جو ہے ۔ وہ ہے چند ایک کلیدی مراکز یا focal points وہ ان rural areas میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ دیکھا گیا ہے ۔ کہ اس وقت دیہات کی ترقی میں جو چیز حائل ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر لوگ رہتے نہیں ہیں اور تمام لوگ شہر کا رخ کرتے ہیں تو یہ کلیدی مراکز focal points ہم نے intermediary magnet کے طور پر پیش کیے ہیں تاکہ وہاں ایسی سہولیات میسر ہوں ۔ کہ لوگ شہروں کا رخ نہ کریں بلکہ یہ محسوس کریں کہ دیہات میں ایسی سہولیات میسر ہیں جو کہ شہروں میں ملتی ہیں ۔ اس پروگرام کے تحت ہم نے 1981-82ء میں دو کروڑ روپے رکھے ہیں ۔ اس میں main (بنیادی بات) یہ ہے کہ یونین کونسل کے لیول پر ایک گاؤں ایسا طے کیا جائے گا جس میں تمام بنیادی سہولتیں جیسے Rural Health Centre ، مڈل سکول ، بجلی کا کنکشن ، مواصلات کا سلسلہ اور اس قسم کی بنیادی سہولتیں میسر ہوں گی اور اس طرح سے ایک گاؤں مرکزی لیول پر رکھا ہے ۔ جس میں اس سے زیادہ بہتر قسم کی سہولتیں میسر ہوں گی ۔ جیسے رورل ہیلتھ سینٹر ، ہائی سکول برائے طلبا اور ہائی سکول برائے طالبات وغیرہ وغیرہ ۔ مرکزی حکومت بھی کوشش کر رہی ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کے مراکز کے تمام پوائنٹ کو اس سال سڑکوں سے ملا دیا جائے گا اور ٹاؤن کمیٹی میں پبلک کال آفس کی facility develop کر دی جائے گی ۔

اس کے بعد ہمارا پروگرام زراعت کا ہے ۔ اس کے لیے 1981.82ء میں 80 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جب کہ پچھلے سال 44 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ ہیلتھ کے لیے اس سال ہم نے 33 کروڑ روپے رکھے ہیں ، جس میں سے 42 فیصد ہم نے rural areas کے لیے رکھا ہے ۔ جس کے تحت rural health centres بنائیں جائیں گے ۔ دیہاتوں میں Water Supply Scheme کے لیے 10 کروڑ روپیہ رکھا ہے اس سے ہم 106 سکیمیں شروع کریں گے جن میں سے 53 سکیمیں مکمل ہو جائیں گی ۔

میں نے ذکر کیا ہے rural roads کا ، میں نے ذکر کیا ہے village electrification کا ، میں نے ذکر کیا ہے ۔ rural develop-ment programme کا ،میں نے ذکر کیا ہے focal points کا ۔ میں نے ذکر کیا ہے rural water supply scheme کا ۔ میں نے ذکر کیا ہے health کا ۔ میں نے ذکر کیا ہے education کا ۔ یہ سب کچھ میں نے ذکر کیا ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ ہم کیا کر رہے ہیں ۔ ہم دیہی علاقہ کے لیے کیا کر رہے ہیں ۔ ہماری ترقیاتی منصوبہ بندی 1978.79ء میں 44 فیصد دیہات کے لیے تھی ، 1979.80ء میں 49 فیصد ، 1980-81ء میں 52 فیصد اور اس دفعہ 59 فیصد ہے ۔ یہ جو (کلیدی مراکز) focal points ہیں یہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ دیہات کے لوگ یہاں رہیں گے بلکہ دیہات کے لوگ اس میں investment کریں گے ۔ اس کی نشو و نما میں interest لیں گے بلکہ جو لوگ شہروں کی طرف رخ کرتے ہیں اس کا رجحان کچھ کم ہو جائے گا اور شہروں میں آبادی کا بوجھ کم ہو جائے گا اور تیسری بات جو سب سے بڑی ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری افسران جو کہ سہولت (facility) نہ ہونے کی وجہ سے وہاں دیہاتوں میں نہیں جانا چاہتے وہ بھی شاید ہچکچاہٹ سے کام نہ لیں اور امید ہے کہ کسی نہ کسی وقت ان (کلیدی مراکز) focal points کے گرد تہذیب و تمدن اور دیہات کی نشو و نما ہو جائے ۔ اس کے علاوہ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ باوجود مسائل زیادہ ہونے کے temptation یہ تھی کہ ہم زیادہ سے زیادہ سکیموں پر پھیلا کر سب کو

خوش کر دیں اور زیادہ سے زیادہ سکیمیں مکمل کر دیں - کیوں کہ اگر سکیمیں مکمل نہ ہوں تو ان کے دو اثرات ہوتے ہیں - ایک یہ کہ اس کی cost بڑھ جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ فوائد دیر سے ملتے ہیں - تو تقریباً 65 فیصد سکیمیں ایسی ہیں جو تکمیل کے لیے اس ترقیاتی پروگرام میں شامل کی گئی ہیں اور ان کو 1325 سے کم کر کے 1224 پر لے آئے ہیں - اس میں بہت ہی اہم feature یہ تھا کہ بارانی علاقوں کو ترقی دینا تھی - ہماری سوچ یہ رہی ہے کہ بارانی علاقہ کی ترقی حد درجہ ضروری ہے ایک تو وہاں پر ویسے ہی پسماندگی ہے اور دوسرے ہمارا خیال ہے کہ ان علاقوں میں اتنی زیادہ پیداوار کی potential ہے جو کہ شاید irrigated علاقوں میں نہیں ہے - دیکھیے فیصل آباد میں گندم 25 سے 30 من فی ایکڑ ہے - اس کو 40 من فی ایکڑ تک بڑھانے میں جو technical effort کی ضرورت ہے وہ بارانی علاقوں میں نہ ہے جہاں تک بارانی علاقہ کا تعلق ہے وہاں 73-1972ء میں پیداوار 5 من فی ایکڑ تھی - اب 11 ، 12 من فی ایکڑ ہے اور یہ 18 تک جا سکتی ہے اور وہ بھی بالکل simple process (سادہ طریق) سے - اب بہت سے ایسے علاقہ جات ہیں جن میں پیداوار صرف 2 من فی ایکڑ 73-1972ء میں تھی اور بعض میں 3.50 من فی ایکڑ تھی چنانچہ ان علاقوں میں آسانی سے پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے ہمارا یہ خیال ہے کہ ایسے پسماندہ علاقوں کو خاصا role رکھا جائے جو کہ ترقی شدہ علاقوں سے بہتر performance دے سکتے ہیں اور پیداوار میں بہت contribution کر سکتے ہیں- اس لیے اس سال ہم نے مختلف پروگراموں کے تحت 46 کروڑ روپے بارانی علاقوں کے لیے مختص کیے ہیں اور اس کے لیے co-ordination ، Barrani Development Authortity کرے گی - آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس ساری منصوبہ بندی میں ہم نے ایک اور element کو introduce کیا ہے - وہ ہے لوگوں کی participation کا - اب تک جو پروگرام ہوتا چلا آ رہا ہے - وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہی ہر چیز کرتی تھی تو ہم نے سوچا کہ اس میں لوگوں کو بھی شامل کر لیا

جائے ۔ اس میں صرف ہمارے وسائل بڑھیں گے بلکہ اگر لوگ تعاون کریں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان لوگوں میں sense of participation کا جذبہ پیدا ہوگا ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ کھالوں میں ان لوگوں نے کافی تعاون کیا ہے بلکہ زیادہ حصہ انہیں کی طرف سے آتا ہے ۔

جناب والا ! تیسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ہم نے 4 کروڑ روپے اس کام کے لیے مختص کیے ہیں ۔ اگر کوئی لوکل کونسل ، ضلع کونسل اپنے وسائل سے کوئی سکیم بنانا چاہے تو کچھ گرانٹ ہم دے دیں گے ۔ ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ ملا کر چلنا چاہتے ہیں ۔ آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی کوشش اور تعاون کے بغیر ہم اس کو تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے اور میں آپ سے مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے مشورے اور واٹے سے حتیٰ لوسعیٰ نوازیں ۔ (شکریہ)

جناب گورنر : سوال جواب کے لیے 45 منٹ ہیں ۔

ترقیاتی پروگرام کے بارے میں سوالات اور ان کے جوابات

ایک معزز ممبر : جناب والا ! واٹر سپلائی سکیم کے جو اعداد و شمار بتائے گئے ہیں اس میں یہ کہا گیا ہے کہ 101 فیصد رقم خرچ کی گئی ہے ۔ جناب والا ! بہاولنگر کے متعلق میں عرض کروں گا کہ واٹر سپلائی کے لیے تیس لاکھ روپے منظور ہوئے تھے ۔ آپ اس کے متعلق وضاحت فرما دیں کہ اس میں سے کتنی رقم خرچ کی گئی ہے ؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے 25 جون تک اس مد میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا تھا ۔

چیرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! چونکہ تفصیل کی بات ہے کہ بہاولنگر میں کیا ہوا تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں اگر معزز ممبر اس کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو میں کل تک ان کو بتا سکتا ہوں ۔

معزز ممبر : آپ کے پاس جو تفصیل ہے اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : نہیں اس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو میں تفصیل بتا سکتا ہوں ۔

معزز ممبر : جناب والا ! تیس لاکھ میں سے 25 جون تک ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا تھا بلکہ میں نے گورنر صاحب کو ٹیلیگرام اور رزولیوشن بھی بھیجا تھا ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! ہو سکتا ہے اس وقت تک کوئی رقم بھی اس مقصد کے لیے خرچ نہ ہوئی ہو اور وہ رقم reappropriation کرکے کسی اور مد میں خرچ کر دی گئی ہو لیکن جہاں تک میرے اعداد و شمار کا تعلق ہے وہ درست ہوں گے ۔ بہاولنگر کی تفصیل میں آپ کو صبح تک بتا دوں گا ۔

جناب گورنر : چیف انجینئر صاحب یہاں موجود ہوں گے ۔ یہ آج جائیں اور پرسوں تک خود جا کر ساری تفصیل لے آئیں ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! چونکہ تفصیل کا معاملہ ہے ہو سکتا ہے ۔ چیف انجینئر صاحب کو بھی معلوم نہ ہو ۔

جناب گورنر : آپ کل پرسوں تک ساری تفصیل معلوم کر کے بتا دیں کہ حقیقت کیا ہے ؟ re-appropriation کے فلسفے کو میں ختم کرنا چاہتا ہوں ۔

معزز ممبر : جناب والا ! پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے محکمہ کے ۔ ایس ۔ ای صاحب آئے تھے ، میرے ساتھ چودھری عبدالغفور صاحب بھی موجود تھے جو اس وقت وزیر قانون ہیں ۔ ان کے ساتھ ڈپٹی کمشنر بھی تھے ہم کل چار آدمی تھے ۔ سپرنٹنڈنگ انجینئر نے اس وقت کہا تھا کہ ہم 15 لاکھ روپے نہیں دیں گے اور یہ رقم کہیں اور خرچ کی جائے گی اور انہوں نے یہ رقم اپنی مرضی سے خرچ کی ہے اور میں نے اس کے لیے انکوائری کا

مطالبہ کیا تھا ان کا جواب بڑا گول مول ہے ۔ انہوں نے یہ بات اب ایکس ۔ ای ۔ این پر ڈال دی ہے حالانکہ ایس ۔ ای صاحب نے اپنی مرضی سے یہ رقم بہاولپور میں خرچ کروائی ہے اور اپنی مرضی کے ٹھیکیداروں سے کام کروایا ہے ۔ میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ ان کو فنڈز مہیا کرتے ہیں لیکن آگے گڑ بڑ ہو جاتی ہے ۔

جناب گورنر : میں عرض کر رہا ہوں کہ جب کام نہ کرنا ہو ۔ جب کام نہ ہوا ہو تو اس کو reappropriation کرکے سو فیصد خرچ دکھا دیا جاتا ہے ۔ ان سے اب میں نے یہی کہا ہے کہ reappropriate آئندہ نہیں ہوگا ۔ دوسری جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس کی ہم انکوائری کروائیں گے آپ اس کمیٹی کے ممبر بن جائیں ۔ چیف سیکرٹری صاحب بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی نوٹ کر لیں ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ ابھی ٹیلیفون کرکے معلوم کر لیتے ہیں کہ :

(1) فنڈز میں کیوں گڑبڑ کی گئی ۔

(2) اصل کام کیا ہوا ہے ۔

(3) اور ایسا کیوں ہوا ہے ۔ یہ تین چیزیں ہم ابھی ٹیلیفون پر معلوم کر لیتے ہیں ۔

جناب گورنر : کر لیں گے ۔ اس کی آپ فکر نہ کریں ۔

مسٹر سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) **:** جناب چیئرمین 15 کروڑ روپے کا قومی سرمایہ افسروں اور ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے خرد برد کر لیا گیا ہے ۔ پنجاب میں مہنگائی کی وجہ سے ٹھیکیداروں کو ex-gratia کی ادائیگی غلط طور پر کی گئی ہے ۔ فنڈز کی مقدار اور شرائط کام کو نظر انداز کر کے ہر ایک کو 76 فیصد کی اضافی رقم ادا کر دی گئی ہے اور اب محکمہ آڈٹ نے اڑھائی کروڑ روپے کی رقم واپس لی ہے ۔

صرف ایک سرکل میں 10 لاکھ روپے کی رقم واپس لی گئی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ قومی سرمایہ ان لٹیروں سے واپس لیا جائے اور انکوائری کی جائے کہ کتنی رقم بطور ex-gratia غلط طور پر ادا کی گئی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق ایک کروڑ روپیہ غلط ادا کرنے والے افسر کو ہی اس انکوائری پر مامور کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں براہ راست ملوث افسر کس طرح سے انکوائری کر سکے گا۔ کسی ایماندار افسر کو انکوائری کے لیے مقرر کیجیے اور ملوث افسران کو سزا دیجیے۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا! محکمہ آڈٹ کو تو ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ وہ اس معاملے کی جانچ پڑتال کرے اور اس کی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ ابھی پوری طرح (کمپائل) اکٹھی نہیں ہو سکیں لیکن جہاں تک تحقیقات کا تعلق ہے وہ تو بعد میں ہی ہوگی۔ محکمہ آڈٹ نے اب تک کتنی رقم وصول کر لی ہے یہ میں صبح تک بتا دوں گا۔

جناب گورنر : کل تک آپ بتا دیں اور دوسری بات جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسے آفیسر کو انکوائری کے لیے مقرر کیا ہے جو خود ملوث ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین صاحب) **:** جناب والا! انہوں نے خود تو اختیارات دیے ہیں کہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور ان کو رقم ملنی چاہیے۔ انہوں نے خود تو افسر مقرر کیا تھا اور S.E. was final authority۔ تاہم میرے پاس بھی بہت سی شکایتیں آئی ہیں۔ اسی لیے میں نے محکمہ خزانہ سے کہا ہے کہ اس کو دیکھیں کہ اس میں کیا غلط کام ہوا۔ اب انہوں نے فیصلہ کرنا ہے کہ ٹھیکیدار غلط ہیں یا ہم ؟

جناب گورنر : یہ تو ہم اس کی تہ تک پہنچیں گے آپ خود بھی اس میں ذاتی دلچسپی لیں اور پھر آڈٹ کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس بڑے لازم ہیں۔ جب ایک دفعہ ایک چیز systamatic ہو جائے گی اور سسٹم تھوڑے سے آسان ہو جائیں گے تو یہ چیزیں خود بخود نکل کر باہر آ جائیں گی۔

مسٹر سراج قریشی (لاہور): جناب والا ! دوسرا معاملہ منڈی ڈھاباں سنگھ کا ہے - کروڑوں روپے کی جائیداد جعل سازوں نے محکمہ مال سے مل کر سارے قصبے کو ساٹھ ہزار روپے میں فروخت کر دیا -

جناب گورنر: صرف ساٹھ ہزار روپے ہیں ؟

مسٹر سراج قریشی: جی جناب والا ! ساٹھ ہزار روپے میں سارے قصبے کو جعل سازوں کے نام منتقل کر دیا اور ریکارڈ میں رد و بدل کر کے 113 ، 145 اور 156 مربع اراضی جس پر منڈی ڈھاباں سنگھ کی آبادی ہے اور جس پر تعمیر شدہ مکانوں ، دکانوں اور دیگر جائیداد کی مالیت کروڑوں روپے ہے ، صرف ساٹھ ہزار روپے میں اپنے نام منتقل کروالی - اس واقعہ میں ملوث لوگوں کی پوری تحقیقات کی جائے اور ساری اراضی کو ان سے بچایا جائے -

وزیر مال (ملک اللہ یار خان) **:** جناب والا ! اس ضمن میں مجھے ایک درخواست موصول ہوئی تھی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اسسٹنٹ کمشنر کو انکوائری کے لیے مقرر کیا ہے کہ ان کو رپورٹ پیش کرے - میں نے بھی ان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس سلسلے میں انکوائری کریں اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو اس میں ملوث لوگوں سے باز پرس کریں -

جناب گورنر: کیا یہ independent انکوائری ہوگی ؟

وزیر مال: میرا خیال ہے کہ ضرور independent انکوائری ہوگی -

جناب گورنر: نہیں ! دیکھیں - یہ کہہ رہے ہیں کہ کروڑوں روپے کی چیز کو صرف ساٹھ ہزار روپے میں دائیں بائیں کر دیا -

وزیر مال: نہیں جناب والا ! یہ فراڈ ہے اور وہاں پر چند ایک زمین کے قطعات ہیں جن پر اس وقت لوگوں نے مکانات بنا رکھے ہیں ، دکانیں بنا رکھی ہیں لیکن بعض لوگوں نے پٹواری سے مل کر ان قطعات کو اپنے نام منتقل کروا لیا - پہلے کسی اور کے نام انتقال کروایا اس کے بعد جو متعلقہ

لوگ ہیں اور جو اس فراڈ کے ذمہ دار ہیں انہوں نے اس اراضی کو اپنے نام منتقل کروا لیا ۔ فی الحقیقت وہاں پر دکانیں بنی ہوئی ہیں ، مکانات بنے ہوئے ہیں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو چھپ سکے اور مجھے امید ہے کہ چند ہی ہفتوں میں اس کی انکوائری ہو جائے گی ۔

جناب گورنر : آپ نے کس صاحب کو یہ کام سونپا ہے ؟

وزیر مال : جناب ! ڈپٹی کمشنر صاحب کو ۔

جناب گورنر : ڈی ۔ سی ۔ صاحب کو ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! اس کیس کو آپ مارشل لاء میں دے دیں ورنہ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

جناب گورنر : نہیں ۔ پہلے ان کو تو کرنے دیں یہ تو بات کی بعد ہے ۔

ملک امان اللہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : جناب والا ! وزیر موصوف اتنے بے بس ہیں کہ یہ مارشل لاء مارشل لاء کی بات کر رہے ہیں ۔ ان کو صوبائی کونسل کے وزیر ہونے کا کیا تک تھا ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ مثال کے طور پر سابقہ حکومت کے دور میں ایک آدمی ایک وزیر کا سیکرٹری تھا اور اس شخص کو اس وزیر نے پلاٹ الاٹ کیا تھا اور آپ اس کی انکوائری کروانا چاہتے ہیں تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اس آدمی کے اتنے ذرائع ہوتے ہیں کہ وہ انکوائری پر ایسا آدمی مقرر کروا لیتا ہے جو اس کی حسب منشاء انکوائری کرے اور اس طرح سے اس انکوائری کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوتے اور اس طرح سے وہ انکوائری ختم ہو جاتی ہے ۔ تو جناب والا ! میں کہوں گا کہ آپ جو افسران مقرر کریں وہ ایسے آدمی ہوں جو دیانتدار ہوں اور جن کا ماضی بے داغ ہو ۔

جناب گورنر : دیکھیئے اب ہمیں تو ڈپٹی کمشنر صاحب پر ہی اعتماد کرنا چاہیئے انہوں نے یہاں ایک نشاندہی کی ہے تو اس کو تو آ جانے دیجئیے ۔

ایک نہیں ۔ دو نہیں ۔ تین دفعہ انکوائری کروا لیں گے ایسی تو کوئی بات نہیں ، ہم نے تو تہ تک پہنچنا ہے ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! مجھے بھی اجازت دیں ۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا ۔ بے بسی کی کوئی بات نہیں ہے آپ کا قانون اور آپ کی عدالتیں اتنی نرم ہیں کہ آپ کچھ نہیں کر سکتے ۔ میں آپ کو ہزاروں کیسز دیتا ہوں کہ لوگوں نے 420 کی اور عدالتیں ان کو آج تک نہیں پکڑ سکیں اور سب کے سب ویسے ہی پھر رہے ہیں ۔ یہاں دو سو کنال زمین ایک پٹواری نے الاٹ کروائی ہے اور وہ کوئی بیس کروڑ روپے کی ہے اور حکومت پنجاب وہ واپس نہیں لے سکی تو میں آپ کو اس قسم کی ہزاروں مثالیں دیتا ہوں ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) : جناب والا ! میں وزیر موصوف کی وضاحت سے اختلاف کرتا ہوں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمان (چیئرمین، میونسپل کمیٹی ، بہاولپور) : جناب والا ۔ چولستان کی زمین کے فراڈ کی انکوائری کے سلسلے میں آپ نے جو انٹی کرپشن جج لگائے تھے ان میں ایک فوج کے کرنل تھے اور اس کیس کی انکوائری جناب کے حکم سے ہوئی تھی غالباً انہوں نے وہ رپورٹ بھیج دی ہے ۔

جناب گورنر : یہ آپ کون سے سن کی بات کر رہے ہیں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمان (بہاولپور): جناب والا ! میں حال ہی کی بات کر رہا ہوں یہ بالکل تازہ کیس ہے ۔ ملتان میں جو موجودہ ڈپٹی کمشنر ہیں وہ انٹی کرپشن کے جج تھے ۔ جناب کے حکم سے وہ چولستان کی زمین کے متعلق چھان بین کرتے رہے جس میں کافی فراڈ ہوا ہے جس میں سابقہ کمشنر نے ہزاروں روپے نہیں بلکہ لاکھوں روپے وہاں سے کمائے ہیں ۔ اس کے متعلق میں وقت آنے پر عرض کروں گا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر اس

قدر فراڈ ہوا ہے ۔ میں نے چولستان کی کہانی لکھ کر پمفلٹ تقسیم کئے ہیں اور جناب کی خدمت میں بھی بھیجے ہیں اور پھر میں اپنے ان دوستوں کی تائید کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ سب مسئلے افسران کی بد نیتی سے ہوتے ہیں اور وہاں پر پبلک کچھ نہیں کر سکتی بلکہ اس میں افسران شامل ہوتے ہیں اور وہ اس میں اپنا حصہ رکھ لیتے ہیں تو جناب والا ! میں ان دوستوں کی تائید کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری مارشل لاء کے ذریعے ہی ہونی چاہیئے ورنہ عام حالات میں ایسے فراڈ کیسوں سے جن میں خود افسران ملوث ہوں ناممکن ہے کہ آپ کو کوئی fruitful (خاطر خواہ) نتائج حاصل ہوں ۔

جناب گورنر (چیف سیکرٹری سے) : کیا وہ رپورٹ آئی ہے ؟

جناب چیف سیکرٹری : جی نہیں ۔

جناب گورنر : تو آپ اس رپورٹ کو منگوائیں ۔ ہمارے لاز کے اندر ایک تبدیلی آئی ہے اور اب ہم فراڈ کے کیسز لے سکتے ہیں آپ ۔ رپورٹ آنے دیجیئے ہم اس کو دیکھ لیں گے ۔

سیٹھ محمد عبد الرحمٰن (بہاولپور): اس میں جناب والا نے جو ممبر رکھا ہے بقول اس کے انہوں نے رپورٹ بھیج دی ہے ممکن ہے کہ جناب کی خدمت میں نہ پہنچی ہو لیکن میں نے ان سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ آپ کو کیا ملا انہوں نے کہا کہ بہت کچھ ملا ہے ۔ اب آپ تک ہے کہ آپ کس حد تک احکامات جاری کرتے ہیں ۔

جناب گورنر : اس کو ہم دیکھ لیں گے ۔

مسٹر خاقان بابر (صدر پاکستان فری لیگل ایڈ ۔ ایسوسی ایشن، لاہور): جناب والا ! میں اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن کرنا ہی پڑ گیا ۔ آپ ڈپٹی کمشنر کے لیول پر یہ انکوائری نہ کروائیں ۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو نہیں کہی جاتیں کسی بڑے افسر کو مقرر کیجیئے یہ تو مسئلہ یوں ہے ۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

(قہقہہ)

جناب گورنر : آپ اس کو چھوڑ دیجئیے یہ جو دو - تین پوائنٹ آئے ہیں میں ان کو دیکھ لوں گا ہم اس کی تہ تک پہنچیں گے -

مسٹر سراج قریشی (لاہور) : تیسری گزارش محکمہ ایبر کے متعلق ہے اس میں بہت سی بد عنوانیاں ہوئی ہیں -

جناب گورنر : ابھی آپ لوگوں نے شکایت کی تھی کہ جو مضمون پیش ہوا ہے اسی پر بحث ہونی چاہیئے اور آپ کہیں اور چل پڑے ہیں -

مسٹر جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر) : جناب والا ! ہمارے بہاولپور کی سیوریج کی سکیم کے لیے 1 کروڑ اور 25 لاکھ روپے کی منظوری ہوئی ہے لیکن اس کی administrative approval ابھی تک نہیں ہو رہی ہے اور ہم پر یہ شرط لگائی گئی ہے کہ 35 لاکھ روپے ہم پیشگی جمع کروائیں - میونسپل کمیٹی کا بجٹ اب بن چکا ہے ہمارا تو بجٹ ہی صرف 63 لاکھ روپے کا ہے اور اس میں سے 30 لاکھ روپے ہم نے ڈویلپمنٹ کے لیے رکھے ہیں چنانچہ 35 لاکھ روپے ہم کیسے جمع کروائیں گے - اس طرح تو ہمارے پیسے ضائع ہوں گے اس کے لیے یہی ہو سکتا ہے کہ جیسے جیسے یہ فنڈز ہمیں دیں گے اسی طرح سے ہم سے پیسے لیتے رہیں -

چیئرمین - پی اینڈ ڈی : یہ طے شدہ اصول ہے جس سے اگر ایک کیس میں departure انحراف ہو تو سب میں کرنا پڑے گی -

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر) : بہاولپور میں آپ نے جو بھی پیسے دیئے ہیں وہ خرچ ہوئے ہیں وہاں پر ایک پیسہ بھی جمع نہیں ہے -

وزیر مواصلات : پراپرٹی ٹیکس کہاں چلا گیا -

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر): آپ ہم سے پراپرٹی ٹیکس میں سے بھی پیسے لیتے ہیں - آپ ہم سے بھی پراپرٹی ٹیکس لیتے ہیں -

جناب گورنر : آپ اصولوں پر چلیں ۔

مسٹر جاوید اقبال والا (بہاولنگر) : نہیں جناب والا ! میں اصول کی بات کر رہا ہوں یہ ہمارا پراپرٹی ٹیکس ہی لیتے ہیں ۔ جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ 35 لاکھ کی رقم ایک میونسپل کمیٹی کے لیے جمع کروانا قطعی طور پر مشکل ہے ۔

چیئرمین ۔ پی اینڈ ڈی : یہ پراپرٹی ٹیکس کی فیگرز غلط ہیں ۔

جناب گورنر : دیکھیئے ۔ اس کے کچھ اصول ہوتے ہیں اور آپ اس سے ہٹ تو نہیں سکتے ۔

وزیر قانون (چوہدری عبدالغفور) : جناب والا ! اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو گزارش کی ہے کہ مثلاً 125 لاکھ روپیہ یہ ایک سال میں تو خرچ نہیں کر دیں گے۔ گزارش یہ کی گئی ہے کہ بہاولنگر جیسی غریب میونسپل کمیٹی کے لیے جتنے پیسے فی سال خرچ کریں گے اتنے ہی ہم ہر سال جمع کرواتے رہیں گے ۔ ان کے لیے آپ یہ کر دیں کہ جتنے جتنے یہ روپے خرچ کریں گے اتنے اتنے ہی یہ ہر سال جمع کرا دیں گے ۔

جناب گورنر (چیئرمین ۔ پی اینڈ ڈی سے) : کیا آپ اس کے بارے میں کچھ عرض کریں گے ۔

چیئرمین ۔ پی اینڈ ڈی : جناب والا ! اس میں دقت یہ ہو گی کہ ایک سال تو یہ پیسے دے دیں گے اس کے بعد اگلے سال یہ کہیں گے کہ ہم نہیں دے سکتے ۔

مسٹر جاوید اقبال والا (بہاولنگر) : آپ ہم سے (undertaking) عہد لے لیں ۔

چیئرمین ۔ پی اینڈ ڈی : undertaking کسی جگہ نہیں ہے اس لیے کہ جب ایک دفعہ سکیم شروع ہو جائے گی تو اس کے لیے حکومت commit (پابند) ہو جائے گی اس لیے ضروری ہے کہ وہ پیسے پہلے لیے جائیں ۔

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر) : جناب والا ! میں یہاں بڑے احترام سے عرض کروں گا کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ ایک سال تو ہم ان کو پیسے دے دیں گے اور اگلے سال شاید نہ دیں تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ ہم پر اعتماد کریں -

جناب گورنر : نہیں دیں گے - ایسی کوئی بات نہیں ہے - اس میں آپ work out کر لیں ، حساب لگائیں - آپ کیا لوگوں سے ہاؤس ٹیکس وغیرہ نہیں لیتے ؟

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر) : جی لیتے ہیں -

جناب گورنر : وہ کون collect کرتا ہے ؟

مسٹر جاوید اقبال رانا (بہاولنگر) : جی ہم کرتے ہیں - جناب والا ! ہماری سکیم جب ہی شروع ہو گی جب administrative approval دیں گے -

جناب گورنر : جی ضرور دیں گے -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ : جو انہوں نے بہاول پور میں سیوریج سکیم کا کہا ہے اس سال ہم نے کوئی ارن سیوریج یا واٹر سکیم نہیں دی ہے - پالیسی کے تحت ہم تھوڑے تھوڑے پیسے بہت سی سکیموں پر لگاتے ہیں جو جاری سکیمیں ہیں ان کو مکمل کیا گیا ہے لیکن یہ پالیسی بھی رکھی گئی ہے کہ جو میونسپل کمیٹی اپنا حصہ پہلے جمع کرا دے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اس پر غور کر سکے گی - کیونکہ انہوں نے اپنا حصہ دے دیا ہے اس سال ہم اس کو چلا سکیں گے -

جناب گورنر : These are the details of the matter

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ : 17 میونسپل کمیٹیاں ایسی ہیں جنہوں نے پیسے جمع کرا دیے ہیں لیکن جنہوں نے ابھی تک پیسے جمع نہیں کرائے وہ کہتے ہیں کہ حکومت ان کو پیسے دے -

مسٹر جاوید اقبال رانا : جناب والا ! جتنے پیسے آپ سال میں خرچ کریں گے اتنا حصہ مجھ سے پیشگی لیجئے ۔

جناب گورنر : پالیسی ان کو دے دی گئی ہے یہ minor details (چھوٹی چھوٹی تفصیلات) ہیں ۔ آپ ان کو دیکھ لیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ : جناب والا ! پالیسی کے اوپر مجھے گزارش کرنی ہے ۔ بہت سے شہر ایسے جو پورا ایک تہائی حصہ دینا چاہتے ہیں اور یہ نہیں دینا چاہتے ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہمیں محدود وسائل میں سے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ چیز اس پروگرام میں آتی ہے یا نہیں آتی ۔ یہ مشکل ہمیں پیش آتی ہے ۔

میاں محمد عبدالرحمن (بہاولپور) : جناب چیئرمین بڑے تحمل سے بات کرنے کی ضرورت ہے ۔ چونکہ یہ مسئلہ بہاولپور سے متعلق ہے اور مسٹر جاوید اقبال رانا نے یہ بات کی ہے ۔ مجھے اس کے جواب میں عرض کرنی ہے کہ ہم نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ۔ ہم نے back out (وعدہ خلافی) نہیں کیا ہے اس بات سے جو ہم نے گورنمنٹ سے ایگریمنٹ کیا ہے ۔ ہمارا جو حصہ ہے وہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے ڈائرکٹ منتقل ہو جاتا ہے لیکن آپ کا مسئلہ ایسا نہیں ہے ۔ محکمہ نے آپ کا کام جاری نہیں رکھا ۔ باقی آپ ان کو بلا کسی گرانٹ کے دینا چاہتے ہیں ، دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر ہم ان کو باقاعدگی کے ساتھ اپنا حصہ دے رہے ہیں اور وہ ہمارے کام میں دلچسپی لے رہے ہیں ۔ یہ بات چلی ہے اس لیے میں نے دیانتداری کے ساتھ بات کرنی چاہی ۔

جناب گورنر : یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ اگر میرا principle of weightage بیچ میں لگائیں گے تو خود بخود یہ ٹھیک ہو جائے گا ۔ It will be resolved. Don't worry. ۔ اس کو handle کر لیں گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں جو نہ ہو سکے ۔ میرے certain weightages ہیں ۔ جب وہ weightages میں آجائیں گے ان کا پوائنٹ بھی بیچ میں آئے گا آپ خود بخود اس میں آجائیں گے ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں (میئر میونسپل کارپوریشن - سیالکوٹ) : جناب چیئرمین ! وزرا صاحبان کے پاس آپ سے بات کرنے کا بہت وقت ہوتا ہے - آج ہمیں بات کرنے کا موقع ملا ہے - یہ لوگ ہمیں بات کرنے کا موقع دیں - جناب چیئرمین صاحب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1981-82 میں 96 فیصد دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے وقف کیا ہے - یہ بڑی خوش آئند بات ہے - اس کے علاوہ انہوں نے مختلف ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے لیے رقم مختص کی ہے - ہم پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں - ہمیں بھی یہ توقع ہے کہ ہمارے کان بھی کسی خوشخبری کو سنیں - ہمارا شہر جس کو نئی نئی کارپوریشن بنایا گیا ہے اس کے لیے کوئی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نہیں ہے - نہ میں اس کو developed شہر کہوں گا نہ اسے پسماندہ کہوں گا لیکن اس کی مشکلات بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح ہمارے ایک پسماندہ علاقے کی ہوتی ہیں -

جناب والا ! اس شہر میں تقریباً 26 نئی آبادیاں شامل کی گئی ہیں جو ابھی دیہات کی طرز پر ہیں جنہوں نے ہمارے مسائل کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے - جس طرح بڑے شہروں میں اتھارٹی کو ڈویلپمنٹ کے لیے گرانٹ دیتے ہیں ہماری آپ سے استدعا ہے کہ چھوٹے شہروں کو بھی ضرور consider کریں - ان کو بھی اسی طرح ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہے جس طرح بڑے شہروں کو ضرورت ہے - میں سیالکوٹ کی بات کر رہا ہوں - سیالکوٹ میں آج سے چھ ، سات سال پہلے کم آمدنی والوں کے لیے سکیم تیار کی گئی تھی لیکن نامعلوم وہاں کیا بنا ، سنا ہے ہائی کورٹ میں stay order ہونے کی بنا پر ابھی تک کوئی کام شروع نہیں ہوا - اس کے لیے ہر سال سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پیسے مختص کیے جاتے ہیں لیکن بجائے اس کے کہ کوئی متبادل جگہ تلاش کی جاتی تمام کام بند پڑا ہے - وہاں پورے شہر میں 67 ایکڑ کی ایک سکیم تین لاکھ کی آبادی کے لیے چل رہی ہے - یہ نہیں کیا گیا کہ اس ایریا کو ڈراپ کرکے کسی نئی جگہ پر ھاؤسنگ سکیم کا اجرا

کیا جاتا ۔ صرف اس بات کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ چھ سال سے جو stay order ہوا ہے وہ vacate ہو تاکہ وہاں وہی زمین acquire کی جا سکے ۔

جناب والا ! اسی طرح سیالکوٹ میں comprehensive واٹر سپلائی سکیم 1979 میں شروع کی گئی تھی اس کے لیے میری اطلاع کے مطابق ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپے مختص کیے گئے ۔ 24 لاکھ روپے ڈیپارٹمنٹ کو دیئے گئے جس پر انہوں نے کچھ کام کیا ہے ۔ لیکن بقایا پروگرام ہمیں نہیں معلوم کیوں ختم کر دیا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں جناب چیئرمین کے توسط سے جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ ہماری طرف توجہ کریں کیونکہ ہم بھی ان کی نظر کرم کے امیدوار ہیں ۔ ہمیں بھی ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہے ۔

جناب گورنر : میاں صاحب آپ بھی اس کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! سیالکوٹ کا شہر میرے خیال میں پنجاب میں سب سے زیادہ امیر شہر ہے ۔ ان کی حالت یہ ہے کہ دس دس کروڑ کا اگر ان کا کارخانہ ہوتا ہے تو سامنے جو گلی ہوتی ہے اس میں کیچڑ اور گارا ہوتا ہے اور وہ لوگ اس میں چار اینٹیں نہیں لگا سکتے ۔ سوال یہ ہے کہ یہ خود بھی اپنی ڈویلپمنٹ کے لیے پیسے دیں ۔ ہم بھی ان کی مدد کریں گے ۔ اللہ جانے اتنی بڑی ان کی تجارت ہے اور اتنے پڑھے لکھے لوگ اس شہر میں آباد ہیں جن میں لیڈیز بھی شامل ہیں لیکن خدا جانے ان کو کیا ہو گیا ہے ۔ یہ میرے سسرال کا شہر ہے ۔ مجھے بڑی شرم آتی ہے (قہقہہ) میں ان سے کہتا ہوں کچھ آپ بھی ہمت کیجئے ۔ جب میں وہاں جاتا ہوں تو ان سے کہتا ہوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ پہلے سیوریج کی ایک سکیم بن رہی تھی اس میں ان کی زمین آ گئی ، بعد میں اس کی قیمت زیادہ ہو گئی ۔ اس وجہ سے اس سکیم کو

ڈراپ کر دیا تو اس میں کافی نقصان ہوا ہے ۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کے شہر کی ڈویلپمنٹ ہو تو ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا دیں ۔ انشا اللہ ہم ان کے سارے کام کر دیں گے مگر ان کو بھی تو کچھ دینا پڑے گا ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں : جناب چیئرمین میں وزیر صاحب سے اتفاق نہیں کرتا ۔

جناب گورنر : دیکھیے ۔ آپ ان کی بات کا برا نہ مانیں ۔ یہ ان کے سسرال کا شہر ہے ۔

(قہقہہ)

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں : جناب والا ! سیالکوٹ کا بجٹ کبھی ایک کروڑ 97 لاکھ روپے کا ہوا کرتا تھا ۔ آج ہم اس کو تین کروڑ نو لاکھ تک لے گئے ہیں ۔ ہم اپنے بجٹ کا 51 فیصد ڈویلپمنٹ پر خرچ کر رہے ہیں یعنی ایک کروڑ 87 لاکھ روپے ہم ڈویلپمنٹ پر خرچ کر رہے ہیں لیکن جس تیزی سے ہمارے شہر کی آبادی بڑھ رہی ہے اور جس طریقے سے نئی آبادیاں شہر میں شامل کی گئی ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس وقت ہمیں ریونیو انکم کوئی نہیں ہو رہی بلکہ وہاں ہمیں خرچ ہی کرنا پڑ رہا ہے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) احمد فواد) **:** میرے خیال میں معزز رکن کو اس سکیم کے بارے میں معلومات ضرور ہوں گی ۔ وہ یا تو کوئی چیز چھپانا چاہتے ہیں یا وہ ہم سے کچھ کہلوانا چاہتے ہیں ۔ وہاں ہاؤسنگ سکیم 73-1972 میں شروع ہوئی تھی ۔ اس کا stay ہوا ۔ لوگ خود اس کو نہیں بنانا چاہتے تھے ۔ ہم اس پر عملدرآمد کرانا چاہتے تھے ۔ ایک دفعہ اس کی site تبدیل کی گئی ۔ اس پر دوبارہ stay ہو گیا ۔ مزید گورنر صاحب نے بڑی مہربانی کی ۔ ہم ایک تہائی یعنی 33 فیصد پلاٹ ڈویلپ کرکے دیتے ہیں ۔ پہلے ایسا نہیں تھا صرف (معاوضہ) کمپنسیشن فی ایکڑ 20 ہزار ملتی تھی اس لیے لوگ ناراض تھے اور stay ہوا تھا ۔ ہم نے خاص اجازت لی باقی جس طرح سارے پنجاب میں لاگو ہے

کہ ایک تہائی ڈویلپ کرکے دبں گے وہ بھی کیا ۔ ڈسکہ کی بھی یہ مشکل ہے ۔ روز وفد جاتے ہیں کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ اگر ہم ایک site کو دوسری site میں بدلتے ہیں تو وہ کورٹ میں چلے جاتے ہیں ۔ ان کے پاس stay کا جواز ہو جاتا ہے کہ ہم ان پر زبردستی کر رہے ہیں ۔ جب ایک جگہ سکیم تیار نہیں ہوتی تو دوسری جگہ ہماری زمین پر سکیم بنا رہے ہیں ۔

چوہدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب والا ! اس سلسلے میں میں گزارش کرنا چاہوں گا ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں اپنے بھائی سے نہایت معذرت کروں گی ۔ ہم دیہات سے وابستہ لوگوں کو عام طور پر شکوہ رہتا ہے کہ ہماری زبان اتنی نہیں چلتی جتنی شہر کے لوگوں کی چلتی ہے ۔ وہ اپنی باتیں سنوا لیتے ہیں ۔ ایوان میں بیشتر مسائل شہری پیش ہو رہے ہیں ۔ میں اپنے شہری بھائی سے گزارش کروں گی کہ اپنی بات کو مختصر کریں تاکہ ہم بھی دیہات کے کچھ مسائل پیش کر سکیں ۔

چودھری اختر علی : شکریہ ۔ انشاء اللہ ۔ جیسا کہ سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں stay ہو گیا ہے تو میں چاہتا تھا کہ سیکرٹری صاحب اس حکم امتناعی (stay) کی وجہ خود بتاتے ۔ میرے خیال میں اس کی وجہ پنجاب کا لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1973ء ہے اسی لیے میں نے اس ایکٹ کو منسوخ کرنے کی قرار داد ایوان میں پیش کی ہوئی ہے ۔ سیکرٹری صاحب شاید اسے هاؤس میں غور و خوض کے لیے پیش کر دیں ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میری عرض ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جس زمین کی قیمت 5 سے 10 ہزار روپے مرلہ ہو ، زمیندار اپنی وہ زمین 20 ہزار روپے ایکڑ پر دے دے ! یہ سراسر ناانصافی ہے ۔ اگر حکومت کوئی ترقیاتی سکیم بنانا چاہتی ہے تو زمیندار کو اس کی زمین کا جائز اور مناسب معاوضہ دے تو

پھر ہی کوئی ھاؤسنگ سکیم کامیاب ہو سکے گی ۔ اگر 20 ہزار روپے ایکڑ معاوضے کا سلسلہ جاری رہا تو جس طرح لیبر کالونی اور ہمارا ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ حکم امتناعی (stay) میں پڑا ہوا ہے ، یہی حشر باقی کا بھی ہوگا ۔ اس کے لیے حکومت کو سوچنا ہوگا کہ وہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1973ء کو کسی طرح منسوخ کر دے ۔

میرا دوسرا سوال سیالکوٹ کمپری ہینسو واٹر سپلائی سکیم کے متعلق تھا ۔ اس کے متعلق نہ ہی عزت مآب وزیر صاحب نے کچھ فرمایا ہے اور نہ ہی سیکرٹری صاحب نے کہ یہ کس سرخ فیتے کی نذر ہوا ہے اور اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا جا رہا ؟

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : میں معزز ممبر کو وضاحت دے دوں ۔ ضلع سیالکوٹ کا میرے پاس پلان ہے جس میں 7 کروڑ 43 لاکھ سارے سیالکوٹ ضلع کے ہیں ۔ یہ اچھی خاصی رقم ہے ۔ اگر کسی جگہ پر ڈویلپمنٹ اتھارٹیز نہیں ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ، کیونکہ اس صورت میں محکمہ خود وہاں پر براہ راست کام کرتا ہے ۔ دوسرے میں یہ عرض کر دوں کہ میں خود بھی سیالکوٹ شہر سے تعلق رکھتا ہوں ، لہذا اس شہر کا تھوڑا بہت آئیڈیا مجھے بھی ہے ۔

چودھری اختر علی : وہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنے کا ہمارا مطالبہ نہیں ۔ وہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹی بالکل قائم نہ کی جائے ۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہاں ڈویلپمنٹ ہونی چاہیے ۔

ایک معزز ممبر : واٹر سپلائی کے بارے میں بھی کچھ بتا دیں ۔

جناب گورنر : واٹر سپلائی کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

سیکرٹری ھاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : ہماری کوئی خاص نئی سکیم نہیں چل رہی ۔ وہ handed over ہے ۔ چار پانچ سال سے ان کو میونسپل کمیٹی چلا رہی ہے ۔

چیئرمین پی اینڈ ڈی : اے ڈی پی میں سیالکوٹ میں اربن واٹر سپلائی کے لیے پچیس لاکھ روپیہ مختص ہے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے ایوان کا رخ تھوڑا سا موڑنے کی کوشش کروں گی ۔ جیسا کہ عابدہ بہن نے فرمایا ہے کہ کافی باتیں شہری مسائل کے متعلق ہو گئیں تو اب میں آپ کی توجہ ایک ایسے مسئلے کی طرف دلاؤں گی جو ہمارے ملک کی اہم ترین ضرورت ہے ۔ وہ ہے شعبۂ زراعت ۔ اس ملک کا دار و مدار ہی زرعی شعبے پر ہے ۔ اس شعبے میں جو تکالیف ہیں ، اس سے ملک کی 80 فی صد آبادی متاثر ہوتی ہے ۔ ابھی چند روز پیشتر مجھے ایک ایسا ادارہ دیکھنے کا موقع ملا جس کا زرعی شعبے سے اہم ترین تعلق ہے ۔ وہ ادارہ ہے ہماری زرعی یونیورسٹی ۔ وہاں کا بجٹ دیکھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ ہماری زراعت ابھی تک اس پائے تک کیوں نہیں پہنچ سکی ۔ لوگوں میں محنت کی بھی کمی نہیں اور وسائل بھی ہمیں اتنے زیادہ میسر آ رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہمیں اس کی ترقی میں ابھی تک کمی محسوس ہو رہی ہے ؟ میں نے اس پر غور و فکر کیا تو میں نے اندازہ لگایا کہ ہمارے پاس زرعی یونیورسٹی میں ریسرچ کے لیے ڈاکٹروں کی کوئی کمی نہیں وہاں ایک سے ایک قابل دماغ موجود ہے ۔ حالت یہ ہے اس وقت زرعی یونیورسٹی میں 125 ڈاکٹر موجود ہیں جو اس ملک کا بہت قیمتی سرمایہ ہیں ۔ لیکن وہاں کے بجٹ کا تین کروڑ روپیہ ان ڈاکٹروں کی تنخواہوں پر صرف ہو جاتا ہے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تین کروڑ روپیہ ان کی تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے تو وہ کیا کر رہے ہیں ؟ دیکھنے پر مجھے معلوم ہوا کہ ان کی ریسرچ بالکل محدود کی جا چکی ہے ۔ ریسرچ کے لیے صرف 2 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ اس قلیل رقم سے وہ ریسرچ نہیں کر سکتے ۔ تین کروڑ روپیہ ان کی تنخواہوں کا خرچ ہے اور صرف دو لاکھ روپیہ انہیں ریسرچ کے لیے دیا جاتا ہے جس سے ان کا ذہن اور ان کے ذرائع بالکل محدود ہو چکے ہیں ۔ ریسرچ زرعی شعبے کا اہم ترین حصہ ہے ۔ جب تک ریسرچ صحیح طریقے سے نہیں ہو گی ، ہم زراعت میں ترقی نہیں کر سکتے ۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ کابینہ کے وزرا جو دورے پر جاتے ہیں تو صرف ڈپٹی کمشنر صاحبان کو اطلاع دے دیتے ہیں اور ہم عوامی نمائندوں کو قطعی اطلاع نہیں دی جاتی - ہم تو ان کی ملاقات سے بھی محروم رہتے ہیں - یوں ہم اپنے مسائل ان تک نہیں پہنچا سکتے اسی طرح سے رابطے کے جس مقصد کے تحت یہ دورے کرتے ہیں ، وہ انتہائی نامکمل رہ جاتا ہے -

اس کے ساتھ میں اجازت چاہوں گی -

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! ریسرچ کے بارے میں بات ہوئی تھی - میں نے ضمناً اس کا ذکر بھی کیا تھا - 82-1981ء میں 3 کروڑ 38 لاکھ روپیہ ریسرچ کے لیے رکھا گیا ہے اور ہم نے چند ایک نئے پروگرام بھی شروع کیے ہیں جو پہلے بالکل نہ تھے مثلاً دالوں پر ریسرچ، گرامز (چنوں) پر ریسرچ ، آئل سیڈز پر ریسرچ ، پچھلے سال ، جیسا کہ میں نے اعداد و شمار دیے تھے ، تقریباً 2 کروڑ روپے مختص کیے تھے -

جناب گورنر : یہ حال ہی میں زرعی یونیورسٹی سے ہو کر آئے ہیں -

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان (وزیر زراعت) : میں نے آپ کے پاس فائل بھیجی ہے - فاضل ممبر نے جو کہا ہے ، وہ بالکل درست ہے - ان کے نارمل بجٹ میں 80 لاکھ کی کمی ہے تو میری وساطت سے وائس چانسلر نے آپ سے درخواست کی ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس سے ان کو کم از کم وہ رقم دلوائی جائے - گو ریسرچ کی سہولتیں ان کے پاس ہیں لیکن فنڈز کی کمی ہے ، کیمیکلز نہیں ہیں - ان کی غلطی صرف یہ ہے کہ انہوں نے رقم مانگی نہیں اور وہ محض باتیں کرتے ہیں - میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ فنڈز مانگیے ، گورنر صاحب نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ریسرچ کے لیے جو مانگیں گے ، سو پائیں گے - میں نے وائس چانسلر صاحب سے درخواست کی ہے کہ مہربانی سے اپنا ریسرچ کا پروگرام بنا کر بھیجیے ، پیسہ مانگیے تو دیکھئے کیا مانگتے ہیں - جو کچھ حکومت دے سکتی ہے وہ دے گی - میں بالکل

متفق ہوں کہ ریسرچ ضرور ہونی چاہیے - لیکن ریسرچ کے لیے پروگرام ، پروجیکٹ بنا کر انہوں نے پیسے مانگنے ہیں تب ہم نے آپ دیکھ کر دینے ہیں - موجود بجٹ میں جو 80 لاکھ کی کمی ہے اس کے متعلق میں نے آپ کو کل وہ فائل بھیجی ہے - یہ حقیقت ہے کہ فنڈز کی کمی ہے اور تنخواہوں کی بات بالکل درست ہے کہ سارا روپیہ تنخواہوں پر خرچ ہو جاتا ہے - ریسرچ میں یونیورسٹی کی پازٹو کنٹری بیوشن (Positive Contribution) ہونی چاہیے - میرے نزدیک کسی بڑے ریسرچ پروگرام کے بغیر کوئی یونیورسٹی ، یونیورسٹی کہلانے کی مستحق نہیں - اگر وہ اس میں اپنا رول ادا نہیں کر سکتی تو کس حد تک ہماری کوتاہی ہے اور کس حد تک ان کی ، یہ بعد میں فیصلہ ہو جائے گا - لیکن ریسرچ پر خرچ کے لیے ضروری ہے کہ انہیں پروگرام بنا کر بھیجنا ہے -

جہاں تک دوسری ریسرچ کا تعلق ہے ، یہ independant ریسرچ ہے جو کپاس ، گندم ، کماد کے مختلف بیجوں کی نئی اقسام کے لیے ہو رہی ہے ، یہ ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور دوسرے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہو رہی ہے - اس سے فیصل آباد کا کوئی تعلق نہیں - ریسرچ کے لیے جتنے پیسے ملیں ، کم ہیں بشرطیکہ صحیح اور جائز طریقے سے خرچ کر سکیں - فیصل آباد کا جو مسئلہ ہے ، میں اس سے پوری طرح متفق ہوں ، اور واقف ہوں - میں نے وائس چانسلر صاحب سے کہا ہوا ہے کہ آپ جتنی جلدی پروگرام بنا کر بھیجیں گے اتنی جلدی میں چانسلر صاحب کی خدمت میں اور فنانس کمیٹی کو فنڈز کے لیے کہوں گا -

جناب گورنر : اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ ریسرچ کے کام پر خرچ کریں - آپ کس قسم کی ریسرچ کرنا چاہتے ہیں - ہمیں بتائیں تاکہ ہم آپ کی مدد کر سکیں - میں نے تو یہاں تک کہا کہ ان کی ایک ٹیم ہندوستان بھیجی تاکہ وہاں جا کر دیکھ کر آئیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں - یہ وہاں گئے بڑی باتیں ہوئیں - ان لوگوں نے اس پر 100

کتابیں لکھی ہیں ۔ وہ ان کو دے دیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے وہاں تقریر کی کہ کوئی بات نہیں چونکہ آپ ہمارے ہی شاگرد ہیں ۔ میں نے کہا کہ وہ تو آپ کہہ کر آگئے ہیں لیکن آپ کے پاس اس وقت 28/125 پی ایچ ڈی ہیں ۔ انہوں نے کتنی ریسرچ کی ہے ۔ یہ تو ریسرچ کی بات ہے ۔ یہ تو dedication کی بات ہے ۔ کوشش کی بات ہے ، commitment کی بات ہے ۔ اس سلسلے میں میں نے وزیر زراعت کو بھیجا اور کہا دیکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور ان کو ریسرچ کے سلسلے میں کیا درکار ہے ۔ معلوم کریں ۔ کہا گیا ہے کہ تین کروڑ روپے تنخواہوں پر خرچ ہو جاتے ہیں ۔ آخر 128 پی ایچ ڈی استاد ہیں ۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ پورا ضلع لے لیں آپ کے لیے پوری لیبارٹری ہے یہ تو کرنے کی بات ہے ۔ اب یہ وہاں سے ہو کر آئے ہیں اب ہم دیکھیں گے ۔

مسٹر محمد بلال طاور (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ ڈیرہ غازی خان) : جناب والا ! ہم نے اپنا شیئر (حصہ) جمع کرا دیا ہے تو ہمیں سکیم دے دی جائے ۔ ڈیرہ غازی خان پینے کے پانی کے مسئلے سے دو چار ہے ۔ اس نے غربت اور پسماندگی کے باوجود اپنا شیئر (حصہ) جمع کرا دیا ہے چنانچہ ہمیں اس سکیم کے متعلق بتایا جائے کہ وہ کب شروع ہو گی ۔

جناب گورنر : اس میں کیا ہوا ہے ۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان (وزیر زراعت و آبپاشی) : یہ جناب اگلے سال بھی نہیں آئی ہے چونکہ انہوں نے اپنا شیئر جمع کرا دیا ہے اب پی اینڈ ڈی پر منحصر ہے اور ہم اس کو discuss کر سکتے ہیں ۔ کہ جن میونسپل کمیٹیز نے اپنے شیئر دے دیئے ، یعنی دس لاکھ روپے جمع کرا دیے ہیں اگر محکمہ فنانس پیسے نہ بھی دے تو ہم کام شروع کرا سکتے ہیں اور وہ اگلے سال میں آ جائے گا ۔

جناب گورنر : آپ کب بنائیں گے ۔ اس سال یا اگلے سال ؟

وزیر آبپاشی : اسی سال ۔

جناب گورنر : دیکھیے ہم ہر کسی کو تو ٹھیک نہیں کر سکتے ، ہمارے کچھ خاص علاقے ہیں جن کو ہم نے weightage دینی ہے ۔ اس میں بھی weightage ملنی چاہیے ۔ اس کو ہم extra weightage دیں گے۔ جنہوں نے پہلے دیے تھے ۔ We will go up in priority.

ایک معزز ممبر : یہاں پر چند ایک فصلوں کے نام لیے گئے تھے ، ریسرچ کا ذکر ہوا ۔ رونا کارواں کے لٹ جانے کا نہیں ہے رونا تو اس بات کا رویا جا رہا ہے کہ جناب والا ! جس فصل پر تحقیق ہونی چاہیے ، اس کا نام بھی نہیں لے رہے ۔ چونکہ میں ایک پسماندہ ضلع سے تعلق رکھتا ہوں ۔ جس کا نام گریٹر تھل کینال کا علاقہ ہے ۔ یہاں ایک چنے کی فصل ہوتی ہے جس کا تین سال سے ضیاع ہو رہا ہے ۔ اب ایک بوری اڑھائی سو سے 800 روپے تک پہنچ گئی ہے ۔ اس پر کوئی تحقیق نہیں ہو رہی ۔ یہ فصل ہمارے تمام بارانی علاقے کے لوگوں کا ذریعہ معاش ہے ۔ یہی بچوں کی کی تعلیم کا ذریعہ ہے ۔ یہی گندم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس کا کہیں ذکر نہیں آیا ۔

وزیر زراعت : مجھے ریسرچ سے پوری دلچسپی ہے ۔ مجھے یہ پتا ہے کہ ریسرچ میں کیا کرنا چاہیئے اور اس سے کیا حاصل ہے ۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں ، اس وقت میں کاغذات نہیں لایا ہوں میں اس کے متعلق کل پرسوں بتا سکوں گا ۔ مجھے آپ کی ضرورت ہے آپ میرے پاس تشریف لائیں میرے ساتھ معاونت کریں ۔ چار پانچ سال سے چنے پہ ریسرچ ہو رہی ہے اور اب ہمارے پاس کچھ ایسے نتائج نکلے ہیں جس میں Bulk resistance ہیں اور multiply کرنے کا پروگرام ہے ۔ زراعت کے seed multiplication کے شعبے کو 80 ہزار ایکڑ رقبہ چاہئے ۔ seed multiplication کے لیے اتنا رقبہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے ۔ میں کل آپ کو ماش ۔ مونگ اور چنا کے متعلق تفصیل سے بتا سکوں گا کہ کتنے ایکڑ سے ہمارا pre-basic seed پروگرام ہے ۔ seed اس طرح نہیں بنتا ۔ ریسرچ میں مختصر سا seed ہوتا

ہے جو pre basic seed کہلاتا ہے ۔ وہ مزید seeds بناتا ہے اس seed کو لے جا کر آپ reliable farm میں آپ multiply کرتے ہیں تو وہ basic seed ہوتا ہے ۔ اس basic multiply seed کو آپ آگے لے جا کر certify کرتے ہیں ۔ وہ بیج تمام کسانوں کے پاس پہنچاتے ہیں ۔ یہ تجربات ایک دن یا دو دن میں نہیں ہوتے ، ان تجربوں پہ آٹھ ، نو سال لگ جاتے ہیں ۔ گندم کے مقابلہ میں چنے کی پیداوار 4 لاکھ ٹن تھی ۔ گندم ہماری بنیادی فصل ہے ۔ میں ایک بات بتادوں کہ اس وقت مرکز اور پنجاب میں جو (قسم) varity کاشت ہو رہی ہے وہ مرکز (واپس لینا) with-draw کرنا چاہتا ہے ۔ میری درخواست پر یہ with draw نہیں ہوئی مثلاً ڈبلیو اے 711 اور 79 ہے جو مرکز alternative variety کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس اس کی variety نہیں ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ withdraw کرو ۔ اس میں ہمارے پاس اتنی variety ، اتنی تعداد میں نہیں آئی ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ میں آپ کو کل تفصیل کے ساتھ بتا سکوں گا ۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں ۔

ملک مان اللہ خان (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی): میں جناب وزیر زراعت صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ ان کو جتنا رقبہ درکار ہو ہم دینے کے لیے تیار ہیں ۔ میں یہ دعوت آپ کو بحیثیت چیئرمین میانوالی دے رہا ہوں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ بہادر شاہ ظفر کے خانساماں نے تمام اجناس میں سے چنے کی جنس کو منتخب کیا تھا کیونکہ اس سے امیر لوگوں کے کوفتے بھی بنتے ہیں اور غریب لوگوں کے پکوڑے بھی بنتے ہیں ۔ اس فصل کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لیے اس طرف توجہ فرمائیں ۔

جناب گورنر : جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس وقت ہندوستان بھی اور پاکستان بھی پریشان ہے کیونکہ جو تکلیف ہمیں ہے اسی تکلیف میں ہندوستان بھی پریشان ہے ۔ اور وہ اس میں اچھی خاصی ریسرچ کر رہے ہیں ۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کالے چنے میں resistance زیادہ ہوتی ہے لیکن

ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ ہم تو کالا چنا نہیں کھاتے ، گورا کھاتے ہیں ۔ اور اس پر یونیورسٹی میں اچھی خاصی ریسرچ ہو رہی ہے ۔

ملک امان اللہ خان : تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود والی بات ہو گی ۔

جناب گورنر : چنا ہر ملک میں پیدا نہیں ہوتا آپ کچھ فرمائیں ۔ سلطان صاحب

چوہدری سلطان علی (صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب ، لاہور): جناب چیئرمین صاحب میں ریسرچ کے مسئلہ پر بات نہیں کرنا چاہتا ۔ چونکہ یہ بحث چھڑ گئی ہے ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اس ملک میں ریسرچ نہیں ہوئی اور یہ 200 پی ۔ ایچ ڈی ان کی توقعات پر پورے نہیں اترے ۔ یہ کہ ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں یہ بات نہیں ہے اصل میں جب تک اس کی بنیادی وجوہات دور نہیں کی جائیں گی اس ملک میں ریسرچ نہیں ہوسکتی ۔ یہاں ریسرچ کی فضا نہیں ہے ۔ ان کو بالکل ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ کی طرح deal کیا جاتا ہے ۔ ان کو چھ مہینے یا سال کے بعد منظوری ملتی ہے ۔ اگر آپ نے اس مسئلے کو حل کرنا ہے تو ان کے پاس فنڈز ہونے چاہئیں تاکہ وہ ریسرچ کر سکیں ۔ اس کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے وہ ہے کنٹریکٹ ریسرچ ۔ آپ ان سے ٹھیکہ کر لیں کہ آپ یہ ریسرچ کر دیں تو آپ کو جو بھی رقم طے ہو جائے وہ دے دی جائے گی ۔ اگر آپ اس طریقے سے کریں گے تو ان کو بھی incentive پیدا ہوگا اور وہ بھی دلچسپی کے ساتھ ریسرچ کریں گے ۔

جناب گورنر : اس میں کوئی شک نہیں ریسرچ ترقی کر سکتی ہے لیکن اس وقت کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں ۔

ایک معزز رکن : چائے پینی ہے ۔

جناب گورنر : کیا آپ کل جاری رکھیں گے

وزیر زراعت : جی ہاں ۔

اناؤنسر : حضرات اس کے بعد آپ کو گورنمنٹ ہاؤس میں مدعو کیا گیا ہے ۔ رات کو آٹھ بجے الحمرا تھیٹر میں ایک ثقافتی شو کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں آپ حضرات کو مدعو کیا گیا ہے ۔ آپ اپنی بیگمات کو بھی لا سکتے ہیں اور ایک بچے کو بھی ۔ خواتین ممبران اپنے ساتھ خاوندوں کو بھی لا سکتی ہیں اور بچوں کو بھی ۔

(کونسل کا اجلاس 23 اگست 1981ء ساڑھے آٹھ بجے صبح تک
کے لیے ملتوی ہوگیا)

خلاصہ سفارشات کمیٹی 40 ممبران

جس کا ذکر وزیر بلدیات نے اپنی رپورٹ میں کیا

(بحوالہ نشان زدہ صفحہ 20 اور 39)

ڈھانچہ

1 ۔ مرکز کونسل بطور انتظامی ادارہ کام کرتا رہے اور موجودہ گریڈ 17 کے پراجیکٹ منیجر جوکہ سابقہ مربوط دیہی ترقیاتی پراجیکٹ کے ایگریکلچر گریجویٹ ہیں ان کو فارغ کرکے ان کی جگہ سابقہ سپروائزران لوکل گورنمنٹ جو کہ قومی سکیل نمبر 11 میں ہیں ، کو بطور سیکرٹری مرکز کونسل تعینات کیا جائے ۔ فارغ شدہ پراجیکٹ منیجروں کو محکمہ زراعت یا دوسرے محکموں میں مدغم کیا جائے ۔

2 ۔ تحصیل کی سطح پر ایک رابطہ کمیٹی ہونی چاہیئے جس کا سربراہ منتخب چیئرمین ہو گریڈ 17 کے افسران اس کمیٹی کے سیکرٹری کے فرائض انجام دیں ۔

3 ۔ ضلع کونسل کا ممبر مرکز کے اجلاس میں بطور Observer شامل ہوگا ۔ اور اسے چیئرمین مرکز کے چناؤ میں ووٹ دینے یا مقابلہ کرنے کا حق نہ ہو ۔

4 ۔ میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں میں یونین کمیٹیاں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

5 ۔ اس وقت ٹاؤن کمیٹیاں پانچ ہزار تا بیس ہزار آبادی کے لحاظ سے بنائی جاتی ہیں ۔ آبادی کی کم از کم تعداد کو بڑھا کر دس ہزار اور زیادہ سے زیادہ پچیس ہزار کیا جائے ۔ اسی طرح میونسپل کمیٹی کی کم از کم آبادی کی تعداد کو بڑھا کر پچیس ہزار کر دیا جائے ۔

ٹیکس جات

6 ۔ مکانات اور زمینوں کے سالانہ کرایہ کی مالیت پر ٹیکس لگانے کا اختیار یونین کونسلوں کو ہونا چاہیے ۔

7 ۔ جانوروں کے ذبح پر ٹیکس یونین کونسل عائد کیا کرے ۔

8 ۔ پرائیویٹ مارکیٹوں پر ٹیکس یونین کونسلیں لگایا کریں ۔

9 ۔ یونین کونسلوں اور ضلع کے لائسنس وغیرہ جاری کرنے کے اختیارات علیحدہ علیحدہ ہونے چاہیئیں ۔ مثال کے طور پر آرا مشین ، آٹا پیسنے والی چکیاں اور فیکٹریاں جہاں پانچ سے زیادہ کارکن کام کرتے ہوں کیلئے یونین کونسلیں لائسنس اور اجازت نامے جاری کریں ۔ ضلع کونسلیں بھٹوں ۔ رائس شیلرز تانگہ و رہڑہ اورگڈا اور ایسے کارخانوں کے لیے جہاں 5 سے زیادہ کارکن کام کرتے ہوں لائسنس جاری کریں ۔ ان دونوں صورتوں میں لسٹیں بالوضاحت ہونی چاہیئیں ۔

10 ۔ دیہاتی علاقوں میں صرف ضلع کونسلوں کو منڈی مویشیاں اور میلے منعقد کرانے کا اختیار ہو ۔ لیکن ضلع کونسلیں آمدنی کا بیس فیصد جیسا کہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے ۔ یونین کونسلوں کو دیں ۔

11 ۔ شہری علاقوں میں منڈی مویشیاں اور میلے شہری کونسلیں جاری رکھیں، لیکن آئندہ کوئی شہری لوکل کونسل یہ کام نہ کرے ۔

12 ۔ ضلع کونسلیں جو منڈیاں اور میلے شہری لوکل کونسلوں میں ہیں وہ جاری رکھیں اور آمدنی کا بیس فیصد شہری کونسلوں کو جیسا کہ پہلے فیصلہ کیا جا چکا ہے ادا کریں ۔ اگر کوئی ضلع کونسل پہلے ہی باہمی رضامندی سے اس سے زیادہ ادا کر رہی ہے تو وہ ایسا کرتی رہے ۔

13 ۔ آئندہ اگر کوئی ضلع کونسل منڈی مویشیاں یا میلہ کسی شہری علاقہ میں منعقد کرے تو آمدنی کا پچاس فیصد شہری کونسل کو ادا کرے ۔

14 ۔ اگر کوئی شہری کونسل اپنے علاقہ میں منڈی مویشیاں یا میلہ منعقد کر رہی ہے تو ضلع کونسل شہری کونسل کی حدود کے اندر ایسی منڈی یا میلہ منعقد نہ کرے ۔ بلکہ منڈی مویشیاں یا میلہ کم از کم شہری حدود سے تین میل دور منعقد کرے ۔

15 ۔ دیہاتی علاقوں میں پیشہ ورانہ ٹیکس صرف ضلع کونسلیں لگائیں ۔

16 ۔ دیہاتی علاقوں میں غیر منقولہ جائداد کی منتقلی پر ٹیکس ضلع کونسلیں لگائیں ۔ لیکن اس ٹیکس کا بیس فیصد اس یونین کونسل کو ادا کریں جس میں منتقل شدہ جائداد واقع ہو ۔

17 ۔ مارکیٹ کمیٹیوں کو منڈی یا لائسنس فیس لینے سے روک دیا جائے ۔ ماسوائے ان منڈیوں کے جو انہوں نے قائم کی ہوں ۔

18 ۔ مارکیٹ کمیٹیاں مقامی کونسلوں کے زیر انتظام لائی جائیں ۔

19 ۔ حکومت کے فیصلہ کے مطابق لوکل ریٹ آمدنی کا بیس فیصد ضلع کونسلیں یونین کونسلوں کو دیں ۔

ٹیکس لگانا اور ان کی وصولی

20 ۔ ٹیکس لگانے کی تجاویز گورنمنٹ گزٹ میں مشتہر لازمی نہیں ہونا چاہیے ۔ بلکہ مقامی کونسلوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ ٹیکس کی تجاویز اور ان کے لاگو کرنے کی شیڈول محض مقامی پریس یا اپنے دفتروں میں معروف جگہوں پر شائع کریں ۔

21 ۔ ریونیو کلکٹر کا عملہ وصولی ٹیکس مناسب حد تک بڑھایا جائے ۔

لوکل کونسلوں اور چیئرمینوں کے اختیارات

22 ۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ مقامی کونسلوں کے چیئرمینوں کو دیئے گئے اختیارات کافی ہیں ۔

23 ۔ یونین کونسل میں نائب قاصد کی بھرتی چیئرمین کی سفارش پر کی جائے۔

24 ۔ ایسی ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو جن کی آمدنی دس لاکھ سے زیادہ ہے Contingency کے اخراجات کی رقوم سے بیس ہزار تک کے خرچ کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان کو اسی حد تک کی سکیموں اور تخمینوں کی منظوری کا اختیار دیا جائے۔

25 ۔ چونکہ نئی آسامیوں کی تجاویز ڈویژن ، ضلع اور سب ڈویژن کی وساطت سے آنے میں کافی وقت لگتا ہے لہذا مقامی کونسلوں کو اس طرح کی تجاویز کی ایک پیشگی نقل براہ راست حکومت کو بھیجنے کی اجازت دی جائے تاکہ ضروری نوعیت کی تجاویز پر جلد کارروائی ہو سکے۔

26 ۔ محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن کی تیار کردہ ہاؤس ٹیکس کی سروے رپورٹیں متعلقہ شہری کونسل کے چیئرمینوں کی رائے کے لیے بھیجی جائیں۔

27 ۔ محکمہ مال و انہار کے بنیادی ریکارڈ کی نقول یونین کونسلوں کو مہیا کی جائیں۔

28 ۔ شہری شاملات دیہہ کا انتظام شہری کونسلوں کو دیا جائے۔

29 ۔ یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو Justices of Peace نامزد کیا جائے۔ اور مرکز کونسل کے چیئرمینوں کو اعزازی مجسٹریٹ مقرر کیا جائے۔

30 ۔ یونین کونسلوں کو پرائمری تعلیم کی نگرانی کا کام سونپا جائے۔

31 ۔ قومی فلاحی محکموں کے ضلعی سربراہان اپنے محکموں کی کارکردگی کی رپورٹیں ضلع کونسل کے اجلاس میں وقفہ وقفہ سے پیش کیا کریں۔

32 ۔ کمشنر ۔ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کو حکومت کی طرف سے دیئے گئے اختیارات کا استعمال جاری رکھا جائے۔

33 ۔ اگر لوکل کونسل کی قرار داد معطل کر دی جائے تو حکومت کو اس کی منسوخی کے بارہ میں سفارش کرنے سے پہلے متعلقہ لوکل کونسل کو وضاحت کا موقع دیا جائے۔

حکومتی ڈھانچہ کے اختیارات

34 ۔ کونسلوں کے مابین اختلافات کم کرنے کے لیے حسب ذیل طریق پر اختیارات دیئے جائیں :۔

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر کو جب کہ اختلاف ضلع کے اندر کونسلوں کے درمیان ہو ۔

(ب) کمشنر صاحبان کو جب کہ تنازعہ و اضلاع کی کونسلوں کے درمیان ہو اور ۔

(ج) حکومت کو جب کہ تنازعہ ایک سے زائد ڈویژنوں کی کونسلوں کے درمیان ہو ۔

35 ۔ مقامی کونسلوں کے چیف افسران اور پرنسپل افسران کو رولز کے ذریعے علیحدہ اختیارات نہ دیئے جائیں ۔

چونکہ چیف افسران اور سیکرٹری صاحبان مشترکہ طور پر چیئرمینوں کے ساتھ حسابات Operate کرتے ہیں بعض دفعہ یہ حضرات چھٹی پر ہوتے ہیں یا ان کی جگہ دوسرا افسر تعینات نہیں ہوتا ۔ ان کی عدم موجودگی کے عرصہ کے لیے مندرجہ افسران کو اختیارات دیئے جائیں کہ وہ متعلقہ لوکل کونسل یا کسی دوسری لوکل کونسل کے افسر کو چیف افسر یا سیکرٹری کے اختیارات مندرجہ بالا مقصد کے لیے دے دیں ۔

(الف) کمشنر صاحب میونسپل کارپوریشن اورضلع کونسل کے لیے ۔

(ب) ڈپٹی کمشنر میونسپل کمیٹی ۔ ٹاؤن کمیٹی اور یونین کونسل کے لیے ۔

دیہی ترقی

36 ۔ یونین کونسلوں کو پراجیکٹ ڈائریکٹر براہ راست گرانٹ ہائے کی رقم منتقل کریں ۔

37 ۔ کمزور مالی حالت کی یونین کونسلوں کے لیے 33 فیصد میچنگ گرانٹ (Matching grant) کی ادائیگی زیادہ ہے ۔ لہٰذا اسے کم کرکے یونین کونسل کی مالی حالت کے مطابق دس یا پچیس فیصد کیا جائے ۔ البتہ اگر کوئی یونین کونسل 25 فیصد سے زائد حصہ ادا کرے تو ان کے ساتھ گرانٹ دینے میں ترجیحی سلوک کیا جائے ۔

38 ۔ ٹاؤن کمیٹیوں کو بھی دیہی ترقیاتی فنڈ سے امدادی رقوم دی جائیں ۔

39 ۔ زمینداروں کے مفاد کے لیے مرکز کی سطح پر حکومت زرعی مشینری کا پول قائم کرے ۔

40 ۔ تحصیل کی سطح پر حکومت کی طرف سے روڈ بلڈنگ مشینری کا پول قائم کیا جائے ۔

41 ۔ دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت تعمیر کردہ سڑکوں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لیے خصوصی گرانٹ مہیا کی جائے ۔

موجودہ قوانین اور رولز میں مناسب ترامیم :

42 ۔ قوانین یا رولز میں کوئی تبدیلی ضروری نہیں ہے ۔

43 ۔ مقامی کونسلوں کو اردو میں چھپے ہوئے قوانین اور رولز کی کاپیاں مہیا کی جائیں ۔

44 ۔ آئندہ ایک یونین کونسل کی ممبر شپ کی تعداد آٹھ سے بارہ تک مقرر کی جائے ۔ کیونکہ اس وقت کچھ یونین کونسلوں میں آبادی کے لحاظ سے محض چار یا پانچ ممبر ہیں ۔

45 ۔ عورتوں کو یونین کونسلوں میں نمائندگی نہ دی جائے ۔

46 ۔ یونین کونسلوں پر بائی لاز گورنمنٹ کے گزٹ میں چھپوانے کی پابندی ختم کی جائے ۔ اس کی بجائے وہ مقامی اخبارات میں مشتہر کیے جائیں ۔ یا معروف جگہوں پر آویزاں کیے جائیں ۔

47 ۔ حساب کی پڑتال اور پیشگی پڑتال کا موجودہ طریقہ کار جاری رکھا جائے ۔

48 ۔ ورکس رولز کے تحت نان شیڈول آئیٹموں کے نرخوں کی منظوری گورنمنٹ کے تابع ہے ۔ یہ اختیارات کسی لوکل گورنمنٹ کے مناسب عہدہ کے انجینئر کو دیئے جائیں ۔

49 ۔ ضلع کونسلوں اور شہری کونسلوں کو پچاس ہزار تک کے پراجیکٹوں کو بذریعہ پراجیکٹ کمیٹی Execute کرنے کے اختیارات دیئے جائیں۔ جیسا کہ دیہی ترقیاتی پروگرام کا کام کرانے کے لیے ایسی کمیٹیاں ترتیب دی گئی ہیں ۔

50 ۔ یونین کونسل کے حسابات ڈاکخانہ جات میں رکھے جاتے ہیں ۔ مقامی کونسلوں کے ایسے حسابات قومی بنکوں میں رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ ان پر نفع حاصل کر سکیں ۔

51 ۔ شہری کونسلوں میں وارڈ کی سطح پر اور یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں مصالحتی عدالتیں تشکیل کی جائیں ۔ اس عدالت کا سربراہ چیئرمین یونین کونسل اور چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ہو ۔ جب کہ میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن میں وارڈ کا ممبر ہو ۔ یہ عدالت چیئرمین متعلقہ اور مخالف فریقین کے دو نمائندگان پر مشتمل ہو ۔

52 ۔ تہ بازاری کے ٹکٹ ایسے اشخاص کو دے دیئے جائیں جو میونسپل لینڈ پر کاروبار کر رہے ہیں لیکن تہ بازاری پر زمین دینے پر گورنمنٹ کی طرف سے عائد کردہ پابندی کی وجہ سے کوئی فیس نہیں دے رہے ۔ البتہ تہ بازاری ٹکٹ دینے سے قبل ان کے کرایہ‌جات کا جائزہ لے کر ان میں مناسب ایزادی کی جائے اور اس کے علاوہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے تہ بازاری کا ٹکٹ جاری کرنے سے قبل منظوری لی جائے اور ڈپٹی کمشنر اس سلسلہ میں مقامی پولیس سے بھی مشورہ کرے تاکہ ٹریفک کے حادثات کی روک تھام کو مد نظر رکھا جائے ۔

53 ۔ شاپنگ سنٹر ، زرعی زمین ، میلہ منڈیاں اس وقت ایک سال کے ٹھیکہ پر مارشل لا کی ہدایات کے مطابق دی جاتی ہیں ۔ اگر عرصہ بڑھا دیا

جائے تو مزید آمدنی ہو سکتی ہے لوکل کونسلوں کو اختیارات دیئے جائیں کہ انہیں تین سال کے عرصے کے لیے پٹہ پر اس شرط پر دے سکیں کہ ہر سال آمدنی میں 20 فیصد اضافہ یقینی ہو ۔ البتہ قابل کاشت زرعی زمین ایک سال سے زیادہ عرصہ کے لیے پٹہ پر نہ دی جائے ۔

متفرقات :

54 ۔ نیشنل ہلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے نمائندگان لوکل کونسل کے ساتھ مل کر ان کے مشوروں سے کام کریں ۔

55 ۔ یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کو جو سال 1953ء میں بطور دیہی کارکن بھرتی کیے گئے تھے ۔ سال 1959ء سے 1973ء تک پنشن سے محروم کیا جا رہا ہے ۔ ان کی سروس کا تمام عرصہ قابل پنشن قرار دیا جائے تاکہ ان کے ساتھ زیادتی نہ ہو ۔

56 ۔ یونین کونسل کے سیکرٹریوں کی 20 فیصد اسامیوں کو قومی پے سکیل نمبر 5 سے بڑھا کر قومی سکیل نمبر 8 بطور سلیکشن گریڈ دیا جائے تاکہ ان کو بہتر مواقع میسر ہوں ۔

57 ۔ چیئرمینوں اور کونسلوں کو لاہور بلایا جائے تو انہیں پیپلز ہاؤس میں رہائش مہیا کی جائے ۔

58 ۔ یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو بھی صوبائی کونسل میں نمائندگی دی جائے ۔

59 ۔ ضلع کونسل کے بکھرے ہوئے پلاٹوں کو مجتمع کرکے سرکاری زمین سے بدلا جائے ۔

60 ۔ شہری اور دیہاتی سکولوں کے اساتذہ کے باہمی تبادلے کیے جائیں ۔